

Epi 87 @ 88

(مزید ناول پڑھنے کے لیے اس لنک کو سرچ کریں)

For more novel kindly Google this link

<https://ezreaderschoice.com>

اسلام علیکم!

ہمارے اور گرد بہت سے کردار ہیں جن کو ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو بخوبی لکھ سکتے ہیں تو اٹھائے قلم اور لکھ دیجئے ایک ایسی کہانی جو دلوں کو چھو لے اور ان کرداروں کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے اپنی صلاحیت کو بھی اجاگر کریں۔ ریڈرز چوائس

رمز عشق نور آصف

آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے کہ جہاں <https://ezreaderschoice.com>

آپ اپنی قابلیت کا لوہا منوا سکیں۔ آج ہی ہمیں اپنی تحریر ارسال کریں جس کو ہم ایک ہفتے کے اندر اپنی ویب سائٹ اور دیگر سوشل میڈیا گروپ میں شامل کریں گے۔

مزید تفصیلات کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

واٹس ایپ نمبر کے لیے ابھی میل کیجئے

Facebook ID: <https://www.facebook.com/mubarra1>

Email address: mobimalik83@gmail.com

readerschoicemag@gmail.com

Facebook groups : **Readers Choice,**

اینہ خانم کی طبیعت بہت خراب ہو گئی تھی۔ وہ سارا دن روتی رہی تھیں۔ حور کا ایسے بے پردہ مردانے میں جانا اور پھر ایسے ہی حویلی سے چلے جانا انھیں کافی تکلیف پہنچا گیا تھا۔

رمز عشق نور آصف

پریذے کا دور جانا بھی وہ برداشت نہیں کر پار ہی تھی۔۔۔ ارحام کی سرخ آنکھیں اور اس کا زخمی ہاتھ یاد کرتے ان کی طبیعت پہلے سے زیادہ خراب ہو گئی تھی۔۔۔

وہ آتے ساتھ ہی حویلی سے چلا گیا تھا۔۔۔ یہ سن کر تو ان کا بی پی شوٹ کر گیا تھا۔۔۔ وہ اپنے کمرے میں بیڈ پر بیٹھی رو رہی تھیں۔

زاران ان کے قریب ان کے ہاتھ پکڑ کر بیٹھا تھا۔۔۔

مورے کیوں خود کو ہلکان کر رہی ہیں؟؟ ارحام لالا بالکل ٹھیک ہیں۔۔۔ بہت جلد ہم پریذے کو گل سے واپس لے لیں گے۔۔۔ آپ یقین رکھیں۔ زاران ان کے ہاتھ کی پشت چومتے بولا۔۔۔

زاران تم نے دیکھا حور کو کیسا وہ ہمارا عزت دو کوڑی کا کر گیا۔۔۔ ہمارا گھر کی عورتیں پہلے کبھی یوں بے پردہ بنا کسی چادر کے کمرے سے بھی باہر نکلا۔۔۔۔۔ پہلے اس لڑکی نے ہمارا ارحام پر الزام لگایا اس کا بیٹی جدا کر دیا۔۔۔ اب پھر سے اس نے یہی کیا۔۔۔ اس کا عزت ایسے بے پردہ حویلی کا ملازموں کے سامنے جا کر نیلام کیا۔ اور اس کا بیٹی پھر سے اس سے جدا کر دیا۔ دیکھا تھا نہ تم نے کیسے وہ تڑپ رہا تھا۔۔۔

ہم مانتا ہے ہمارا ارحام نے اسے غصے میں تکلیف پہنچایا تم ہی بتاؤ۔ اس نے جو سب کیا کیا کوئی بھی مرد اپنا غصہ کنٹرول کر سکتا ہے۔۔۔ روزینہ خانم بھرائے لہجے میں بولی۔

رمز عشق نور آصف

مورے۔۔۔۔۔ آپ کیوں یہ سب سوچ رہی ہیں؟؟۔۔۔۔۔ زار ان نے امینہ خانم کے آنسو نرمی سے صاف کیے۔

کیسے نہ سوچیں ہم یہ سب کچھ؟؟ تم ہی بتاؤ اس لڑکی کو کبھی ارحام نے کسی کے سامنے کچھ بھی نہیں کہا۔ اس کو مان دیا عزت دیا۔ اب تو وہ اس سے بہت پیار کرتا تھا۔ تم نے دیکھا نا کیسے وہ بھاگ بھاگ کر اسلام آباد سے حویلی آتا تھا۔۔

مگر وہ لڑکی پھر بھی یہاں سے چلا گیا۔ وہ خود آیا تھا ہمارا بیٹا کی زندگی میں۔ اس کو ہم زبردستی تو نہیں لایا۔ پھر قصور وار ہمارا بیٹا ہی کیوں؟؟ سارا سزا نہیں ہمارا بیٹا کے حصے میں کیوں؟؟۔۔ امینہ خانم بلک بلک کر رو پڑی تھیں

مورے مت ایسے روئیں۔۔ آپ کی طبیعت خراب ہو جائے گی۔۔۔۔۔ زار ان پریشانی سے بولا۔۔۔۔۔ امینہ خانم کی طبیعت بہت خراب ہو گئی تھی۔

زار ان ہم کو اب پتہ چلا کبھی بھی اپنا برداری سے باہر اپنا بچوں کی شادی نہیں کرنا چاہیے۔ اپنا جیسا لوگوں میں شادی کرنا چاہیے۔۔۔۔۔ گل زبان دراز تھا۔ مگر جب تک ارحام کے نکاح میں رہا اس کا عزت پر آنچ نہیں آنے دیا۔ وہ جرگے میں گیا تھا مگر تب وہ ایک عورت تھا ایک بیوی جو دوسرا عورت کی خوبصورتی دیکھ کر پریشان ہو گیا تھا۔۔

رمز عشق نور آصف

زاران ہم کو اب پتہ چلا کبھی بھی اپنا برداری سے باہر اپنا بچوں کی شادی نہیں کرنا چاہیے۔ اپنا جیسا لوگوں میں شادی کرنا چاہیے۔۔۔ گل زبان دراز تھا۔۔۔ مگر جب تک ارحام کے نکاح میں رہا اس کا عزت پر آنچ نہیں آنے دیا۔۔۔ وہ جرگے میں گیا تھا مگر تب وہ ایک عورت تھا ایک بیوی جو دوسرا عورت کی خوبصورتی دیکھ کر پریشان ہو گیا تھا۔۔۔ اس نے جو بھی کیا مجھ پر غصے کی وجہ سے کیا۔۔۔ وہ اس کی نادانی تھی۔۔۔ اب دوبارہ آپ یہ بات مت دہرائیے گا میں برداشت نہیں کر سکوں گا۔۔۔ زاران سختی سے بولا۔۔۔

یہی تو ہم کہہ رہا ہے۔۔۔ زاران وہ عورت ہی کیا جو غصے میں نادانی میں اپنا عورت ہونا بھول جائے۔۔۔ اپنا وقار سے نیچے گر جائے۔۔۔ تمہارا بیوی نادانی میں اپنا جان لے لیتا تو شاید یہ تعریف کے قابل ہوتا۔۔۔ مردوں کے درمیان اپنا عزت اچھالنا کونسا نادانی ہوتا ہے۔۔۔ امینہ خانم گہری ہوتی سانسوں سے بولی۔۔۔
مورے کیا ہوا ہے آپ کو؟؟ زاران نے پریشانی سے انھیں دیکھا جو اپنے سینے پر ہاتھ ر ب کرتے گہرے سانس لے رہی تھی۔۔۔

زاران وعدہ کرو ہم سے۔۔۔۔۔ تم۔۔۔۔۔ تم پلو شہ سے شادی کرو گے۔۔۔ وہ ابرش تمہارا قابل نہیں ہے۔ وہ بھی تمہیں وقت پڑنے پر چھوڑ جائے ہے۔۔۔ تمہارا عزت دو کوڑی کا کر دے گا۔۔۔ تم وعدہ کرو ہمارا ساتھ

--

رمز عشق نور آصف

مورے یہ کیا کہہ رہی ہیں؟؟ زار ان نے ان کی ہتھیلیاں مسلتے ہوئے پریشانی سے انھیں پکارا جن کی سانسیں بہت تیز تیز چل رہی تھیں۔ پورا بدن ہانپ رہا تھا۔

وعدہ کرو زار ان تم تم پلو شہ سے شادی کرے گا۔ تمھیں وہ محبت اولاد اچھا بیوی ہونے کا سکھ وہی دے سکے گا۔ امینہ خانم اب کی بار چیخی تھی۔۔

مورے۔۔۔ زار ان نے بے بسی انھیں پکار گیا تھا۔ امینہ خانم کی طبیعت شدید خراب ہو چکی تھی۔ اب وہ سانس بھی مشکل سے لے رہی تھیں۔

وعدہ کرو زار ان۔۔۔ امینہ خانم نے بمشکل بولتے اس کی چوڑی ہتھیلی پکڑی تھی۔

میں وعدہ کرتا ہوں مورے میں پلو شہ سے شادی کروں گا۔ زار ان نے ان کے قریب ہوتے ان کی ہتھیلیاں مسلتے ہوئے کہا۔۔

ابرش جو زار ان کو تلاش کرتے ابھی بھی امینہ خانم کے کمرے کی طرف آئی تھی۔۔

بند دروازے سے زار ان کے لفظ سن کر ساکت ہوئی تھی۔ دوسرے ہی لمحے وہ بھاگتے ہوئے سیڑھیاں چڑھتے اوپر کمرے میں آئی تھی۔۔۔

کمرے میں آتے ہی اسے زوردار چکر آیا تھا۔ وہ منہ پر ہاتھ رکھے واش روم کی طرف بھاگی تھی۔

رمز عشق نور آصف

ابرش واش روم مرر کے سامنے کھڑی خود کو دیکھ رہی تھی۔ آنکھیں گلابی اور عارض سرخ تھے۔ وہ گہرے سانس لیتے سلیب پر ہاتھ جمائے اپنے بدن کی لرزاہٹ پر قابو پانے کی ناکام سعی کر رہی تھی۔ زاران کے لفظ اس کی سماعتوں میں پگھلا ہوا سیسہ بن کر اترے تھے۔

میں وعدہ کرتا ہوں مورے میں پلو شہ سے شادی کروں گا۔ وہ کانپتے لرزتے ہوئے اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ گئی تھی۔

اس دشمن جاں کے لفظ پھر سے اس کے کانوں میں گونجنے لگے۔ اس نے کانوں پر ہاتھ رکھے ہی سر نفی میں ہلایا تھا۔

میں اس سے بات تو دور اس کی طرف دیکھوں گا بھی نہیں۔۔۔ قربت کے لمحات میں اس کی دیوانگی اس کی سرگوشیاں یاد کر کے وہ بری طرح لرز رہی تھی۔

وہ اب بھاگتے ہوئے شاور آن کیے اس کے نیچے کھڑی ہوئی تھی۔

گرم پانی اسے بھگور ہا تھا۔ ابرش نے اپنے سر سے گلابی دوپٹہ اتار کر زمین پر پھینکا تھا۔

وہ گلابی فراک میں ملبوس شاور کے نیچے روتے ہوئے کھڑی تھی۔

رمز عشق نور آصف

جب سے اس کے نکاح میں آئی تھی۔۔ اس کی ہر چیز کو اپنا لیا تھا۔ اس نے کہا سر سے دوپٹہ نہ اترے۔۔ نہیں اترتا تھا۔ اس نے کہا اسفندیار خان کے سامنے نہ جانا۔۔ وہ کبھی نہیں گئی۔۔ جہاں وہ نظر آیا وہاں قدموں پلٹ گئی۔۔

اس نے کہا اپنے گھر والوں کے متعلق مجھ سے سوال مت کرنا۔۔ اس نے نہیں کیا۔۔ اس نے کہا وہ اس کا سکون ہے۔۔ اس کی شدتوں میں اس کا ساتھ دیتے وہ اس کی شدتوں میں سکون ڈھونڈھنے لگی۔۔ کیونکہ وہ زار ان خانزادہ کو اپنا دیوانہ بنا نا چاہتی تھی۔۔ تاکہ وہ ساری دنیا کو بھول جائے۔۔ مگر وہ تو صرف اسے ہی بھول گیا تھا۔۔ اس سے کیا ہوا ہر وعدہ بھول گیا تھا۔۔۔۔ کیا مانگا تھا اس نے۔۔۔ اس حویلی سے رہائی نہیں مانگی تھی۔۔ صرف اس سے اسی کو مانگا تھا۔ اسے زار ان خان کید یوانگی بننا تھی۔۔ مگر وہ اسے دیوانگی بنا گئی تھی۔۔ جو وہ چاہتی تھی زار ان خانزادہ اس کے لیے کرے۔۔ وہ اس کے لیے کرنے لگی تھی۔ اس کے آگے پیچھے پھرتی تھی وہ۔۔

کیونکہ زار ان خانزادہ اس کے آگے پیچھے نہیں پھرتا تھا۔۔ اس نے اپنی ہر خواہش سے منہ موڑ لیا تھا۔۔ زار ان کو ہی اپنی ہر خواہش بنالیا تھا۔۔ بچپن سے ہر خواہش ہر احساس سے منہ موڑا تھا۔ تو یہ خواہش بھی پوری نہ ہوتی تو کیا ہو جانا تھا۔۔ کسی کی بھی تو محبت نہ ملی تھی۔۔ زار ان خانزادہ کی بھی نہ سہی۔۔۔۔

رمز عشق نور آصف

ابرش شاور کے نیچے کھڑی منہ پر ہاتھ رکھے زار و قطار رو رہی تھی

زاران خانزادہ سے شادی کرنے کے جو جو تحفظات تھے۔۔ وہ ایک ایک کر کے سب پورا کر چکا تھا۔۔ چاہے وہ اس پر ہاتھ اٹھانا ہو یا پھر بیوفائی۔۔ ابرش نے اب کرب سے سسکی لی تھی۔۔ جہاں زندگی میں اسے کچھ نہ ملا تھا۔۔ وہاں ایک محبت بھی تھی۔ اس کے بہت بڑے خواب نہ تھے۔ اسے شدید محبت چاہیے تھے۔۔ وہ کسی کی دیوانگی بننا چاہتی تھی۔۔ اس کے لیے امپورٹنٹ صرف وہ ہو۔۔ اس سے آگے وہ کسی کو اہمیت نہ دے۔۔ مگر اسے سب عزیز تھے سوائے اس کے۔۔

اسے زاران خانزادہ پہلی نظروں میں ہی اچھا لگا تھا۔۔ وہ اس کی پرسنلٹی پر مر مٹی تھی۔۔ مگر اس کی روڈ نیس نے اسے اس کی طرف بڑھنے نہ دیا۔۔ بلکہ اس کی روڈ نیس پر اسے اس کی پرسنلٹی ماند پڑتی محسوس ہوئی تھی۔۔

مردوں میں اسے اگر کچھ پسند تھا وہ تھا ان کا نرم مزاج۔۔ وہ جب پہلی نظر میں اسے دیکھ کر ہاتھ کا اشارہ کرتا مسکرایا تھا۔۔ وہ اس کا سب کچھ لے چکا تھا۔۔ مگر پہلی ملاقات میں اس نے اس سے جو کچھ کہا۔۔ وہ زاران خانزادہ پر سو بار لعنت بھیج چکی تھی۔ اس کی حویلی میں وہ اس سے بچتی بچاتی رہی۔ مگر زاران خانزادہ نے اس کا پیچھا نہیں چھوڑا۔۔ چاہے اپنی باتوں سے اس کا دل دکھانا ہو چاہے اس کے قریب آنا ہو۔۔ وہ اس کی روڈ نیس کے باوجود اس کی طرف کھنچتی چلی گئی۔۔ مگر اس کا دل اسے اپنانے کو تیار نہ تھا۔۔ کیونکہ اسے پاشا

رمز عشق نور آصف

جیسا مرد اپنی زندگی میں نہیں چاہیے تھا۔ مگر وہ زبردستی اسے اپنے نام کی انگوٹھی پہنا گیا۔ اور زحلے ہمیشہ کی طرح ہر معاملے میں بے بس اور بے حس تھی۔ جب پانچ سال کی اپنے سے چھوٹے ایک سال کے آہل کو سنبھالتی تھی۔ تب بھی زحلے بے بس اور بے حس تھی۔ جب اپنے باپ پاشا سے تھپڑ کھاتی تھی۔ تب بھی زحلے بے بس اور بے حس تھی۔

آنکھوں کے آگے وہ منظر لہرائے جو اس سے اس کا بچپن چھین چکے تھے۔ وہ دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے سکتے ہوئے دوزانو بیٹھتی چلی گئی۔

زحلے اسے گھر چھوڑ کر نوکری کرنے چلی جاتی تھی۔ وہ سارا دن بریڈ اور جام کھاتے ہوئے گزارتی۔ اور آہل کو بھی اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے کھلاتی۔ نوکری سے واپسی پر زحلے اونچا اونچا رونے کے سوا کچھ نہ کرتی تھی۔ وہ ڈر کر سہم کر آہل کو اپنے ساتھ لگائے وہی سوکھی ہوئی بریڈ کھا کر کسی کمرے کے کھونے کھدرے میں چھپ کر ہچکیوں سے روتے ہوئے سو جاتی۔

زحلے کے پاس اپنی بے پردگی کا اپنے باپ بھائیوں سے بچھڑنے اور پاشا جیسے انسان سے شادی سے ماتم کرنے کے علاوہ کچھ تھا ہی نہیں۔ وہ بھول ہی جاتی پانچ سال کی اس کی بیٹی اس کے پاس آنے کو ترستی ہے۔ اسے یوں روتا ہوا دیکھ کر تڑپتی ہے۔ ہفتوں دنوں ایسے گزارنے کے بعد زحلے کو اس پر ترس آ ہی جاتا۔ وہ اسے پیار کر ہی لیتی تھی۔ مگر بد قسمتی سے ہر بار اس کی بری قسمت کی طرح اس کا باپ اسی لمحے

رمز عشق نور آصف

اسی دن گھر آ جاتا تھا۔۔ اور ایسا ہر بار ہوتا تھا۔۔ اسے تو یہی یاد تھا۔۔ زحلے کا پیار یاد ہی نہیں تھا۔۔ اس کی ہچکیوں میں آضافہ ہوا تھا۔۔ وہ گھٹنوں پر نہ دیے اب رونے لگی تھی
پاشا زحلے کو مارنا اسے گھسیٹتے ہوئے کمرے میں لے کر۔۔ جانا۔۔ جب وہ اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے پاشا کو روکتی بدلے میں کتنے ہی تھپڑ اس کا مقدر بنتے۔۔

اور ہر بار پاشا کے جانے کے بعد اس کے برے دن ایک بار پھر سے شروع ہو جاتے۔۔ زحلے کو ایک بار پھر سے دور ہٹ جاتا۔۔ جب وہ اونچا اونچا روتے ہوئے حویلی کے لوگوں کو پکارتی تو اسے ان حویلی والوں سے نفرت ہوتی۔۔ شعور کی دہلیز پر قدم رکھتے اس نے ان حویلی کے مکینوں کے بارے میں ریسرچ شروع کر دی۔۔ وہ جیسے جیسے ریسرچ کرتی اسے ان خان لوگوں سے نفرت ہوتی جاتی۔۔ اس کے ماموں اس کا نانا اسے کزن ایک لگشری زندگی گزار رہے تھے اور چودہ سال کی عمر میں امریکہ میں کتنے ہی سپر سٹور، ریسٹورانٹ پر کام چکی تھی۔۔ اسے ان خاندان سے شدید نفرت محسوس ہوتی تھی۔۔ اس کا تایا پاکستان سے ان کے لیے اکثر پیسے بھیجتا تھا۔۔ جو نہ ہونے کے برابر ہوتے تھے۔۔ مگر پھر بھی ان کے لیے وہ رقم بہت معنی رکھتی تھی۔۔ بہت سی ضرورت کی چیزیں وہ بھی اپنے لیے خرید لیتی تھی۔۔ لا شعوری طور پر اپنی تایا کی فیملی کے لیے اس کے دل میں نرم گوشہ پیدا ہو چکا تھا۔۔ اور ان خاندان کے لیے شدید نفرت۔۔ وہ

رمز عشق نور آصف

اپنے تایا کی فیملی اور سمیع اللہ کی فیملی کا موازنہ کرتی رہتی۔۔ وہ لوگ سمیع اللہ کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتے تھے۔۔ پھر بھی اس کا تایا ان کے لیے کچھ نہ کچھ کرتا رہتا تھا۔۔

اسی لیے زعیم کے لیے اس کے دل میں ہمیشہ نرم گوشہ تھا۔۔ اسے ہمیشہ سے یقین تھا۔۔ وہ اس کے تایا کی طرح تھا۔

ابرش کی آنکھوں کے آگے ساری باتیں سارے مناظر آرہے تھے۔۔ واش روم میں اس کی سسکیاں بڑھتی جا رہی تھیں۔

اس نے گھٹنوں سے سر اٹھا کر واش روم کے فرش پر پڑے دوپٹے کو دیکھا تھا۔۔ اس کی ہچکیاں بڑھی تھیں۔

زحلے اکثر اسے دوپٹہ اوڑھنے کو کہتی تو وہ طنزیہ مسکرا جاتی تھی۔۔ زحلے تب شرمندگی سے نظریں جھکا لیتی تھیں۔۔ جگہ جگہ وہ نوکری سکرت شرت پہن کر کرتی تھی۔۔ تو وہ دوپٹہ کب لیتی؟؟۔۔ ایسے میں اس پردے سے بھی نفرت ہوتی تھی۔۔ اسی پردے نے ان کی زندگی عذاب بنائی تھی۔۔ زحلے کو بے پردگی کی وجہ سے ہی تو شدید وٹس پڑتے تھے۔۔

اسی ایک بات پر تو زحلے نے پاشا سے بے تحاشا تھپڑ کھائے تھے۔۔ ابرش نے اب اپنا کانپتا ہاتھ اپنے گال پر رکھا تھا۔

رمز عشق نور آصف

زاران کے تھپڑ مارنے کے باوجود وہ اس کی زندگی میں شامل ہونے کو تیار ہو گئی تھی۔۔ مگر اس کا زعمیم کے ساتھ سلوک اور اس پر شک کرنا اسے توڑ چکا تھا۔۔ اس نے ایک فیصلہ کیا تھا محبت کے ہاتھوں سے ذلیل ہونے سے بہتر ہے اس کے بغیر زندگی گزار لے۔۔ مگر وہ زبردستی اسے اپنی زندگی میں لے آیا۔۔ زاران کا اسے بار بار اپنی وئی کہنا اسے مزید اذیت میں مبتلا کر گیا تھا۔۔ پاشا بھی تو اس کی ماں کی محبت تھی۔۔ وہ سارے عمر ذلیل ہوئی۔۔ اسی لیے وہ بھرے جرگے میں پہنچ چکی تھی۔۔ اس نے اس دن بھی اپنی عزت نفس کو چننا تھا۔۔ مردوں کے بیچ جا کر یہ سب کچھ کہنا اس کے لیے معیوب نہ تھا۔۔ کیونکہ وہ بے پردہ زندگی گزارتی آئی تھی۔۔ اسے ادھر کے رسموں رواجوں کی عادت نہ تھی۔۔ اس نے صرف اپنے لیے آواز اٹھائی تھی۔۔ مگر بھرے جرگے میں ایک مرتبہ پھر سے زاران کا تھپڑ اس کا مقدر بنا تھا۔۔ وہ اب گال پر ہاتھ رکھے بے تحاشا رو رہی تھی۔

زاران سے نکاح کے بعد وہ اپنی سیلف ریسپیکٹ کو ختم کرتے اس کے آگے جھک گئی تھی۔۔ وہ ایک بیوی بن چکی تھی۔ جسے اپنے شوہر کی بے اعتنائی بے قدری چھینے لگی تھی۔۔ محبت تو کبھی ختم ہوئی ہی نہیں تھی۔۔ نکاح کے بعد مزید بڑھ گئی تھی۔۔ اس جیسی محبت کو ترسی ہوئی لڑکی کے دل میں بھلا پہلی محبت ختم ہو سکتی تھی۔۔ وہ تو آج بھی زحلے کی محبت روتی تھی۔۔۔

اس لیے زاران خانزادہ کی محبت کو پانے کے وہ اس کی طرف خود بڑھ گئی تھی۔

رمز عشق نور آصف

وہ نکاح کے بعد بھی اس کے قریب نہیں آیا تو پہلے پہلے تو زار ان کا یہ عمل اس کے دل میں زار ان کے لیے تمام بد گمانیاں دور کر گیا تھا۔ مگر وقت کے ساتھ اسے یہ دوری چھنے لگی تھی۔ اس حویلی میں بھلا تھا کون اس کے علاوہ؟؟

اس لیے وہ اسے اپنی طرف متوجہ کرنے لگی۔۔۔ چھوٹے چھوٹے ٹاپ نائیٹ پہن کر۔۔۔ اسے یہاں سے بھی پتہ نہیں چلا وہ اس کی محبت میں دیوانی ہے۔۔۔

وہ اس کے متوجہ کرنے پر آخر کار قریب آ ہی گیا تھا۔

اب یہ دوریاں ختم ہوئی تھیں۔ وہ اپنے اور اس کے بیچ کسی تیسرے کو لانے کا سوچ رہا تھا۔ سوچ لیا یعنی وہ لے آیا۔۔۔ ابرش زیر لب یہ الفاظ بڑبڑاتے ہوئے بری طرح رو پڑی تھی۔۔۔

وہ اب کیا ادھر ساری عمر اس کی دوسری بیوی بن کر رہے گی۔ اپنے سامنے اسے کسی اور سے ہنستا مسکراتے دیکھے گی۔۔۔ وہ اس کے علاوہ اپنے کسی اور رشتے کے لیے زیادہ محبت دکھاتا تھا تو وہ جیلس ہونے لگ جاتی تھی۔۔۔ بہت عام لڑکی تھی وہ۔۔۔۔۔ اسے زار ان خانزادہ کی شدید محبت چاہیے تھی۔ وہ چاہتی تھی وہ اس کی سنگت میں سب کچھ بھول جائے۔۔۔ وہ اس کے نخرے اٹھائے۔۔۔ اس کے لیے اپنی ٹرپ کا اظہار

کرے۔۔۔ وہ اپنے تمام رشتوں کی محبت کی محرومی کا ازالہ زار ان خانزادہ سے چاہتی تھی۔۔۔ وہ تھا اسے ایسا

رمز عشق نور آصف

درد دینے لگا تھا جس کا ازالہ نہ تھا۔۔ وہ تڑپ کر مرنے والی ہو گئی تھی۔۔ اس کا بدن جیسے کوئی آرے سے کاٹ رہا تھا۔۔ وہ تھی اور اس کی چیخیں۔۔ وہ ستمگر کہیں نہیں تھا۔

میری آنکھوں نے دیکھا تھا وفا کا سپنا

میں نے سوچا تھا کوئی ہو گا میرا اپنا

میں نے سوچا تھا پلکوں میں

چھپاؤں گی تجھ کو

میں نے سوچا تھا کہ سانسوں

میں بساؤں گی تجھے

میں نے سوچا تھا

اپنی چاہت کا مسیحا

میں بناؤں گی تجھے

وہ اپنے پیٹ پر دونوں ہاتھ رکھے بے تحاشا رو رہی تھی۔۔ وہ سمجھ چکی تھی۔۔ اس کے بچے کی قسمت بھی اس جیسی ہی تھی۔۔ اسی لیے اسے یہ بچہ نہیں چاہیے تھا۔۔ اگرزاران خانزادہ نہیں تو یہ بچہ نہیں۔۔۔

رمز عشق نور آصف

ایسہ خانم کی طبیعت سنبھلنے کے بعد زار ان اپنے کمرے میں آیا تو کمرے میں مدھم نیلگوں روشنی آن تھی۔ کمرے میں ہیٹر آن نہیں تھا۔ کمرہ اچھا خاصہ ٹھنڈا تھا۔ وہ بغیر کمبل کے اتنی سردی میں لیٹی تھی۔ وہ اسے اتنی سردی میں ایسے لیٹا دیکھ کر حیران ہوا تھا۔
وہ بلیک ویلوٹ لانگ فرائیڈ میں ملبوس اس کی طرف سے کروٹ لیے لیٹی تھی۔۔ سلکی براؤن بال کمر پر بکھرے تھے۔۔

زار ان کے لبوں پر مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔۔ نظریں اس کی سفید نرم ملائم پنڈلیوں پر ٹھہر گئی تھیں۔ جو اونچی ٹائٹس پہنے کی وجہ سے عیاں تھیں۔ آنکھیں پل میں خمار آلود ہوئیں۔ شدید تھکان اس کے انگ انگ سے عیاں تھیں۔ ایسے میں اس کی خوبصورت بیوی اس کی توجہ پوری طرح اپنی طرف کھینچ چکی تھی۔ اپنی تھکن وہ اس کے خوبصورت وجود سے اتارنا چاہتا تھا۔
زار ان اپنے بھاری قدموں کی دھمک لیے اس کی طرف بڑھا۔

اس کے قریب لیٹتے اس کے پیٹ پر ہاتھ جمائے اسے اپنے قریب کرتے اس کی سائیڈ گردن پر اپنے لب نرمی رکھے۔۔

READERS CHOICE

"Hey my beautiful wife "why did you not wear nite gown
you know that you take my life in short tops"

رمز عشق نور آصف

زاران نے اس کی گردن پر پر حدت لمس بکھیرتے اس کی فراک کی زپ کھولی۔۔

ابرش نے سختی سے آنکھیں میچیں تھیں۔ اس کی آنکھوں سے آنسو لڑیوں کی صورت میں بہے تھے۔ اس کا پر حدت لمس کانٹوں کی مانند محسوس ہو رہا تھا۔ وہ سچ میں دوغلا انسان تھا۔ ابرش منہ پر ہاتھ رکھے اپنی سسکیاں روک گئی۔۔

بال کیوں گیلے ہیں جان۔۔ اس ٹائم شاوور کیوں لیا۔۔ زاران اس کے گیلے بالوں میں اپنے لب رکھتے گھمبیر لہجے میں بولا۔۔

وہ مدہوشی کے عالم یہ بھول چکا تھا کہ وہ شدید غم و غصے میں شاوور لیتی ہے۔۔ اس وقت وہ اس کے بدن کی رعنائیوں میں پوری طرح گم تھا۔ اس کی انگلیاں اس کے فراک کے نیچے سٹریپ پر گھوم رہی رہی تھیں۔ ابرش زاران کو پوری قوت سے پیچھے دھکیلتی اٹھ کر بیٹھی تھی۔۔ وہ مدہوشی میں اس کے کندھے کو چوم رہا تھا۔ اس کے پیچھے کودھکیلنے پر لڑکھڑاتے ہوئے تکیے پر گرا تھا۔

زاران اس کے پیچھے دھیکنے پر حیران ہوا۔۔

وہ اس ٹائم نخرے دکھاتی تھی مگر اتنی بری طرح اسے نہیں دھکیلتی تھی۔

زاران نے اسے سرد سرخ نظروں سے گھور کر دیکھا جواب اپنی فراک کی زپ بند کر رہی تھی۔۔

رمز عشق نور آصف

زاران اسے دیکھے اپنے لب بری طرح بھیج گیا تھا۔ ابرش اپنے بالوں کو جوڑے کی شکل میں لیٹے بیڈ سے اترنے لگی۔ اس سے پہلے وہ بیڈ سے اترتی زاران نے اس کی کلائی سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔ وہ زاران کے چوڑے سینے پر آن گری تھی۔ ابرش نے اس کے سینے پر دونوں ہاتھ جماتے ہوئے خود کو زاران کے چوڑے سینے کا حصہ بننے سے روکا تھا۔

زاران نے بغور اس کا عمل دیکھا تھا۔ وہ اس سے اچھی خاصی ناراض تھی۔ زاران اب پریشان ہوا تھا۔ اب اس سے ایسا کیا ہو گیا تھا۔ جو اس کی بیوی کا یہ رد عمل تھا۔ زاران کی نظریں اس کے سپاٹ سرخ چہرے کا طواف کرنے لگیں۔ وہ اس کے حصار میں نظریں جھکائے ہوئے تھی۔

کیا ہوا ہے تمہیں؟؟۔۔ زاران نے اس کے چہرے کو بغور دیکھتے اپنی انگلیاں نرمی سے اس کے سرخ عارض پر پھیریں۔۔

کچھ بھی نہیں۔۔ ابرش نے زاران کی آنکھوں میں دیکھتے سپاٹ لہجے میں کہا۔۔

تم روئی ہو ابرش۔۔ زاران اس کی بھیگی گلابی آنکھیں دیکھتے وہ واقعی میں پریشان ہوا تھا۔ اس کا اس ٹائم شاور لینے سے اب وہ سمجھا تھا بات بہت بڑی ہے۔۔

رمز عشق نور آصف

میں کیوں رونے لگی؟؟ مجھے کیا غم ہے اس بڑی سی عالیشان حویلی کے اس بڑے سے عالیشان کمرے میں۔۔ ابرش نے استہزائیہ لہجے میں کہا۔

اگر تمہیں کوئی غم نہیں ہے تو مجھے کیوں غم دے رہی ہورات کے اس پہریوں جلی کٹی سنا کر۔۔ زاران لب دانتوں تلے دبائے اس کے سرد سپاٹ چہرے کو دیکھتے شرارتی لہجے میں بولا۔۔ اپنی بیوی کی ناراضگی کی وجہ سمجھ چکا تھا۔ وہ اس کے دیر سے کمرے پر آنے پر ناراض تھی۔

میں آپ کی زندگی کا غم ہی تو ہوں۔۔ چھٹکارا حاصل کر لیں مجھ سے۔۔ یا پھر سوچ لیا ہے مجھ سے چھٹکارا حاصل کرنے کا۔ ابرش زاران کی آنکھوں میں دیکھتے استہزائیہ مسکرائی۔۔

اتنی خوبصورت بیوی سے کون کافر بھلا جان چھڑواتا ہے۔۔ اتنی خوبصورت بیوی کو اپنے سینے میں قید کر کے رکھنا چاہیے۔۔ زاران نے اس کے سرد سپاٹ چہرے کو دیکھتے مسکراہٹ دبائے کہا۔۔ وہ اس کی ناراضگی کو دیر سے کمرے میں آنے پر محمول کر رہا تھا۔۔ وہ اس کے معاملے میں کافی شدت پسند ہے۔۔ یہ اسے نکاح کے بعد اندازہ ہوا تھا۔

کمرے سے باہر زیادہ دیر اس کی موجودگی برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔ کچھ پلوشہ کے حویلی میں موجودگی پر وہ اس کے ذرا سادیر سے کمرے میں آنے پر ہی اس کی طرف بھیگی آنکھوں سے دیکھتی بے رخی سے منہ پھیر لیتی تھی۔۔ زاران کو اب اس کی یوں بچکانی ادائیں بہت اڑیکٹ کرنے لگی تھی۔۔ وہ وہ ابرش تو تھی ہی

رمز عشق نور آصف

نہیں جو نکاح سے پہلے تھی۔۔ جیسا وہ اسے سمجھتا تھا۔۔ وہ تو بہت نازک دل والی۔۔ بہت شدید محبت کرنے والی تھی۔

مگر اس بات کا بھی احساس ہوا تھا۔۔ وہ شدت پسند اتنی نہیں جتنی جذباتی تھی۔
اب تم یقیناً یہ سوچ رہی ہو گی۔۔ ڈائیلاگ تو دل اور آنکھوں میں قید کر کے رکھنے کا ہوتا ہے۔ تمہیں سینے میں قید کر کے کیوں رکھنا چاہتا ہوں۔۔ وہ بھی تم اچھی طرح جانتی ہو۔۔ زار ان نے ذو معنی اشارہ کرتے اسے آنکھ مارتے

اسے اپنے سینے میں بھینچ کر اس کی ناز کی محسوس کی۔۔

ابرش اس کے سخت مضبوط حصار میں بے بسی سے لب کچل گئی تھی۔۔ آنکھیں شدت گریہ سے اب کی بار سرخ ہوئی تھیں۔۔

کیا ہوا ہے جان؟؟ بیسٹر کیوں نہیں آن کیا۔۔ میرا انتظار کیا جا رہا تھا کہ میں آ کر تمہیں اپنی محبت اور لمس

سے گرمائش پہنچاؤں۔۔ زار ان اسے اپنے سینے میں بھینچے مدہوشی کے عالم میں بولا۔

آگ بھڑک رہی ہے میرے اندر اور مزید کیا بھڑکاؤ گے۔۔ ابرش نے اس کے حصار سے نکلتے ہوئے شبہی لہجے میں قدرے چیخ کر کہا۔

رمز عشق نور آصف

بھڑکتی آگ ٹھنڈی بھی ہو سکتی ہے۔۔۔ زار ان ذومعنی انداز میں بولتے اس کی کلائی پکڑتے پھر سے اسے اپنے سینے پر منتقل کر چکا تھا۔۔۔ اس کا چہنواہ نظر انداز کر گیا تھا۔۔۔

اس وقت اسے اپنی خوبصورت بیوی صرف اپنی بانہوں میں چاہیے تھی۔

چھوڑو مجھے زار ان۔۔۔ تمہیں مجھ سے محبت کرنا اس ٹائم ہی کیوں یاد آتا ہے۔۔۔ سارا دن میرا خیال کیوں نہیں آتا؟؟ رات کے اس پہر تم جیسے مردوں کو ہی اپنی بیوی کیوں اچھے لگتی ہے؟؟۔۔۔ ابرش اس کے حصار میں جھپٹائی تھی۔

ابرش اب تم میرا دماغ فضول میں گرم کر رہی ہو۔۔۔ سارا دن مجھے اور کوئی کام نہیں ہے کیا۔ اور کوئی میرا رشتہ نہیں ہے کیا۔؟ کیا چاہتی ہو سارا دن میں اس کمرے میں ہی گزار دوں۔۔۔ زار ان ابرش پر اپنا حصار توڑتے جھنجھلاتے ہوئے بولا۔۔۔

اس کے چیخنے اور آپ سے تم کہنے پر اس نے اپنا غصہ بمشکل ہی کنٹرول کیا۔

ہاں تو جاؤ اپنے رشتوں کے پاس۔۔۔ وہی رشتے نبھاؤ۔۔۔ جو تمہارے لیے بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ وہی وعدے نبھاؤ جو تمہارے لیے اہم ہیں۔ مجھ سے کیا ہوا تمہارا ہر وعدہ جھوٹا ہے۔۔۔ بالکل تمہاری محبت کی طرح۔۔۔ کیونکہ تم محبت صرف مجھ سے بستر پر کرتے ہو۔۔۔ ابرش جواباً اس بار بھی چیخ کر بولی تھی۔۔۔

رمز عشق نور آصف

اپنی آواز آہستہ رکھو۔۔ ورنہ میں تم پر ہاتھ نہ اٹھانے والا وعدہ بھی بھول جاؤں گا سمجھی تم۔۔ زار ان نے اسے قہر بارنگاہوں سے گھورتے کہا۔

زار ان کی بات پر ابرش نے اسے زخمی نظروں سے دیکھا تھا۔۔

اس کے زخمی نظروں سے دیکھنے پر وہ جھنجھلاتے ہوئے اپنی گھسنی بنیر ڈپر ہاتھ پھیر کر رہ گیا تھا۔۔ غصہ وہ دلا رہی تھی۔۔ غلط بات بھی وہ خود کر رہی تھی۔ دیکھ اسے ایسی نگاہوں سے رہی تھی۔۔ وہ بری طرح جھنجھلایا تھا۔

ابرش اپنے عارض سے آنسو بے دردی سے اپنی ہتھیلیوں سے صاف کرتے بیڈ سے اٹھی۔۔ یکدم اسے زور دار چکر آیا تھا۔۔ ابرش نے اپنا سر تھامتے بیڈ کا سہارا لیا۔۔ اس سے پہلے وہ گرتی زار ان جلدی سے بیڈ سے اٹھتا اسے اپنی مضبوط بانہوں میں تھام گی تھا۔۔

کیا ہوا میری جان؟؟ تم ٹھیک تو ہو۔۔ زار ان نے اسے کمر سے جکڑے اس کے عارض پر نرمی سے ہاتھ جماتے ہوئے پریشانی سے پوچھا۔۔

زخم کو مجھ کو جو لگا تھا دکھاؤں کیسے
اپنا درد بھلا تجھ کو بتاؤں کیسے

ابرش نے شکوہ کناں بھیگی نظروں سے اسے دیکھتے اس کے ہاتھ جھٹکے۔۔۔

رمز عشق نور آصف

یہ چکر کیوں آیا تمہیں؟؟۔ تم نے کھانا نہیں کھایا آج۔۔ زار ان نے اس کے بہتے آنسوؤں کو دیکھتے لب بھینچتے پوچھا۔ اس کا رونا اسے مشتعل کر رہا تھا۔ آج کا سارا دن اس کے سامنے تھا۔ اس کا اس طرح رونا اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا۔

کھایا تھا کھانا۔۔ میں کیوں چھوڑنے لگی کھانا۔۔ میرے لیے تم اتنے اہم نہیں ہو۔ ابرش نے اسے دیکھتے سپاٹ بھگے لہجے میں کہا۔۔ ت

و پھر یہ چکر کیوں آیا؟؟ زار ان نے اس کے سرد ایکسپریشن بغور دیکھتے پوچھا۔۔

میں مروں یا جیوں۔۔ آپ کو اس بات پر واہ نہیں ہونی چاہیے۔۔ بلکہ مجھ پر ہاتھ اٹھا کر اپنا وعدہ توڑ دیں۔۔ کیونکہ مجھ جیسی عورت صرف تھپڑ کھانے کی حقدار ہوتی ہے۔ ابرش نے روتے ہوئے کہا۔۔

اف۔۔۔۔۔ زار ان نے ابرش کی بات پر جھنجھلاتے ہوئے اپنے منہ پر ہاتھ پھیرا۔ وہ غصے کا بہت تیز تھا۔ ابرش کی بات پر خود پر قابو پانا اس کے لیے صبر ازما مرحلے میں سے ہوتا تھا۔۔

ابرش وہ میں نے غصے میں کہا تھا۔۔ میں اپنے وعدوں سے کبھی نہیں مکروں گا۔۔ میں وعدوں سے مکرنے والا انسان نہیں ہوں۔

جانتی ہوں۔۔ ابرش اس کی بات سنتے کرب مبتلا ہوئی تھی۔۔

اس کا اپنے مورے سے کیا ہوا وعدہ یاد آیا تھا۔

کیا جانتی ہو؟؟ زاران نے اس کے قریب ہوتے اس کے بھگے عارض پر اپنے لب رکھے۔
یہی کہ آپ اپنے وعدوں سے نہیں مکتے۔۔ ابرش زاران کو دور کرتی سرد لہجے میں بولی۔۔
اس کے دور کرنے پر زاران کی آنکھیں سرخ ہوئی تھیں۔ جسے ابرش انکسرتے بیڈ سے اٹھی۔۔
زاران اسے کلائی سے کھینچتا بیڈ پر گرا چکا تھا۔ اس سے پہلے وہ اٹھتی وہ اس پر مکمل طور پر سایہ فگن ہوا۔۔
ابرش نے غصے سے اس کے پہاڑی سینے پر ہاتھ جمائے اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کی۔۔
وہ اس کی کلائیاں جکڑے اس پر حاوی ہوا۔۔

بیوی سے پیار بستر پر اس لیے آتا ہے۔۔ کیونکہ خدا نے ایک یہی ایک حلال رشتہ بنایا ہے جس کے جسم جس
کی قربت میں خدا نے مرد کے لیے سکون رکھ دیا۔ اتنا سکون کسی دوسرے رشتے میں نہیں۔۔۔ کسی چیز
میں نہیں رکھا۔۔ اگر تمہیں اعتراض اس ٹائم پر ہے تو میں دن میں بھی تمہارے پاس آجایا کروں
گا۔۔ مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔ میں تو دن رات تمہیں اپنے بدن کا حصہ بنائے رہوں۔۔ تم بتاؤ مجھے
اتنا برداشت کر لو گی۔۔ زاران گھمبیر لہجے میں بولتے اسے معنی خیز نظروں سے دیکھتے ابرو اچکائے
تھے۔ ابرش اس کی بات کا مطلب سمجھتے منہ پھیر گئی تھی۔

رمز عشق نور آصف

ایک رات کو مجھے برداشت کرنے سے تمھاری جان جاتی ہے۔ دن میں تمھارے قریب آیا تمھاری نازک کمر اتنی بھی نہیں رہنی۔۔۔ زار ان نے شرارتی لہجے میں اس کی گردن میں منہ چھپایا تھا۔۔۔

زار ان چھوڑ مجھے۔۔۔ ابرش بری طرح اس کے حصار می؟ جھپٹائی تھی۔۔۔ وہ اس کی کلائیاں جکڑے اس کی گردن پر جگہ جگہ دانت گاڑتے اپنی گھنی بئیر ڈرگڑتے اس کیسفید گردن پل میں سرخ کرچکا تھا۔۔۔ زار ان ابرش نے چیختے ہوئے اسے پکارا۔۔۔

زار ان نے اسکی گردن سے منہ نکالتے اسے سرد سرخ نظروں سے گھورا تھا۔۔۔

ابرش ایک لفظ تمھارے منہ سے نہ نکلے۔۔۔ ورنہ ساری رات میری شدتیں برداشت نہیں کرپاؤ گی۔۔۔ مرنے والی ہو جاؤ گی۔۔۔ زار ان نے اسے گھورتے دھمکی دی۔۔۔

تو مار دو مسٹر خانزادہ ایک بار ہی مار دو۔۔۔ ابرش بھگے لہجے میں بولی۔۔۔

مسئلہ کیا ہے ابرش؟؟ پاس آؤں تو مسئلہ۔۔۔ نہ آؤں تو مسئلہ۔۔۔

دو دن تمھارے قریب نہیں آؤں گا تو تم اس بات کو بنیاد بنا کر مجھ سے لڑپڑو گی کہ میرا پیار کم ہو گیا ہے۔۔۔

تم مجھے بتا دو میں تم سے پیار کیسے جتایا کروں؟؟۔۔۔ بستر

پر نہیں تو کیا نیچے لاؤنج میں۔۔۔ زار ان اس کی کلائیوں کو جکڑتے سرد لہجے میں بولا۔۔۔

رمز عشق نور آصف

یہی ہے تمہارا پیار۔۔۔ ابرش نے بھیگے لہجے میں سوال کیا۔۔۔ ہاں یہی ہے میرا پیار۔۔۔ زارا نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

جانتی ہوں اپنی ویلیو۔۔۔۔

وہ اس کے لبوں پر جھکتے اس کے لفظ گلے میں گھوٹ گیا تھا۔۔

اس کی کلائیاں جکڑے وہ اپنی شدت اس کے لبوں پر اتارنے لگا۔ وہ اس کی سانسوں کو جکڑے اس کی سانسیں بری طرح کھینچنے لگا۔

وہ اس کی شدت پر اس کے حصار میں ساکت ہوئی تھی۔۔۔ جسے محسوس کرتے وہ پیچھے ہوا۔۔۔ ابرش بھیگی آنکھوں سے اسے دیکھتے گہرے سانس لے رہی تھی۔

زارا نے اوپر ہوتے اپنی شرٹ اتار کر دور پھینکی تھی۔۔۔ وہ اسے بنا کوئی موقع دیا کمر سے جکڑے اس کے بدن کو بھی ہر پردے سے آزاد کر گیا تھا۔

ابرش کی کلائیاں جکڑے وہ اس کی پینک ہوتی ٹانگوں کو اپنی ٹانگوں میں لاک کرتے اس پر اپنی شدتیں نچھاور کرنے لگا۔۔۔ اس کے آنسو اپنے لبوں سے چنتے وہ بار بار اس کے گلابی لبوں پر قابض ہوتا تھا۔ ابرش کی ہر مزاحمت ہر آنسو اس کے حصار میں دم توڑ گئے تھے۔۔۔ وہ اس پر مکمل طور پر قابض اپنی من مانیوں کر رہا تھا۔

رمز عشق نور آصف

تھوڑی ہی دیر بعد ابرش اپنی ہر مزاحمت ترک کر گئی تھی۔۔

وہ اس کے حصار میں بالکل سپاٹ اور پتھر کی ہوئی تھی۔۔ وہ اس پر اپنی شدتیں اور بھی جنونی انداز میں نچھاور کرنے لگا۔ اس کا سرد پتھر و جو داسے غصے میں مبتلا کر گیا تھا۔۔ وہ اپنی شدتیں نچھاور کرتے پیچھے ہوا۔ وہ بکھری حالت میں رخ پلٹے سسکیاں بھرنے لگی۔۔

ابرش۔۔۔زاران نے اس کی طرف پلٹے اس کے کندھے پر نرمی سے ہاتھ رکھا۔ ابرش اس کا ہاتھ بری طرح جھٹکتے اپنا فراک بیڈ سے اٹھائے پہننے لگی۔

زاران نے گہرے سانس لیتے لب بھینچے اسے دیکھا تھا۔ اس سے پہلے وہ بیڈ سے اٹھتی زاران نرمی سے اس کی کلائی جکڑ گیا تھا۔

ابرش نے غصے سے اپنی کلائی جھٹکے چھڑوائی۔۔ وہ بیڈ سے اٹھی ہی تھی۔۔ اسے پھر سے چکر آیا تھا۔۔ زاران نے اب کی بار پریشانی اور الجھن بھری نگاہوں سے اسے دیکھا تھا۔۔ اس سے پہلے وہ اس کی طرف بڑھتا وہ منہ پر ہاتھ رکھے تیزی سے واش روم کی طرف بھاگی تھی۔۔

READERS CHOICE

رمز عشق نور آصف

تزاران ٹراوزر پہنے شرٹ لیس اپنی ہلکی گھسنی بئیر ڈپر ہاتھ پھیرتے پریشانی سے کمرے میں چکر لگا رہا تھا۔ جو وہ سمجھ رہا تھا کیا بات وہی تھی۔ ابرش کافی دیر سے واش روم میں تھی۔ دروازہ وہ اندر سے لاک کر چکی تھی۔ وہ مظرب انداز میں کمرے کے وسط میں چکر لگا رہا۔ ابرش واش روم سے باہر آئی۔ وہ ابرش کا سرخ اور بھیگا چہرہ دیکھ کر اس کی طرف بڑھا۔ ابرش تم جانتی ہو تمہیں کیا ہوا ہے؟؟ زاران نے اس کا چہرہ دیوانوں کی طرح تھما۔ کک کیا ہوا ہے؟؟ زاران کا چمکتا چہرہ دیکھ کر ابرش کی رنگت فق ہوئی تھی۔ تم چھپا رہی ہو یا شرم مار ہی ہو.. زاران اس کی فق رنگت بغور دیکھتا الجھن بھرے لہجے میں بولا۔ وہ اکیس سال کی تھی اتنی بھی چھوٹی نہ تھی اپنی حالت نہ سمجھ پاتی۔ اس کی فق رنگت اور ماتھے پر چمکتی شبنم دیکھ کر وہ الجھن کا شکار ہوا تھا۔ جیسے وہ اس پر راز عیاں ہونے پر گھبرا گئی ہو۔ جیسے وہ اس سے یہ خبر چھپانا چاہ رہی ہو۔ لیکن کیوں؟؟ وہ پریشان ہوا تھا۔ آنکھوں کی سرخی بڑھی تھی۔ اسے اپنی بیوی سے کچھ بھی اچھے کی امید نہ تھی۔

اس کا لب و لہجہ اس کی باتیں۔۔ اس کا گھبرا نا اسے اب شک میں مبتلا کر رہا تھا۔

مم۔۔۔۔۔ مجھے۔۔۔۔۔ کک کچھ نہیں پتہ۔ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟؟

رمز عشق نور آصف

ابرش نے نظریں جھکائے لب کاٹتے کہا۔۔

وہ اب اس کے آپ کہنے پر پریشان ہوا تھا۔۔ وہ پھر سے تم سے آپ پر آگئی تھی۔۔
وہ آپ تب ہی بولتی تھی۔۔ جب اس سے راضی ہوتی تھی یا پھر اس سے ڈر رہی ہوتی تھی۔۔ ورنہ وہ غصے
میں اسے تم ہی بولتی تھی۔۔ جیسے تھوڑی دیر پہلے تم بول رہی تھی۔
اور وہ تھوڑی دیر پہلے اس سے بری طرح ناراض تھی۔

اب کیا ہوا ہے اسے۔۔ یہ ایسے ری ایکٹ کیوں کر رہی ہے؟؟ زاران کی پریشانی بڑھی تھی۔
وہ اس کے قریب ہوا۔۔ ابرش سہمتے ہوئے پیچھے ہوئی تھی۔۔ زاران کی سرد سرخ نظریں دیکھ کر جیسے
اسے محسوس ہوا تھا وہ اس کے دل کی بات بھانپ گیا تھا۔
وہ لرزتے ہوئے پیچھے ہوتی دیوار کے ساتھ ٹیک لگا گئی تھی۔ زاران نے اس کی طرف بڑھتے ہاتھ بڑھایا تو
وہ ڈرتے ہوئے اپنا منہ دوسری طرف پھیر گئی تھی۔۔

زاران مجھے مت مارنا۔۔ میں تمہارے بچے کو کوئی نقصان نہیں پہنچانا چاہتی تھی۔۔ میں تمہیں بتانے ہی
لگی تھی۔ وہ سرا سیمگی کے عالم میں گال پر ہاتھ رکھے کپکپاتے لبوں سے روتے ہوئے بولی۔
واٹ؟؟ زاران تقریباً چیخا تھا۔۔

رمز عشق نور آصف

زاران مم میں آپ کو بتانے لگی تھی۔ مم میں پریگنٹ ہوں۔۔ وہ اس کے چیخنے پر کپکپاتے لبوں سے بمشکل بولی۔

تم کیا کہہ رہی ہو؟؟ سچ میں تم پریگنٹ ہو۔۔ وہ بے یقین ہوتے اس کے قریب ہوا۔
ابرش اب صرف اسے سہمی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔۔

اسے مقابل کے تھپڑوں کا اتنا خوف تھا۔۔ وہ سرا سیمگی کے عالم میں سچ بول گئی تھی۔۔ اتنا تو جانتی تھی اسے اس کی سوچ کا ذرا بھی اندازہ ہوا۔۔ وہ تھپڑوں سے ہی نہیں اس کا منہ لال کرے گا۔۔ بلکہ اس کا پورا بدن داغ دے گا۔۔

زاران کو سمجھ نہیں آرہی تھی۔۔ وہ خوشی منائے یا پھر برش کا کانپنا اور اس کے لفظوں کو سمجھنا وہ اپنی جان لے لے۔۔ وہ اس کے بچے کو مارنے کا سوچ رہی تھی۔۔

لیکن کیوں؟؟ وہ اپنے بال مٹھیوں میں جکڑے اب کمرے کے وسط میں چکر لگا رہا تھا۔۔

ابرش اسے دیکھتے تھر تھر کانپتی دیوار میں بمشکل سمائے تھی۔۔

زاران نے قہر بار اس کے لرزتے وجود پر ڈالی تھی۔

وہ اس سے بے تحاشا ڈرتی تھی۔۔ مگر کرتی اپنی مرضی ہی تھی۔۔ پتہ نہیں اس وقت اس کا ڈر کہاں جا سوتا تھا۔۔

رمز عشق نور آصف

زاران طیش الم میں اس کی طرف بڑھا۔

ابرش مزید دیوار میں سمائے تھی۔

میری بات کان کھول کر سنو۔ اگر میرے بچے کو کچھ بھی ہوا۔ اسے ذرا سا نقصان بھی پہنچا میں تمہارے جسم سے کھال کھینچ لوں گا۔ سمجھی تم۔ وہ اس کے دونوں اطراف میں ہاتھ جمائے طیش والہ میں غرایا۔

ہاں۔۔۔ نہیں پہنچاؤں گی۔ ابرش بری طرح روتے ہوئے بولی۔ ابرش میں نہیں جانتا تمہارے دماغ میں کیا چل رہا ہے۔ لیکن تم نے کچھ بھی غلط کیا میں تمہارے پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر اس حویلی کے تہ خانے میں قید کر دوں گا۔ جہاں تم روشنی کو بھی ترسو گی۔ سمجھی تم۔ اب کی بار وہ پوری قوت سے دھاڑا تھا۔

وہ اس کی دھاڑ پر منہ پر ہاتھ رکھ گئی تھی۔ اب وہ منہ پر ہاتھ رکھے کانپتے ہوئے اسے دیکھے جا رہی تھی اس کی حالت کے پیش نظر زاران نے اس سے دور ہوتے اپنے غصے پر قابو پایا۔ اس کے کانپتے وجود کو دیکھتے زاران نے ضبط سے اپنے منہ پر ہاتھ پھیرا۔

بیڈ پر چلو۔۔ زاران نے اسے سرد نظروں سے دیکھتے حکم دیا۔

رمز عشق نور آصف

ابرش اثبات میں سر ہلاتی دو قدم ہی بڑھی تھی کہ زور ارچکر پر اس نے دیوار کا سہارا لیا تھا۔۔۔ زار ان نے اسے جلدی سے تھاما وہ اس کی مضبوط بانہوں میں جھول گئی تھی۔

زاران اس کے بے ہوش وجود کو بانہوں میں اٹھائے بیڈ کی جانب بڑھا۔۔ اسے بہت احتیاط سے بیڈ پر لٹایا۔۔

اس کے پاس بیٹھے پریشانی سے اسے دیکھنے لگا۔

کیوں تم ایسا سوچ رہی ہو؟؟ کیسے سوچ سکتی ہو میرے بچے کو نقصان پہنچانے کا۔ کیا تم اب تک مجھ سے محبت کا ناطک کر رہی تھی۔۔ تم مجھے ڈاج کر کے پھر سے میری حویلی سے بھاگنا چاہتی تھی۔۔

زاران اسے سرد سرخ نظروں سے گھورتا کرب سے سوچ رہ تھا۔۔ وعدہ ہے میرا برش۔۔۔ میرے بچے کو کچھ بھی ہوا۔۔ میں تمہیں شوٹ کر دوں گا۔۔ تمہیں بہت دردناک سزا دوں گا۔۔ وہ اس پر جھکے غرایا تھا۔۔

اس پر کمبل اڑاتے وہ اس کے پاس ہی بیڈ پر نیم دراز ہوا۔ وہ اسے اکیلا نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ وہ کافی ڈر گیا تھا۔

زاران خانزادہ کی آنکھوں کی سرخی بڑھتی جا رہی تھی۔ اس کی بیوی اس کی محبت اس کے بچے کی جان لینا چاہتی تھی۔ وہ کرب سے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

رمز عشق نور آصف

حور کی آنکھ کھلی تو وہ یکدم ہڑبڑا کر اٹھی تھی۔۔ بیڈ کی سلوٹوں پر اسے کسی کا لمس سا محسوس ہوا تھا۔۔

اسے خود سے سٹرونگ مردانہ خوشبو آتی محسوس ہوئی تھی۔۔ وہی خوشبو جو اس کے حواس معطل کر دیتی تھی۔۔ وہی جو اس کی سانسیں جکڑ لیتی تھی۔۔ حور نے گھبراتے ہوئے کمرے میں پھیلی سگریٹ کی مہک کو محسوس کیا اس کی سانسیں اٹکی تھیں۔

کلک یہ کیسے ہو سکتا ہے؟؟۔۔ وہ شاہ مینشن کبھی نہیں نہیں آ سکتا۔۔ اور نہ ہی اس کمرے میں۔۔

حور نے اپنا خشک حلق تر کرتے اپنے لبوں پر زبان پھیری تھی۔۔

حور نے گھبراتے ہوئے اپنی گردن پر ہاتھ رکھا۔۔ اس کی آنکھیں پھٹی پھٹی کی رہ گئی تھیں۔ اس کے سینے پر وہی لاکٹ جھول رہا تھا۔۔ جو وہ حویلی کے کمرے سے نکلنے سے پہلے اپنے گلے سے اتار کر پھینک آئی تھی۔۔ حور نے حیرانگی سے وہ لاکٹ پکڑ کر دیکھا جو خون سے سرخ ہو رہا تھا۔۔

حور نے گھبراتے ہوئے وہ اتار کر زمین پر پھینکا تھا۔۔

وہ بیڈ سے اٹھتے سراسیمگی کے عالم میں غائب دماغی سے فرش پر پڑے لاکٹ کو دیکھ رہی تھی۔ واش روم سے نکلتے ارحام خانزادہ کو دیکھتے اسے شاہ مینشن کی دیواریں خود پر گرتی محسوس ہوئی تھیں۔۔

وہ پھٹی پھٹی ہرنی کی طرح سہمی آنکھوں سے ارحام خانزادہ کو دیکھ رہی تھی۔۔ جو شرٹ لیس وائٹ جینز پہنے ہوئے تھا۔۔ گیلے بال ماتھے پر بکھرے تھے۔۔ جن سے پانی ٹپکتا چہرے کو بھگور رہا تھا۔۔

رمز عشق نور آصف

برہنہ چوڑا سینہ جو سکس پیک پر مشتمل تھا۔ اس پر بھی پانی قطرو؟ں کی مانند چمک رہا تھا۔
حور بے یقینی سے گہرے سانس لیتے بنا پلکیں جھپکائے ارحام خانزادہ کو دیکھ رہی تھی۔ جس کی آنکھوں کی
سرخ غیض و غضب ڈھار ہی تھی۔ آنکھوں میں سردین بھی نمایاں تھا۔
ارحام خانزادہ کے سرد تاثرات اور سرخ آنکھیں دیکھ کر اسے اپنا خون رگوں میں منجمد ہوتا محسوس ہوا
تھا۔

ارحام خانزادہ نے حور پر خونخوار نظر ڈالتے لب بھینچے اپنے پیروں میں پڑے لاکٹ کو دیکھتے جھکتے اٹھایا تھا۔
حور کے بے جان وجود میں حرکت ہوئی تھی۔
ارحام۔۔۔ حور کے لبوں نے بے یقینی سے جنبش کی۔
ارحام نے لاکٹ اٹھائے اس کے لبوں سے اپنا نام سن کر استہزائیہ نگاہ اس پر ڈالی تھی۔
او۔۔۔۔۔ تو تمہیں میرا نام یاد ہے۔۔۔ ارحام اسے اوپر سے نیچے گھورتا سرد لہجے میں غرایا۔
آپ آپ یہاں کک کیسے؟؟ ارحام خانزادہ کے قدموں کو اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر اس کے قدم پیچھے کی
جانب بڑھے تھے۔
سب بتاؤں گا تمہیں جان من۔۔۔۔۔ میں یہاں کیسے آیا ہوں۔۔۔

رمز عشق نور آصف

اور یہاں پر کیا کرنے آیا ہوں۔۔۔ یہ تمہیں لفظوں سے نہیں بلکہ پریکٹل کل بتاؤں گا۔ ارحام نے تپش زدہ لہجے میں کہتے بے باک نظریں اس کے وجود پر گاڑھیں۔

ارحام خانزادہ کی بے باک اور سلگتی نظریں اپنے وجود پر محسوس کرتے حور کے رہے سہے اوسان بھی خطا ہوئے تھے۔۔

اپنے حلیے کا احساس ہوتے اس نے خود پر نگاہیں گاڑھیں تو وہ خفت اور شرم سے سرخ گلاب ہوئی تھی۔۔ گھٹنوں سے بھی کافی اوپر نائی۔۔ سٹریپ کندھوں سے بالکل نیچے ڈھلکے ہوئے تھے۔۔ اور بیک وہ تو بالکل ہی برہنہ تھی۔۔ گاؤن اتنا باریک تھا وہ تو مزید اس کے حسن میں چار چاند لگا رہا تھا۔ حور یکدم پیچھے کو قدم بڑھاتی دیوار کے ساتھ ٹیک لگائی تھی۔۔ وہ فی الحال اپنی بیک کو سامنے کھڑے بے شرم بے باک انسان کی گہری نگاہوں سے بچا سکتی تھی۔۔ جس کی شدتوں کی کوئی حد نہیں تھی۔۔ دو دن پہلے کی ڈریسنگ روم میں گزری رات یاد آئی تھی۔۔ جب اس کی دیوانگی بھری جنون خیزیاں سہتے سہتے وہ بے حال ہو چکی تھی۔۔

اس کی دی ہوئی سوغائیں ابھی بھی اس کے بدن کے ہر حصے پر آب و تاب سے چمک رہی تھیں۔۔ حور نے لب کچلتے نظریں جھکائے اپنے سٹریپ کندھوں سے اوپر کھسکائے تھے۔ یہاں سب سے زیادہ اس کی جنون خیزیاں رقم تھیں۔

رمز عشق نور آصف

کیا ہوا شرم آرہی ہے تمہیں؟؟ ارحام نے اسہزائیہ نگاہ اس کی جھکی نظر میں اور سرخ اندار عارض پر ڈالی تھیں۔۔ جو اس وقت جیسے خون چھلکا رہے تھے۔

ویسے یہ شرم تمہیں اپنے شوہر کے سامنے ہی آتی ہے ناں۔۔ ارحام نے طنزیہ انداز میں کہتے ہوئے اس کی طرف تیزی سے اپنے قدم بڑھائے۔۔

حور کی سانسیں سینے میں اٹکی تھیں۔ وہ خوف اور سراسیمگی کے عالم میں کانپتے ہوئے آنکھیں میچ گئی تھی۔۔ ارحام خانزادہ اس کے دونوں اطراف میں اپنے ہاتھ جما گیا تھا۔ وہ آنکھیں بند کیے گہرے سانس لے رہی تھی۔۔

آنکھیں کھولو۔۔ ارحام خانزادہ اس کے خوبصورت چہرے کو دیکھتے دھاڑا تھا۔۔ وہ اس کی دھاڑ پر جلدی سے آنکھیں کھول گئی تھی۔۔

اب وہ گہرے سانس لیتے ایک ٹک ارحام خانزادہ کی آنکھوں میں دیکھے جا رہی تھی۔۔ ارحام خانزادہ جانتا تھا وہ اب پلکیں بھی نہیں جھپکے گی۔۔ جب تک وہ نہیں کہے گا۔۔ وہی ہوا وہ بنا پلکیں جھپکائے مجسم بنی اسے دیکھ رہی تھی۔۔

یہ گلے سے کیوں اتارا؟؟ ارحام خانزادہ نے لاکٹ اس کی آنکھوں کے سامنے لہرایا تھا۔۔

اس اس پر خون تھا۔۔ حور نے کپکپاتے لبوں سے اس کی آنکھوں میں دیکھتے کہا۔۔

رمز عشق نور آصف

خون تو ابھی بھی اس پر ہے بلکہ میری آنکھوں میں بھی ہے۔۔ دکھائی دے رہا ہے۔۔ ارحام خانزادہ نے چہتے لہجے میں سوال کیا۔۔

ہاں ہاں دکھائی دے رہا ہے۔۔ حور ارحام کی سرخ آنکھوں میں دیکھتے روہانسی ہوئی تھی۔۔ کیوں ہے یہ بھی جانتی ہوگی؟؟ ارحام مزید اس کے قریب تھا۔۔

اب ارحام خانزادہ کی تپش زدہ سانسیں اس کے گلابی لرزتے لبوں پر بکھر رہی تھی۔۔ مم میں نے آپ کی بیٹی پھر سے آپ سے جدا کر دی۔۔ حور کی آنکھوں سے موتی ٹوٹ کر عارض پر برسے تھے۔۔

تمہیں لگتا ہے یہ وجہ ہے ان آنکھوں میں خون اترنے کی۔۔ ارحام نے اس کے عارض پر بہتے آنسو دیکھتے لب بھینچتے پوچھا۔۔

ہاں ہاں۔۔ ایسی ہی آنکھیں تھیں۔۔ اس رات بھی جب ہمارا نکاح ہوا تھا۔۔ حور نے لرزتے لبوں سے ٹوٹے لفظوں سے کہا تھا۔۔

ایسی ہی آنکھیں تھیں غور سے دیکھو۔۔ ارحام نے اس کی سہمی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے غراتے ہوئے پوچھا۔۔

نن نہیں۔۔۔ اس سے کم تھیں۔ حور نے جلدی سے کہا۔۔

رمز عشق نور آصف

ہمممم۔۔۔۔ یعنی کہ تم نے مجھے اس بار زیادہ ہرٹ کیا ہے۔۔۔ ارحام کی بات پر حور کی آنکھوں میں

سراسیمگی کے ساتھ کرب بھی چھایا تھا۔

جانتی ہوں پر یزے کو بہت مشکل سے حاصل کیا تھا آپ نے۔۔ مم میں نے گل پر اعتبار کر کے آپ کی بیٹی کو جدا کر دیا۔۔ حور شدت گریہ سے اپنے لبوں کو کاٹ گئی تھی۔۔

بہت غلطیاں کر چکی ہو۔۔ اور نہیں کرو۔۔ سزا بڑھتی جائے گی۔۔ ارحام نے سلگتے ہوئے اس کے نچلے لب کو دانتوں سے چھڑوایا تھا۔۔ سامنے کھڑی نازک وجود کو کیسے سمجھاتا وہ خود کو بھی چھوئے کہاں گورا تھا۔

سزا۔۔۔۔۔ حور کے لب ارحام کا لفظ دہراتے کپکپائے تھے۔۔

ارحام خانزادہ نے اس کے لرزتے لبوں کو بغور دیکھا تھا۔۔

سب کچھ جانتی ہو یہ بھی جانتی ہو گی آج سے چھ ماہ پہلے تم نے میری بیٹی مجھ سے جدا نہیں کی تھی۔۔ بلکہ اور بھی بہت سی چیزیں چھینیں تھیں۔ ارحام نے سرد لہجے میں استفسار کیا۔۔

حور اس بات سمجھتے خاموش ہوئی تھی۔ آنکھوں کا گلابی پن بڑھا تھا۔ یقیناً وہ اپنی محبت کی بات کر رہا تھا۔ وہ گل کی بات کر رہا تھا۔

خاموش مت رہو۔۔۔ بتاؤ مجھے اس رات تم نے اور کیا کیا چھینا تھا۔۔

ارحام خانزادہ اس کی آنکھوں کا گلابی پن دیکھتے غرایا تھا۔

رمز عشق نور آصف

آپ کی محبت چھینی تھی۔۔ آپ کی بیوی چھینی تھی۔۔ حور نے کی آنکھوں سے پھر سے موتی ٹوٹ کر
بر سے تھے۔ مگر اس نے پلکیں ابھی تک نہیں جھپکائی تھیں۔۔ وہ آنسوؤں کی دیوار سے مقابل کو دیکھ رہی
تھی۔۔ جس کی خون اتری آنکھیں اس کے اندر سنسنی دوڑا رہی تھیں۔

اس کی بات پر ارحام خانزادہ کے چہرے پر اشتعال برپا ہوا تھا۔

کچھ اور بھی چھینا تھا۔۔ ارحام اپنا زخمی ہاتھ اس کے اطراف میں زور سے مارتا غرایا تھا۔۔ گل کو اس کی محبت
کہنے پر اس کے غصہ بڑھا تھا۔۔ وہ جانتی ہی نہ تھی اس کا سب کچھ تو وہ خود ہی تھی۔۔ محبت عشق کھونے کے
ڈر سے تو وہ ابھی واقف ہوا تھا۔

کک کیا چھینا تھا ارحام۔۔ گل اور پریدے ہی تو چھینیں تھیں۔ حور اس کے زخمی ہاتھ سے خون رستادیکھ کر
سہمتے ہوئے بولی۔۔ آواز شدت سے بھیگی تھی۔۔

یعنی تمہیں اس دن بھی احساس نہیں ہوا تھا۔۔ نہ تمہیں آج احساس ہوا تم نے مجھ سے کیا چھینا۔۔ ارحام
نے کاٹ دار نگاہوں اس کی بھیگی آنکھیں دیکھیں۔ جن میں چمکتے موتی اسے مزید اشتعال دلارہے تھے۔۔
کک کیا؟؟ حور کی الجھن بڑھی تھی۔۔

تمہاری چار کہاں ہے حور؟؟ ارحام کرب سے سوال داغتے گرجا تھا۔

حور اس کی گرج پر لرزاٹھی تھی۔

رمز عشق نور آصف

چادر لک کون سی چادر-----

وہی چادر جو تم زنان خانے میں پھینک آئی تھی۔۔ وہ اس سے دور ہوتے حلق کے بل دھاڑا تھا۔۔

حور اس کی دھاڑ پر لرزتے ہوئے اسے دیکھے گئی۔۔

وہ کیا اس سے یہاں اس بات کا حساب لینے آیا تھا؟؟۔۔ وہ بے یقین ہوئی تھی۔۔

ارحام نے اس کے لرزتے وجود پر قہر بار نگاہ ڈالی تھی۔۔

پاپا حور کے کپکپاتے لبوں نے جنبش کی تھی۔۔ اسے یکدم یاد آیا تھا۔۔ وہ سامنے کھڑے سفاک انسان کی

اونچی حویلی میں نہیں شاہ مینشن میں تھی۔۔

شاہ مینشن میں اس وقت سلطان شاہ بھی تھا۔۔

وہ اپنے آنسو صاف کرتے دروازے کی طرف بڑھی تھی۔۔

رک جاؤ حور خبردار تم نے اس بند دروازے کو کھولا۔۔۔ ارحام کی سرد بریلی آواز پر اس کے ہاتھ ہینڈل پر

رکے تھے۔۔

تم شاہ مینشن میں ضرور ہو تمہارا باپ بھی اس وقت شاہ مینشن میں ہے۔۔ پھر بھی میں تمہارے پاس اس

کمرے می؟ ہوں۔۔ یہاں سے اندازہ لگاؤ تم کس کی ہو۔۔ تم پر کس کا اختیار ہے۔۔ ارحام نے اس کی برہنہ

پشت پر قہر بار نگاہ ڈالی تھی۔۔

رمز عشق نور آصف

واپس آؤ حور۔۔۔ ارحام خانزادہ نے صوفے پر بیٹھتے سگریٹ سلگائے لبوں سے لگایا تھا۔۔۔ حور نے گہرے سانس لیتے پلٹتے ہوئے اس ستم گر کو دیکھا جو سگریٹ کے گہرے کش لیتے اسے خونخوار نظروں سے گھور رہا تھا۔۔۔

پاس آؤ تم۔۔۔ سنا نہیں تم نے۔۔۔ ارحام دھاڑا تھا۔۔۔
حور اس کی دھاڑ پر لرزتے ہوئے اس کی طرف دھیمے قدموں بڑھی تھی۔۔۔
ارحام کے صوفے کے قریب آکر وہر کی تھی۔۔۔
ارحام اس کی کلائی پکڑے اپنے اوپر گرا چکا تھا۔۔۔
یہ کس حلیے میں باہر جا رہی تھی تم؟؟ ارحام نے اس کے بالوں کو دبو چتے اس کی گردن کو جھٹکا دیا تھا۔۔۔
حور اس کی بے رحم گرفت پر سسک کر رہ گئی تھی۔۔۔
مت روؤ سسکو میری جان۔۔۔ ابھی بہت سے تم سے حساب کتاب لینے ہیں۔۔۔ تمہیں آج رات باور کروانا ہے کہ تم نے آج مجھ سے کیا کیا چھینا ہے۔۔۔
حساب لیں گے۔۔۔ جیسے نکاح کی رات کو لیا تھا۔۔۔ اس کی آنکھوں میں شدید خوف لہرایا تھا۔
ارحام اس کی بات پر کچھ پلوں کے لیے خاموش ہو گیا تھا۔۔۔
حور کے لبوں کی لرزاہٹ بڑھی تھی۔۔۔

رمز عشق نور آصف

ارحام خانزادہ کی آنکھوں میں کرب لہرایا تھا۔ اس سے بھی بدتر حساب لوں گا۔ وہ جلتا سگریٹ انگلیوں میں دبابت ہو ابولا۔

اس سے بھی بدتر۔ حور نے لرزتے لبوں سے کہتے اس کی انگلیوں میں دبا سگریٹ دیکھا تھا۔
حور کی آنکھوں سے شبنم گرتی عارض پر بھی تھی۔

وہ کپکپاتے ہوئے اس کے ہاتھ میں سگریٹ دیکھ رہی تھی۔

جیسے وہ اس کی بدتر سزا خود ہی سوچ چکی تھی۔

ارحام نے اس کی نظروں کا مرکز محسوس کرتے جلتا سگریٹ اپنی زخمی ہتھیلی میں دبو چا تھا۔
کیا پہلے کبھی تمھیں اس سے داغا ہے جو تم ایسے ڈر رہی ہو۔ ارحام نے اس کے بالوں پر اپنی گرفت بڑھاتے پوچھا۔

اس سے بدتر سزا کیا ہو سکتی ہے بھلا۔ حور کے لبوں سے سسکی برآمد ہوئی تھی۔

اس سے بدتر سزا بہت سی ہیں۔ ابھی تمھیں بتاؤں گا۔ ابھی تمھیں پریکٹیکل سزا تو دے لوں۔ وہ اس کا چہرہ خود سے قریب کرتے اس کے لبوں کو اپنے لبوں میں دبا گیا تھا۔

رمز عشق نور آصف

زاران خانزادہ بلیک شلوار قمیض پر بلیک ہی شال کندھوں پر ڈالے ڈریسنگ روم سے باہر آیا۔ ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے ہلکے گیلے بالوں میں برش کرنے لگا۔ ڈریسنگ مرر سے ابرش کے نظر آتے عکس کو دیکھ کر وہ اپنے لب باہم سختی سے بھیج گیا تھا۔ وہ بکھرے بالوں میں رات والے فراک میں ملبوس بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگائے کسی غیر مرئی نقطے کو گھور رہی تھی۔

اس وقت صبح کے سات بج رہے تھے۔ ابرش کے ناشتے کا سوچ کر وہ اتنی صبح اٹھا تھا۔ ورنہ کل ساری رات وہ سویا نہیں تھا۔ آنکھوں میں رت جگے کی سرخی نمایاں تھی۔ جس میں ابرش پر غیض و غضب کی سرخی کی حدت بھی شامل تھی۔ وہ اس کے بچے کو مارنے کا سوچ رہی ہے۔

اس کا پورا بدن جیسے زخموں کی مانند چور تھا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا ابرش کے بچے ادھیڑ ڈالے۔ اگر اس کے پہلو میں اس کی اولاد نہیں ہوتی تو شاید وہ یہ بھی کر گزرتا۔ مگر اپنے بچے کی خاطر وہ ضبط کا کڑوا گھونٹ بھر کر رہ گیا تھا۔ وہ اس وقت کرب کی کیفیت میں تھا۔ اس کی بیوی اس کی محبت اپنی ہی پہلی اولاد کو کیسے مارنے کا سوچ سکتی ہے۔ یقین کرنا مشکل تھا۔ مگر سچ تو یہی تھا۔ اس کا اجر اتم زدہ روپ چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا۔ یہ بچہ اس کے لیے ماتم کے سوا کچھ نہ تھا۔

زاران نے خود پر پر فیوم چھڑکتے اس نے مرر سے نظر آتے ابرش کے سر دسپاٹ پر عکس پر قہر بار نگاہ ڈالی جو گہرے سوگ میں گم تھی۔

رمز عشق نور آصف

وہ پر فیوم ٹیبل پر رکھتا شال کندھوں پر جھٹکتے ابرش کی طرف بڑھا۔

اگر یہ سوگ ختم ہو گیا ہو تو اپنا حلیہ درست کر لو۔ ہمیں ڈاکٹر کے پاس جانا ہے۔ زار ان نے اسے کاٹ دار نگاہوں سے گھورتے سلگتے لہجے میں کہا۔

ابرش نے زار ان کے سرخ و سفید چہرے کی طرف نم آنکھوں سے دیکھتے اثبات میں سر ہلایا تھا۔ درختوں کے ہاتھ ناشتہ بچھوا رہا ہوں۔ پورا ناشتہ ختم ہونا چاہیے۔ مجھے تمہارے کھانے میں کسی قسم کی لاپرواہی نہیں چاہیے۔ تینوں ٹائم کا کھانا فروٹ جو سسز کمرے میں آجایا کریں گے۔ سیڑھیاں اترنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔

میں مورے سے مل کر آ رہا ہوں۔ پھر ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں۔ زار ان نے اسے کافی سرد لہجے میں ہدایت دیں تھیں۔

وہ اس پر نرمی دکھا کر کسی قسم کا رسک نہیں لینا چاہتا تھا۔ شاید یہ سب کچھ اتنے دنوں کی نرمی کا اثر ہی تھا جو سامنے بیٹھنا زک و جود اتنی بے رحمی دکھانے کا سوچ رہا تھا۔

ابرش نے بھیگی شکوہ کنناں نگاہوں سے مقابل کو دیکھا جو سیاہ لباس میں سحر انگیز لگ رہا تھا۔ اس کے بدن سے اٹھتی مردانہ خوشبو جس میں پر فیوم کی ملی جلی خوشبو بھی شامل تھی۔ ابرش کو ہمیشہ کی طرح اپنے

رمز عشق نور آصف

حواسوں پر چھاتی محسوس ہو رہی تھی۔۔ وہ سیاہ لباس میں کسی ریاست کا مغرور شہزادہ لگ رہا تھا۔۔ ابرش نے زار ان خانزادہ کی سحر انگیز پرسنیلٹی پر نظر ڈالتے ہچکی لی تھی۔

سامنے کھڑا مغرور شہزادہ اب صرف اس کا نہ رہا تھا۔۔ وہ آج نہیں کل تو کسی اور کا بھی ہو جائے گا۔۔ وہ کیسے برداشت کرے گی۔ ابرش نے اس کی طرف دیکھتے اپنی بھیگی آنکھیں رگڑیں۔۔

زار ان اسے اپنی طرف گہری نگاہوں سے دیکھتا پا کر مشتعل ہوا تھا۔۔ وہ گلابی بھیگی آنکھوں سے اس کی طرف ایسے دیکھ رہی تھی۔۔ جیسے وہ اس ظلم و زیادتی کی حد کر چکا ہو۔

ابرش کوئی حماقت کوئی جذباتی سین نیچے کریٹ مت کرنا۔۔ اگر غلطی سے بھی کسی کے سامنے آنسو بہے۔۔ تم نے کوئی الٹی سیدھی بات کی۔۔ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔

زار ان نے اسے سرد لہجے میں تنبیہ کی۔۔

آگے کیا سین کریٹ کیا ہے میں نے۔۔ کیا کہا ہے میں نے تمہاری عظیم مورے کو۔۔۔ تمہارے جان

سے بھی پیارے رشتوں کو۔۔ جو تم یوں مجھے دھمکا رہے ہو۔ ابرش نے اس پر بھیگی نگاہیں گاڑتے

استہزائیہ لہجے میں سوال کیا۔۔

جو تماشے تم کر چکی ہو۔۔ وہ آج تک اس گھر کی کسی عورت نے نہیں کیے۔۔ زار ان جو اب استہزائیہ لہجے

میں مسکراتے طنزیہ بولا۔۔

رمز عشق نور آصف

جو بھی کیا وہ تم سے نکاح سے پہلے کیا۔۔۔ اس وقت نہ میں تمہاری عورت تھی۔ اور نہ ہی میں ن حویلی کی عورتوں میں سی تھی۔۔۔ تم سے نکاح کے بعد کچھ بھی نہیں کیا۔۔۔ تمہارا ہر حکم مانا۔۔۔ پھر بھی مجھے یہ سزا کیوں؟؟ ابرش نے بھیگے لہجے میں سوال کیا۔۔۔

میرا بچہ پیدا کرنا تمہارے لیے سزا ہے۔۔۔ زاران کی آنکھیں پل میں سرخ ہوئی تھیں۔۔۔

تمہارے جھوٹے وعدے میرے لیے سزا ہیں۔ ابرش نے بچی بھرتے چیتے ہوئے کہا۔

ابرش میرے پاس تمہارے فالتو کی باتوں کا کوئی جواب نہیں ہے۔ تم تو پاگل ہو ہی عنقریب مجھے بھی کر دو گی۔۔۔ ایک بات یاد رکھنا تمہارے اس طرح رونے پر میرے بچے پر ذرا سا بھی اثر نہیں پڑنا چاہیے۔۔۔ مجھے اپنا بچہ بالکل صحت مند چاہیے سمجھی تم۔۔۔۔۔ وہ اسے روتا چیتا دیکھ کر غرایا تھا۔۔۔

اسے صرف اپنے بچے کی پرواہ تھی۔۔۔ اس نے ایک بار بھی اس سے اس کا نہیں پوچھا تھا کہ اس کے دل پر کیا قیامت گزر رہی ہے۔۔۔ زاران کی باتوں پر ابرش کی آنکھوں کا گلابی پن بڑھا تھا۔۔۔

زاران میں پاگل نہیں ہوں۔ تم نے اور تمہاری مورے نے مجھے پاگل کیا ہے۔۔۔ کیونکہ تم دونوں کی مینٹلٹی سک ہے۔ تمہاری مورے جو بظاہر بہت عظیم دکھتی ہیں۔ وہ دو غلی عورت ہیں جنہوں نے مجھے برباد کر دیا۔۔۔

وہ بیڈ سے اٹھتی زاران کے مقابل ہوئی تھی۔

رمز عشق نور آصف

ابرش۔۔۔۔۔زاران دبی آواز میں دھاڑا تھا۔

زاران کی دھاڑ پر ابرش کی رنگت پل میں زرد ہوئی تھی۔ اس کا نازک بدن ہچکولوں کی مانند لرز رہا تھا۔ ابرش کی زرد رنگت کو دیکھتا وہ اپنی دھاڑ اور غصے پر قابو پا گیا تھا۔ رات سے ہی اس کے عارض پر زردیاں سی گھل گئی تھی۔

مگر اپنی مورے کے خلاف ابرش کے لفظ برداشت کرنا اس کے بے حد مشکل تھا۔ وہ اسے بازو سے جکڑے خود کے قریب کر گیا تھا۔

شکر ادا کرو ہمارے بچے کا جو تمہارے چہرے کا میں نے حشر نہیں بگاڑا۔ ورنہ تمہارا گال میں تھپڑوں سے سجا دیتا۔

اینیدہ میری مورے کے خلاف کچھ نہ کہنا ورنہ لحاظ نہیں کروں گا۔ زاران ابرش کے بازو پر گرفت مضبوط کرتا اس کی آنکھوں میں اپنی سرد آنکھیں گاڑتے غرایا تھا۔

ناشتہ بچھو رہا ہوں۔۔ کر لینا۔ اگر تم نے کھانے سے انکار کیا۔ کسی قسم کا خرخرہ دکھایا۔ ہٹ دھرمی دکھائی۔۔ میں خود آکر تمہیں ناشتہ کرواؤں گا۔ اور مجھ سے نرمی کی امید مت رکھنا۔ زاران اسے سرد نظروں سے تنبیہ کرتا دروازہ کھولتا نکل گیا تھا۔

رمز عشق نور آصف

تم جیسے بے حس بے وفا انسان سے مجھے نرمی کی توقع ہے بھی نہیں۔۔ جاؤ اپنے مورے کے گھٹنوں سے لگ کر بیٹھو۔۔ جہاں تمہیں وہ پلوشہ بھی ملے گی۔ جس کے لیے تم اتنی صبح صبح نیچے جا رہے ہو۔۔
ابرش اس کے جانے غصے سے حلق کے بل ہسٹریائی چیختے ہوئے بیڈ پر اوندھے منہ گرتے رونے لگی تھی۔۔

زاران سرخ تنہا ہوا چہرہ لیے سیڑھیاں اتر رہا تھا۔ ابرش پر اس کا غصہ پہلے سے کئی گنا زیادہ بڑھ گیا تھا۔۔ پہلے وہ صرف اسے ہی برا بھلا کہتی تھی۔ مگر آج اس کی مورے کے لیے جو لفظ بولے وہ زاران کو مشتعل کر چکے تھے۔۔ وہ اس کی کنڈیشن کے باعث اپنے غصے پر قابو پا گیا تھا۔۔ وہ تیز تیز قدموں سے سیڑھیاں اتر رہا تھا۔ ابھی اس نے لاونج میں قدم رکھا ہی تھا کہ پلوشہ اس کے چوڑے سینے سے آٹکرائی تھی۔۔
آنکھیں کھول کر چلا کرو۔۔ زاران نے اسے سرد سرخ نظروں سے گھورتے ہوئے اسے کلائی سے جکڑے خود سے دور کیا۔۔۔

وہ اس سے ٹکرائے کے بعد اس کے چوڑے سینے کا حصہ بنی ہوئی تھی۔۔ وہ اسے بری طرح خود سے دور جھٹک گیا تھا۔

READERS CHOICE

میری آنکھیں تو کھلی ہیں۔۔ تم ہی غصے سے سیڑھیاں اتر رہے تھے۔۔ تم نے ہی مجھے نہیں دیکھا۔۔ تم مجھ سے ٹکرائے ہو۔۔ پلوشہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔

رمز عشق نور آصف

زاران نے اسے شرر بار نگاہوں سے گھورتے ہوئے احتیاطی طور پر ایک نظر سیڑھیوں سے پار نظر آتے
لاونج میں بنے اپنے کمرے کے بند دروازے پر ڈالی تھی۔ ابرش پلوشہ کو اس کے ساتھ ٹکراتے ہوئے
دیکھ لیتی یقیناً اس کی زندگی عذاب بنادیتی۔۔۔ رات سے وہ ویسے ہی عذاب جھیل رہا تھا۔۔
زاران کی نظریں سیڑھیوں کی طرف دیکھ کر پلوشہ کے چہرے پر ناگواری کی لہر دوڑی تھی۔۔۔
وہ اس کے حسین وجود کو صرف اپنی بیوی کے ڈر کی وجہ سے اگنور کر رہا تھا۔۔۔ وہ بھڑبھڑ جلی تھی۔۔۔ وہ اس
وقت آتشی گلابی ڈیزائنر فٹنگ والے فرائ میں ملبوس تھی۔۔۔ جس پر ہم رنگ خوبصورت نیٹ کا دوپٹہ
اوڑھا ہوا تھا۔۔۔ لائٹ میک اپ کیے وہ غضب ڈھا رہی تھی۔۔۔ اور زاران خانزادہ تھا اس کی طرف دیکھنا تو
دور کی بات اس سے بھی بات کرنا بھی گوارا نہیں کرتا تھا۔۔۔
زاران اسے اگنور کیے امینہ خانم کے کمرے کی طرف بڑھا۔۔
کب تک اگنور کرو گے مجھے زاران خانزادہ؟؟ کچھ دنوں تک میں تمہاری بیوی بن جاؤں گی۔۔۔ کیا تب بھی
مجھے ایسے ہی اگنور کرو گے؟؟

پلوشہ کی بات پر اس کے بھاری قدم رکے تھے۔۔۔ ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچی تھیں۔
یہ کیا ہو اس کر رہی ہو پلوشہ؟؟ تمہیں ایسی باتیں کرنا زیب دیتا ہے۔۔۔ کوئی شرم لحاظ ہے کہ تم میں کہ
نہیں۔۔۔ زاران نے اس کی طرف پلٹتے اسے خشمگین نگاہوں سے گھورا۔۔

رمز عشق نور آصف

اس میں شرم لحاظ کہاں سے آگیا؟؟۔ تم کل اپنی مورے سے وعدہ کر چکے ہو کہ تم مجھ سے شادی کرو گے۔ مجھے آج صبح ہی پھوپھو نے بتایا ہے۔ انہوں نے تو بابا اور مورے کو آج یہ خوشخبری بھی سنا دی ہے کہ کچھ دنوں میں وہ میرا اور تمہارا نکاح کر دیں گی۔ پلوشہ اس کے قریب آتے ہوئے اس کی آنکھوں میں دیکھتے مسکراتے ہوئے بولی۔

پلوشہ میں تم سے کسی صورت نکاح نہیں کروں گا۔ کسی بھی صورت نہیں سمجھی تم۔ اور تم یہ غلط فہمی دل سے نکال دو تم کبھی میری بیوی کے عہدے پر فائز ہو گی۔ میری بیوی صرف ابرش ہے اور وہی رہے گی۔ زارا نے اسے خشمگین نگاہوں سے گھورتے اپنا فیصلہ سنایا۔ لیکن تم کل رات اپنے مورے سے وعدہ کر چکے ہو۔ اور وہ میری مورے بابا سے وعدہ کر چکی ہیں۔ پلوشہ تحیر زدہ بولی۔

میں نے اپنی مورے سے جھوٹا وعدہ کیا تھا۔ ان کی طبیعت بہت خراب تھی۔ وہ اس وقت اپنے حواس میں نہیں تھی۔ وہ اس وقت جذبات کے زیر اثر تھیں۔ اگر میں ان سے کچھ بھی کہتا ان کا بی پی مزید شوٹ کر جاتا۔ اس وقت مجھے جو صبح لگا میں نے کیا۔ زارا نے کی باتوں پر پلوشہ کا چہرہ فق ہوا تھا۔ تم یہ کک کک کیسے کر سکتے ہو؟؟ تم اپنی مورے سے جھوٹا وعدہ کیسے کر سکتے ہو۔ پلوشہ کی زبان لڑکھرائی تھی۔

رمز عشق نور آصف

کیونکہ وہ وعدہ میں نے دل سے نہیں کیا تھا۔۔ کیونکہ میں بہت سے وعدے اپنی بیوی سے دل سے کر چکا ہوں۔ ان میں سے ایک وعدہ یہ ہے میں تم سے دور رہوں گا۔ اس لیے دور رہو مجھ سے۔۔ زار ان خاندان سے سرد نگاہوں سے گھورتے امینہ خانم کے کمرے کی جانب بڑھا۔۔ وہ بھاگتے ہوئے اس کے راہ میں حائل ہوتے اس کے مقابل آئی...

تم ایسا کر سکتے ہو زار ان؟؟۔۔ وعدہ دل سے نہیں وعدہ زبانی بھی کیا جاتا ہے۔۔ اس وعدے کی بھی اتنی ہی ویلیو ہوتی ہے.. جتنی ایک دل سے کیے ہوئے وعدے کی ہوتی ہے۔۔ تم مرد ہو کر اپنی بات سے کیسے مکر سکتے ہو۔۔ اور اپنی مورے کو کیا کہو گے۔۔ جو اس وعدے کو سچ سمجھ بیٹھی ہیں۔۔ اور میرے بابا مورے کو کیا کہو گے؟؟۔۔ جو تمہاری مورے کے وعدوں پر یقین کر چکے ہیں۔ اور مجھے کیا کہو گے؟؟ میں تمہارے وعدے پر صبح سے ان گنت خواب بن چکی ہوں۔۔ تم ایک خاندان ہو کر ایسا کیسے کر سکتے ہو۔۔ پلو شہ اس کی چادر سینے سے اپنی مٹھیوں میں جکڑے چیخی تھی۔۔

پلو شہ۔۔۔۔۔ اپنی اوقات میں رہو۔۔ زار ان اسے سرد نگاہوں سے گھورتے ہوئے اپنی شال سے اس کے ہاتھ غصے سے جھٹک گیا۔

میں اپنی مورے کو سمجھا لوں گا۔ اور وہ سمجھ بھی جائیں گی۔۔ مجھے اپنی مورے پر پورا یقین ہے۔۔ وہ کبھی اپنے بیٹے کا سکون برباد نہیں کریں گی۔ انھیں میری خوشی چاہیے۔۔ وہ میری خوشی میرے سکون کے لیے

رمز عشق نور آصف

میری دوسری شادی کرنا چاہتی ہیں۔ میں انھیں سمجھاؤں گا میری خوشی میرا سکون میری بیوی میں ہے۔
اور رہی بات تمہارے مورے بابا سے وعدہ کرنے کی۔۔ میں ان سے بھی بات کر لوں گا۔
زاران نے قدرے تحمل سے اسے سمجھایا تھا۔۔

لیکن زاران تمہارا سکون تمہاری بیوی میں کیسے ہو سکتا ہے؟؟۔۔ جب سے تمہارا اس سے نکاح ہوا ہے۔
اور کیا کچھ نہیں کیا اس نے تمہارے ساتھ؟؟ تمہیں بھرے جرگے میں ذلیل کیا۔ تمہارے نکاح سے
بھاگ کر تمہاری عزت خراب کی۔۔ وہ اس حویلی میں رہنے کے قابل نہیں ہے۔
اس سے نکاح کے بعد تمہیں کبھی خوش نہیں دیکھا۔۔ تم تین ماہ اس کے قریب تک نہیں گئے۔۔ اس سے
اپنا حق نہیں لیا۔

اگر وہ تمہارا سکون خوشی ہوتی تم کبھی اس سے دور رہتے۔۔ وہ اس کے قریب ہوتے روتے ہوئے اس کی
شال مٹھیوں میں دبوچ گئی۔۔

پلو شہ۔۔ زاران اس کی آنکھوں میں اپنی سرسرخ آنکھیں گاڑھے اسے اپنے مقابل کر گیا تھا۔۔
تم میری سوچ سے بھی زیادہ بے شرم اور بد لحاظ ہو۔ اس طرح کی باتیں اس حویلی کی عورت نہیں کر
سکتی۔ تم ابرش کا کہہ رہی ہو کہ وہ اس حویلی میں رہنے کے قابل نہیں ہے۔۔ میرے نزدیک تم یہاں
رہنے کے قابل نہیں ہو۔۔ میں اپنی مورے کے احترام میں تمہیں یہاں برداشت کرتا ہوں۔۔ مگر

رمز عشق نور آصف

آئندہ تم نے اپنی حد پار کی۔ میں تمہیں خود یہاں سے نکالوں گا۔ زار ان نے اس کے بازو پر گرفت مضبوط کرتے ہوئے لہجے میں ایک ایک لفظ چبایا تھا۔

زاران چھوڑ مجھے۔۔ مجھے بہت درد ہو رہا ہے۔۔ پلوشہ نے زاران کے سینے پر اپنا ہاتھ رکھتے کافی آہستگی سے مسکراتے ہوئے کہا۔۔ ایسا کرتے وہ اس کے بے حد قریب ہو گئی تھی۔۔ وہ اس کے مسکرانے پر حیران ہوا تھا۔۔ وہ ابھی بری طرح رو رہی تھی۔۔ اب یکدم وہ اسے دیکھتے اک ادا سے مسکرا رہی تھی۔

[illegible]

ابرش کو دیکھتے پلوشہ کی مسکراہٹ بڑھتی جا رہی تھی۔ اس کا کھلے بالوں کے ساتھ اس طرح اجڑے حلیے میں ہونا ثابت کر رہا تھا زار ان اور اس کے بیچ کچھ ٹھیک نہیں ہے۔۔

رمز عشق نور آصف

اب اس کا گھرے سانس بھرتا وجود اور بھیگی بے یقین نگاہیں چیخ چیخ کر کہہ رہی تھیں کہ وہ زار ان خانزادہ کی بیوفائی پر ماتم مناتے ہوئے جلد زمین بوس ہوتے لڑھکتے ہوئے نیچے آئے گی۔۔ اور پلوشہ اسی انتظار میں تھی کب وہ اس کے خون میں لت پت وجود کو دیکھے گی۔۔ پلوشہ نے اسے نفرت امیز نگاہوں سے دیکھا۔۔ ابرش نے اپنے چکراتے سر کو دونوں ہاتھوں سے تھامتے اپنے لرزتے وجود پر قابو پاتے ریلینگ کو مضبوطی سے تھاما تھا۔۔ دوسرے ہی پل وہ بھاگتے ہوئے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔

زاران لالا۔۔۔۔۔۔ بھابھی ناشتہ نہیں کر رہا ہے۔۔ میں نے بہت منت سماجت کیا مگر وہ ناشتہ نہیں
کر رہا۔ مجھے غصے سے کمرے سے نکال دیا ہے۔ زاران جو امینہ خانم سے ملنے کے بعد ان کے کمرے سے
نکل رہا تھا۔ درختوں کی بات پر زاران نے اپنے جڑے بری طرح بھیجے تھے۔
وہ تیز تیز قدموں سے چلتے سیڑھیوں کی طرف بڑھا۔۔
وہ غصے سے دروازہ کھولتے اپنے کمرے میں داخل ہوا۔

اندر کا منظر دیکھ کر وہ ساکت ہوا تھا۔ آنکھوں میں بے یقینی کے ساتھ جیسے خون اتر تھا۔

رمز عشق نور آصف

وہ ایک ہی جست میں ابرش کی طرف بڑھا جو سلپنگ پلز کی بوتل ہاتھ میں تھامے کھڑی تھی۔۔ زاران نے آگے بڑھتے ابرش کے ہاتھوں سے وہ بوتل چھین کر دور بھینکی تھی۔۔ اس میں موجود سلپنگ پلز فرش پر دور دور تک بکھری تھیں۔۔

کیا کر رہی تھی تم ہاں؟؟ وہ اسے بازوؤں سے جکڑتے جنجھوڑتے ہوئے چیخا تھا۔ ابرش جیسے ہوش میں آئی تھی۔۔ وہ ان سلپنگ پلز کو دیکھتے وہ اب بھیگی نگاہوں سے زاران کو دیکھ رہی تھی۔۔

مم۔۔۔ مجھے۔۔۔ تم۔۔۔ تمہارا بچہ نہیں چاہیے۔۔ میں مار ڈالوں گی اسے۔۔۔ میں مار ڈالوں گی تمہارے تمہارے بچے کو۔۔

ابرش ٹوٹے لفظوں سے بولی۔۔

ابرش تم پاگل ہو چکی ہو۔۔ تم پاگل ہو چکی ہو۔۔ تمہیں ہوش بھی ہے تم کیا کر رہی ہو۔۔ تم اپنے بچے کو مار رہی تھی۔۔ تم یہ کیسے کر سکتی ہو؟؟

READERS CHOICE ?? bluddy women, What the hell

Are you losted your mind??

۔ زاران سرد آواز میں پوری قوت سے گرج اٹھا تھا۔۔

رمز عشق نور آصف

وہ ضبط کی انتہاؤں پر تھا۔۔ اسے خود پر کنٹرول کھور ہا تھا۔ رنگ غیض و غضب سے شدید سرخ پڑ رہا تھا۔۔ وہ گہرے سانس لیتے ابرش کو سرخ آنکھوں سے دیکھ رہا تھا
ہاں میں پاگل ہو چکی ہوں۔۔ تم نے مجھے پاگل کر دیا ہے۔۔ اس حویلی کی اونچی دیواروں نے میرے حواس سلب کر دیے ہیں۔۔ اس لیے میں یہاں نہیں رہنا چاہتی۔۔
چھوڑو مجھے۔۔ میں تمہارے بچے کو نہیں چھوڑوں گی۔۔ وہ اس کے حصار سے خود کو چھڑواتی فرش پر گری پلڑ کی طرف بڑھی تھی۔۔

ضبط کا پیمانہ لبریز ہوا تھا۔۔ وہ مزید اپنے غصے پر کنٹرول نہیں کر سکا تھا۔
زاران نے اسے کلائی سے جکڑے اپنے مقابل کرتے اس کے گال پر پوری قوت سے تھپڑ دے مارا تھا۔۔
ابرش اپنے گال پر ہاتھ رکھے لرزتے ہوئے زاران کو دیکھ رہی تھی۔ جو گہرے سانس بھرتا اب اپنے ماتھے کو سہلا رہا تھا۔۔

ابرش اب دیوار کے ساتھ لگے بالکل خاموش ہو گئی تھی۔۔

وہ پتھرائی کیفیت سے زاران کو دیکھ رہی تھی۔
READERS CHOICE

تم نے۔۔۔ تم نے۔۔۔ مجھ پر پھر سے ہاتھ اٹھایا۔۔ تم نے اپنا وعدہ توڑ دیا۔۔ تم جھوٹے ہو زاران
۔۔۔ جھوٹے ہو۔۔ ابرش کو اپنے ہی لفظ جیسے کسی کھائی سے آتے سنائی دیے۔۔

رمز عشق نور آصف

وہ زخمی نگاہوں سے اب زاران کو دیکھ رہی تھی۔۔

تم بھی ایک بیوفا پاگل عورت ہو۔۔ جس نے میری زندگی برباد کر دی۔۔ مجھے افسوس ہو رہا ہے آج تم سے محبت کرنے کا۔۔ تمہیں اپنی بیوی بنانے کا۔۔ زاران نے سرد بریلے لہجے میں کہتے اسے بازو سے پکڑا تھا۔۔ وہ جیسے گرنے کو تیار تھی۔۔ وہ گرنے والے مضبوطی سے بازو سے تھام گیا تھا۔۔

اب وہ لب بھینچے اس کے گال پر اپنی انگلیوں کے نشان دیکھ رہا تھا۔

کیوں؟؟ کیوں؟؟۔۔ وہ بے بسی اور کرب کی کیفیت میں اسے کندھوں سے تھامے حلق کے بل چیخا تھا۔

کیونکہ تم ایک بے وفا انسان ہو۔۔ بے وفا جھوٹے انسان۔۔ جس کی میرے نزدیک کوئی اہمیت نہیں ہے۔۔ تمہیں اپنا بچہ چاہیے مجھ سے۔۔ اس لیے میں تمہارے بچے کو مارنا چاہتی ہوں۔۔ ابرش آنکھیں میچے ہوئے بولی تھی۔۔ بہت سے آنسو اس کی بند پلکوں سے گرتے عارض کو بھگور رہے تھے۔ وہ اب اس ستم گر کو دیکھنا نہیں چاہتی تھی۔

ابرش اگر تم نے میرے بچے کو نقصان پہنچایا۔۔

میں تمہیں جان سے مار ڈالوں گا سمجھی تم۔۔ زاران بے بسی کی انتہا پر بولا تھا۔۔ وہ اس کے عارض پر اپنی انگلیوں کے نشان دیکھتا خود پر قابو پا گیا تھا۔۔ ورنہ ایک بار پھر سے اس کے منہ سے یہ سن کر اس کی آنکھوں

رمز عشق نور آصف

میں خون اتر اٹھا۔ اس کی گردن کی پھولتی رگیں اور خون اتری آنکھیں گوا تھیں وہ بہت مشکل سے خود پر قابو پائے ہوئے ہے۔ اس کے عارض پر اپنی انگلیوں کے نشان اس کا دل چیر رہے تھے۔ سامنے کھڑی لڑکی اس کی محبت تھی۔ اور اک کے بطن میں اس کا بچہ تھا۔ اور زاران خانزادہ کو وہ دونوں ہی بہت عزیز تھے۔

تو مارڈالو زاران خانزادہ۔ کیونکہ میں اپنے بچے کو اپنی جیسی زندگی گزراتے نہیں دیکھ سکتی۔ جو محرومیاں میں نے سہی ہیں۔ ان محرومیوں میں اسے پلتا ہوا نہیں دیکھ سکتی۔ جب اس بچے کا باپ اس کی ماں کا نہ ہوا وہ اس بچے کا کیسے ہو گا۔ ابرش آنکھیں کھولتے زاران شال دونوں ہاتھوں میں جکڑتے ہذیانی چیخی تھی۔ ابرش مجھے تم اور یہ بچہ اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ کیوں ایسا سوچ رہی ہو؟؟۔ مجھے تم دونوں سے بڑھ کر کچھ نہیں ہے میری جان۔ زاران اس کا چہرہ نرمی سے اپنے دونوں ہاتھوں میں تھامتے ہوئے بولا۔ وہ اس کی ہذیانی کیفیت سے پریشان ہوا تھا۔ وہ اس وقت حواس میں نہیں لگ رہی تھی۔ زاران تڑپتے ہوئے اس کے گال پر انگلیوں کے نشان پر نرمی سے انگلیاں پھیرنے لگا۔

وہ اس پر ہاتھ نہیں اٹھانا چاہتا تھا اور ایسی حالت میں وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ وہ اس پر ہاتھ اٹھائے یا سختی کرے۔ مگر وہ سمجھ نہیں پا رہا وہ اس کے ساتھ کیسا سلوک کرے۔۔۔ وہ رات سے کرب کی کیفیت میں تھا۔ وہ اس کی اور اپنی محبت کی نشانی کو مارنا چاہتی ہے۔

رمز عشق نور آصف

یہ اس کے لیے بہت تکلیف دہ تھا۔ اس کی روح تک گھائل ہو چکی تھی۔ وہ غم و غصے سے جیسے پاگل ہو رہا تھا۔ اس کے اعصاب ساکت ہو رہے تھے۔ رگوں میں دوڑتا خون لاوے کی طرح بھڑک رہا تھا۔ تم جھوٹے ہوزاران۔۔ تم ہمیشہ ایسے کرتے ہو۔۔

مجھ سے وعدے کرتے ہو پھر توڑتے ہو۔۔ وعدہ کیا تھا مجھ پر ہاتھ نہیں اٹھاؤ گے۔۔ وعدہ کیا تھا مجھ پر کبھی چلاؤ گے نہیں۔ وعدہ کیا تھا صرف میرے رہو گے۔۔ تمہیں تمہیں اپنا ہر رشتہ پیارا ہے۔۔

بس تمہیں مجھ سے محبت نہیں ہے۔ وہ اس کے سینے سے لگتے ہوئے شدت سے رو دی تھی۔۔ ابرش تم مجھے بہت عزیز ہو۔۔ بہت محبت کرتا ہوں تم سے۔ ہر رشتے کی طرح تم بھی مجھے بہت پیاری ہو۔۔ زاران اسے اپنے سینے میں نڑی سے بھینچے بولا۔ تم جھوٹ کہہ رہے ہو اس کے سینے کے ساتھ لگی سسک پڑی تھی۔۔ وہ نرمی سے اس کی کمر سہلا رہا تھا۔۔

ابرش اس کی شال مٹھیوں میں جکڑے بری طرح رو رہی تھی۔۔ یکدم اس کی نگاہ اس کی شال پر موجود گلابی لپ سٹک کے نشان پر پڑی۔۔ وہ کرنٹ کھا کر اس سے دور ہوئی تھی۔ ابرش نے بے یقینی سے زاران کو دیکھا تھا۔

رمز عشق نور آصف

زاران تم مجھے پاگل کہتے ہو۔ میرے ہر ایکٹ کو پاگل کہتے ہو کیا صفائی دو گے تم مجھے اس کی۔۔ کیا وجہ دو گے مجھے اپنی بیوفائی کی۔۔ میں تمہاری ضرورت پوری نہیں کرتی۔ تمہارا حق ادا نہیں کرتی۔۔ تمہیں بستر پر خوش نہیں رکھتی جو تمہیں کسی اور کی ضرورت پڑ گئی ہے کہ تم سے برداشت نہیں ہو جو پلو شہ کے ساتھ یہ سب کر رہے ہو۔

تم نیچے اپنی مورے کے پاس نہیں بلکہ پلو شہ کے کمرے میں اس کے ساتھ رہے سب کر رہے تھے ابرش اس کی شال کو دونوں ہاتھوں سے جھٹکتے ہوئے روتے ہوئے بولی۔ کیا کر رہا تھا میں پلو شہ کے ساتھ؟؟ زاران نے حیرانگی سے ابرش کو دیکھتے اپنی شال کو دیکھا جہاں گلابی لپ سٹک کا نشان تھا۔۔

وہ غلط سے اپنی مٹھی بھینچ گیا تھا۔۔ پلو شہ لاونج میں جب اس سے ٹکرائی تھی یہ نشان تب ہی پڑا تھا۔ ابرش ایسی کوئی بات نہیں ہے۔۔ تم غلط سمجھ رہی ہو۔۔

(مزید ناول پڑھنے کے لیے اس لنک کو سرچ کریں)

READERS CHOICE

For more novel kindly Google this link

اسلام علیکم!

ہمارے اور گرد بہت سے کردار ہیں جن کو ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو بخوبی لکھ سکتے ہیں تو اٹھائے قلم اور لکھ دیجئے ایک ایسی کہانی جو دلوں کو چھو لے اور ان کرداروں کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے اپنی صلاحیت کو بھی اجاگر کریں۔ ریڈرز چوائس

<https://ezreaderschoice.com> آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے کہ جہاں آپ اپنی قابلیت کا لوہا منوا سکیں۔ آج ہی ہمیں اپنی تحریر ارسال کریں جس کو ہم ایک ہفتے کے اندر اپنی ویب سائٹ اور دیگر سوشل میڈیا گروپ میں شامل کریں گے۔

مزید تفصیلات کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

واٹس ایپ نمبر کے لیے ابھی میل کیجئے

Facebook ID: <https://www.facebook.com/mubarra1>

Email address: mobimalik83@gmail.com

readerschoicemag@gmail.com

Facebook groups : **Readers Choice,**

ایسی ہی بات ہے۔۔ تمھاری کوئی ایکسپینیشن اب میرے نزدیک اہمیت نہیں رکھتی۔۔ مم میرے قریب
مت آنا۔۔ تمھیں مبارک ہو۔ تمھاری زندگی میں دوسری عورت۔۔۔۔۔
تم اب صرف اس کے ہی رہنا۔۔ میرے قریب مت آنا۔۔ تمھیں تمھارے خاندان کی عورت مبارک
ہو۔۔۔۔۔ مبارک ہو تمھیں تمھاری بیوفائی۔۔۔۔۔ وہ ٹوٹے لفظوں سے بولتے ہوئے سسک پڑی
تھی۔۔ اس نے اپنے چکراتے سر کو تھامتے دیوار کا سہارا گیا تو زار ان اسے بازو سے جکڑ گیا تھا۔
ابرش اس ٹاپک پر ہم بات کریں گے۔۔ تمھیں ساری وضاحت دے دوں گا۔ ابھی خاموشی سے ناشتہ
کرو۔۔
پھر ہم ڈاکٹر کے پاس چلیں گے۔۔ مزید بحث تم نہیں کرو گی۔۔ نہ ہی اس وقت تمھاری کوئی بات
سنوں گا۔۔

رمز عشق نور آصف

زاران نے اس کے الزامات پر لب بھینچتے کافی سختی سے ہوئے کہتے اس کی آنکھوں میں اپنی سرخ سرد آنکھیں گاڑھیں۔۔۔ اس کے بازو پر بھی اپنی گرفت کافی مضبوط کی تھی۔۔۔ وہ اس کی بیوقوفی پر اپنے بچے کا نقصان نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

وہ خاموشی سے اس کی طرف دیکھنے لگی تھی۔۔۔

ناشتہ کروا برش۔۔۔ زاران نے سختی سے اپنے لفظوں پر زور دیا

ابرش نے اپنے بازو سے زاران کی مضبوط گرفت چھڑوائی۔۔۔ جسے زاران نے چھوڑ دیا تھا۔ وہ خاموشی سے صوفے کی جانب بڑھی تھی۔۔۔ ٹیبل پر رکھی ٹرے سے سینڈوچ اٹھا کر کھانے لگی۔

زاران اپنی گھنی بئیر ڈپر ہاتھ پھیرتے لب بھینچے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ جو سینڈوچ کے ساتھ فریش اورنج جو س کے گلاس سے گھونٹ گھونٹ بھر رہی تھی۔۔۔

چہرہ سرد ٹپاٹ تھا۔۔۔ زاران اس کے تاثرات سے سمجھ گیا تھا وہ فنی طور پر اس کے غصے اور سرد پن سے

خائف ہوتے ناشتہ کر رہی ہے۔۔۔ زاران نے غصے سے جھنجھلاتے ہوئے اپنے منہ پر ہاتھ پھیرا تھا اور اپنے گلے سے شال اتار کر زمین پر پھینکتے وہ ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا تھا۔

رمز عشق نور آصف

کبھی مارا ہے میں نے تمہیں؟؟۔ تمہارے کسی بھی بدن کے حصے کو جلایا ہے۔۔ جو تم مجھ سے یہ سب ایکسیکٹ کر رہی ہو۔ اس کی آنکھوں میں خوف اچھا نہیں لگ رہا تھا۔۔ وہ اتنا بھی اب بے رحم نہیں تھا۔۔

آپ کی سزا کا طریقہ زیادہ بے رحم تھا۔۔ جلایا اور داغاتو ہے آپ نے میرے بدن کو اپنی بے رحم شدتوں سے۔۔ اپنی آگ جیسی قربت میں مجھے دن رات جھلسایا ہے۔۔ آپ ہر رات مجھے سزا دیتے تھے۔۔ حور نے بہتی نگاہوں اور شبی لہجے میں شکوہ کیا۔۔

ارحام اس کے شکوے پر لب بھیج گیا تھا۔ اس کے آنسو اسے سزا دینے سے روک رہے تھے۔۔۔ ابھی بہت سی سزائیں ہیں۔ ابھی تمہیں بتاؤں گا کہ بے رحمی کیا ہوتی ہے؟؟ جلنا کیا ہوتا ہے؟؟۔ تڑپ کر جان کیسے نکلتی ہے؟؟ آج تمہیں سب بتاؤں گا۔۔

تمہارا طریقہ بھی الگ ہے؟؟ کیسے تم میری جان نکالتی ہو۔ کیسے تم مجھے جلاتی تڑپاتی ہو۔۔ کیسے مجھے تڑپاتی ہو۔ کتنے آگ کے دریا تم نے میری رگوں میں دوڑا دیے ہیں۔ مجھے رگوں میں خون کی جگہ آگ دوڑتی محسوس ہو رہی ہے اور اسی آگ میں تمہیں جھلساؤں گا۔

رمز عشق نور آصف

وہ انگارے چباتے ہوئے بولا تھا اور اس کا چہرہ خود سے قریب کرتے اس کے لبوں کو اپنے لبوں میں دبا گیا

ت۔

مقابل کا لمس سچ میں انگارہ لیے ہوئے تھا۔۔۔ حور کو لگا تھا جیسے کسی نے اس کی سانسوں پر جلتا انگارہ رکھ دیا

ہو۔

وہ بن آب مچھلی کی طرح اس کے دہشت زدہ لمس پر تڑپ اٹھی۔۔۔

وہ کافی دیر تک اس کے لبوں پر اپنا تسلط جمائے رہا۔ اس کی شدت سے حور کی سانسیں رکنی لگی تھیں۔۔۔ وہ جھلس کر راکھ ہو رہی تھی جیسے۔۔۔

ارحام کافی دیر تک اس کی سانسوں کو اپنی سانسوں میں جکڑے اس کے ہونٹوں پر اپنا جنون اتارتا رہا۔۔۔
حور اس کے حصار میں لرزتے ہوئے بنا کسی مزاحمت کے اس کا جنون اپنے ہونٹوں پر برداشت کر رہی تھی۔ اس کی شدتیں سہتے وہ مزاحمت کم ہی کرتی تھی۔ اس کے ہی سینے میں سمائے بری طرح سسک پڑتی تھی۔۔۔ کیونکہ مزاحمت پر اس کی جنون خیزیوں میں مزید اضافہ ہو جاتا تھا۔ ابھی بھی وہ سسکتے ہوئے اس کا آگ جیسا لمس برداشت کر رہی تھی۔ وہ بری طرح ڈر گئی تھی کہ مقابل کے آگ جیسے لمس پر۔۔۔ اگر ان ہونٹوں پر اس کے جنون کا یہ عالم تھا تو اس کے بدن کے باقی حصوں کا کیا ہو گا۔

رمز عشق نور آصف

حور کی آنکھوں سے موتی ٹوٹ کر رخ پر برس رہے تھے۔۔۔ ارحام نے اس کا لرزتا اور اس کے آنسو محسوس کرتے اس کے بالوں پر اپنی گرفت مزید مضبوط کرتے اس کے لبوں کو آزادی بخشی۔۔۔ وہ اس کی شدت سے قندھاری ہو چکے تھے۔۔۔ ارحام نے اس کے آنسو دیکھتے مشتعل ہوتے اسے خود سے دور کرتے صوفے پر دھکیلا۔۔۔ ارحام نے صوفے پر بیٹھتے دوبارہ سے سگریٹ سلگا کر لبوں میں دبایا تھا۔ ارحام کی گرفت سے آزادی ملنے پر حور جلدی سے صوفے سے اٹھی۔۔۔ اس سے پہلے وہ آگے بڑھتی ارحام اسے کلائی سے جکڑے اپنی لپ پر بٹھا چکا تھا۔۔۔

کہاں جا رہی تھی؟؟۔۔۔ سلگتے ہوئے پوچھا۔۔۔ اس کا دور جانا برداشت نہیں ہوا تھا۔۔۔ اپنے لمس سے آزادی دی تھی۔۔۔ خود سے رہائی نہیں جو وہ اس سے دور جائے۔۔۔

مم میں چیخ کرے۔۔۔ حور نے اپنے سٹریپ اپنے کندھوں پر ایڈجسٹ کرتے نظریں جھکائے کہا.. اس کا حلیہ اب پہلے سے بھی بدتر ہو چکا تھا۔ خفت اور شرم سے ارحام سے نظریں نہیں ملائی جا رہی تھیں۔ کیوں؟؟ ارحام نے اس کی ٹھوڑی اوپر اٹھائے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ابرو اچکائے سرد لہجے میں پوچھا۔۔۔

بہت شارٹ ہے۔ حور روہانسی ہوئی تھی۔۔۔

پہلے کبھی نہیں اس طرح کی شارٹ میرے سامنے پہنی۔۔۔ ارحام نے سرد لہجے میں استفسار کیا۔۔۔

پہنی ہے۔۔۔ ارحام کے سوال پر سرخ پڑی تھی۔۔۔ اس کی آواز شدت سے بھیگی تھی۔۔۔

رمز عشق نور آصف

تو آج کیا مسئلہ ہے؟؟ کیا میرا حق ختم ہو چکا ہے تم پر۔۔ یا پھر اپنے باپ کے گھر آتے ہوئے سارے حق ختم کرنے کا سوچ کر آئی تھی۔۔

ارحام نے اس کے بالوں پر اپنی گرفت مضبوط کرتے غراتے ہوئے وہی سوال کیا جو اس کی دل کی دنیا تہہ بالا کیے ہوئے تھے۔

حور ارحام کی بات پر بنا کوئی جواب دیے نظریں جھکا گئی تھی۔۔

وہ اس کی خاموشی اور اس کی جھکی نظریں دیکھ کر پاگل ہوا تھا۔۔۔ اس نے اس کے خوف سے جھوٹ بولتے ہوئے بھی اس کی بات کی تردید نہیں کی تھی۔۔ یعنی وہ اس سے رشتہ ختم کرنے کا سوچ رہی ہے۔۔ وہ اس کے ساتھ اپنا تعلق توڑنے کا سوچ کر ہی اس کی حویلی سے نکلی تھی۔۔

ارحام کے بدن میں شعلے سے بھڑکے۔۔

کیا پوچھ رہا ہوں تم سے۔؟؟ کیا سوچ کر آئی تھی میری حویلی سے؟؟ کیوں باہر قدم رکھا تھا۔ ارحام نے حور کا جبرہ دبوچتے غراتے ہوئے پوچھا۔۔

ارحام مم۔۔۔ میں۔۔۔ حور نے گھٹی گھٹی آواز میں کہتے اپنا جبرہ چھڑوانے کی ناکام سعی کی جس پر وہ گرفت بڑھائے جا رہا تھا۔

کیا مم میں جواب چاہیے مجھے۔۔۔۔ مردان خانے میں قدم کیوں رکھا تم نے؟؟ ارحام نے دھاڑا۔۔

رمز عشق نور آصف

ارحام وہ مم میں۔۔۔۔۔ وہ بمشکل بولی تھی۔۔ وہ اس کے نازک گالوں پر اپنی انگلیوں کا دباؤ بڑھاتے جا رہا تھا۔

ارحام نے اس لبوں سے گھٹی گھٹی سسکیاں سنتے اس کا جبرہ ایک ہی جھٹکے سے چھوڑا۔ مردانے میں قدم کیوں رکھا؟؟۔۔ ارحام نے اب اپنی کھردی انگلیاں اس کی نائٹی کے نیچے اس کی برہنہ کمر میں سختی سے گاڑتے اسے باور کروایا کہ وہ اس کے جسم و جاں کا مالک ہے۔۔ اس کا ہاتھ رک نہیں رہا تھا۔۔ ارحام کی سختی پر وہ سسک کر رہ گئی۔۔

جواب چاہیے مجھے حور۔۔ خاموش مت رہو۔۔ تم مردان خانے میں کیوں گئی؟؟۔۔ ارحام نے اس کی نازک کمر اپنی مٹھیوں میں بے دردی سے بھرتے اپنا سوال داغا۔۔
پاپا کاسن کر گئی تھی۔۔ اتنے مہینوں بعد ان کا سن کر میں خود پر کنٹرول نہیں کر سکی ارحام۔۔۔۔۔ حور نے سسکی لیتے ہوئے کہا۔۔

اس کے گرم ہاتھ اب اس کے بدن پر اپنا مکمل حق جتاتے اپنی ہر حد پار کر رہے تھے۔۔ اس کے بے باک اور بے رحم لمس پر وہ کپکپا کر رہ گئی۔
کون کون تھا مردانے میں؟؟ ارحام کے سوال پر اس کی سانسیں سینے میں دبتے خاموش ہوئیں تھیں۔

رمز عشق نور آصف

جانتی تھی مقابل اسے کسی غیر مرد کے سامنے برداشت نہیں کر سکتا۔ وہ اس دن بغیر کسی چادر بغیر دوپٹے کے ادھر وجود تھی۔

کتنے ہی مرد تھے اس دن ادھر مردان خانے میں۔ اسے تو مقابل کی آنکھوں کی سرد مہری اور سرخی کی وجہ اب سمجھ آئی تھی۔ آنکھوں میں سرخی اور سرد مہری کے ساتھ ساتھ آنکھوں میں گہرا شکوہ بھی تھا۔
حور نے ساکت نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔ اپنا قصور پوری طرح سمجھ آ گیا تھا۔

وہ کرب سے اس کی آنکھوں میں شکوہ کناں نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔
وہ اس کے سوال کا جواب کسی صورت نہیں دے سکتی تھی۔ وہ بے بسی سے لب کاٹ گئی۔

answr me damm it---Dont look like that

ارحام بر فیلے لہجے میں چیخا۔

حور اس کی چیخ پر بری طرح لرزی۔

ارحام وہ۔۔۔۔۔ حور اتنا کہہ کر بے بسی سے رودی تھی۔

کون کون تھا حور؟؟۔۔ مجھے بھی تو پتہ چلے۔۔ میری بیوی بغیر کسی چادر کے اپنے حسن اور بدن کی رعنائیاں لے کر کتنے مردوں کے درمیان گئی تھی۔ ارحام اسے صوفے پر دھکیلتے اٹھا تھا۔ اپنے ہی سوال نے آگ لگائی تھی۔

رمز عشق نور آصف

وہ اب کمرے کے وسط میں سگریٹ سلگائے لبوں میں دبائے چکر لگا رہا تھا۔

حور صوفی پر بیٹھی اسے بھیگی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔

کون کون تھا وہاں حور۔؟؟۔۔ وہ چکر لگاتا ہوا بھوکے درندے کی مانند جیسے غرایا۔۔

حوراس کی غراہٹ پر لرزاٹھی تھی۔

ارحام وہاں۔۔۔ داجی۔۔۔ زار ان لالا۔۔۔ پیپا۔۔۔ وہ اتنا کہہ کر خاموش ہوئی تھی۔۔۔

اتنے ہی لوگ تھے کیا؟؟ ارحام نے اس کے قریب آنا ایک پاؤں صوفے پر اس کے قریب رکھتے ہوئے

اس کے بالوں کو جکڑے سرد آواز میں پوچھا۔

اور بھی تھے۔۔ حور نے بمشکل کہتے سسکی لی۔۔

کون کون؟؟ اس نے سرد لہجے میں اپنے لفظوں پر زور دیتے استفسار کیا۔

[illegible]

بالوں سے جکڑے کھڑا کرتے اپنے مقابل کرچکا تھا۔

کیوں گئی تم حور؟؟ اس طرح سب کے سامنے؟؟ تم نہیں جانتی کہ تمہاری عزت کے ساتھ میری عزت

جڑی ہے۔۔ تم نہیں جانتی مجھے تم پر کسی کی نظر گوارا نہیں۔۔ پھر کیوں گئی؟؟۔۔ ارحام کی آنکھوں کی

سرخى بڑھى۔۔

رمز عشق نور آصف

حور خاموشی سے اسے بھیگی نگاہوں سے دیکھ کر رہ گئی۔

ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا تم حور سلطان شاہ نہیں۔۔۔ ارحام خانزادہ ہو۔۔۔ آئندہ تم نے خود کو کسی غیر مرد کے سامنے عیاں کیا۔۔۔ میں تمہاری سانسیں چھیننے میں پل نہیں لگاؤں گا۔۔۔ آج رات تمہیں اس کا ڈیمو دکھاؤں گا۔ تاکہ تم آئندہ ایسی حرکت کرتے سو بار سوچو۔۔۔ وہ اسے بے دردی سے بیڈ پر دھکیل چکا تھا۔۔۔ حور نے اوندھے منہ بیڈ کے نرم گدے پر گرتے پلٹتے ہوئے ارحام خانزادہ کو دیکھا جو اپنی پینٹ کی بیلٹ اتار رہا تھا

لک یہ کیا کر رہے ہیں ارحام۔۔۔ حور خوفزدہ نگاہوں سے ارحام کو دیکھتے ہوئے بے یقینی سے بولی۔۔۔ مقابل سے اسے اس بات کی امید نہ تھی۔ وہ اس کی حویلی میں نہیں تھی۔۔۔ وہ اس وقت شاہ مینشن میں تھی۔ ایسا سلوک تو اس نے اپنی حویلی میں بھی نہیں کیا تھا۔
تمہیں کیا لگتا ہے؟؟ وہ بیلٹ کو اپنے ہاتھ میں لپیٹے اس کی طرف بڑھا۔۔۔

حور خوفزدہ ہوتے بیڈ کراؤن کے ساتھ جا لگی۔۔۔ آنکھوں میں خوف کی پرچھائی لہرائی۔
ماریں گے مجھے۔۔۔ حور نے بے یقینی سے ارحام کو دیکھا۔۔۔

جی تو یہی کر رہا ہے۔۔۔ ارحام ایک ہی جست میں اس تک پہنچتے اس کے گرد اپنا گھنٹہ جماتے اس پر جھکا۔۔۔

رمز عشق نور آصف

جی تو یہی کر رہا ہے۔۔ اس بیلٹ سے تمہارے خوبصورت بدن کو نشانوں سے بھر دوں۔۔ تمہیں اڈھیڑ کر رکھ دوں۔۔

مگر میں مجبور ہوں حور۔۔۔ میں ایسا نہیں کر سکتا۔۔ تمہیں چاہ کر بھی کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکتا۔۔ سوچ کر یہی آیا تھا تمہیں زندہ جلادوں کا اور تمہارے ساتھ خود کو بھی جلادوں کا۔۔ مگر تمہارے یہ آنسو تمہاری بھگی خوفزدہ نگاہیں جو مجھے کل تک سکون دیتے تھے۔۔ میری مردانہ آنا کی حس کو تسکین پہنچاتے تھے۔

آج میرا سکون چین سب لوٹ لیتے ہیں۔ ارحام نے سرد انداز میں کہتے اس کی کلائیوں کو اوپر کی جانب کی لے جاتے ہوئے بیلٹ سے باندھیں۔

ارحام یہ کک کیا کر رہے ہیں۔۔ حور سہمتے ہوئے چیخ اٹھی۔۔

شش خاموش۔۔ ارحام نے اپنے ہونٹوں پر انگلی جمائے اسے خاموش رہنے کو کہا۔۔

حور اس کی سرد غیض و اشتعال کی سرخ آنکھوں میں دیکھتے خاموش ہوئی۔۔ وہ کیا کرنے والا تھا وہ سمجھ نہیں پائی تھی۔

وہ کب اس کے حصار میں مزاحمت کرتی تھی۔۔ اس کے پہاڑی وجود کے نیچے وہ سانس بمشکل لیتی تھی کجا کہ مزاحمت کرتی تو اسے اس کے ہاتھ باندھنے کی کیا ضرورت پڑی۔۔

رمز عشق نور آصف

حور تخر ذذدہ ارحام خانزادہ کو دیکھ رہی تھی جو سرخ آنکھوں سے اسے گھورتا پتہ نہیں اس سے کیا چاہتا تھا۔

وہ اس کی بندھی ہوئی کلائیوں کو اپنے ہاتھ سے جکڑے

اس پر مکمل طور پر حاوی ہوا۔

وہ اس کے لبوں کو اپنے لبوں میں بری طرح قید کر گیا تھا۔

حور اس کا ظالمانہ ایکٹ برداشت کر رہی تھی۔۔

حور کی سانسیں اٹک رہی تھیں۔۔ تھوڑی دیر بعد ارحام نے اس پر رحم کھاتے ہوئے اس کی کلائیاں بیلٹ

سے آزاد کیں مگر اس کی لبوں کو اپنے لبوں سے آزاد نہیں کیا تھا۔۔ شاید اسے اس پر رحم آگیا تھا۔۔ کیونکہ

اس کا لمس کافی نرم ہو چکا تھا۔

وہ اس کی کلائیاں سختی سے جکڑے اس کے لبوں پر اپنا نرم لمس بکھیر رہا تھا۔

اس کی کلائیوں پر اس کی انگلیوں کے بے رحم نشان پڑ چکے تھے۔۔

حور اس کی بے رحم گرفت پر اب ساکت ہوئی تھی۔۔

ارحام نے اس کے لبوں کو آزاد کیا تو وہ اسے شبیہ آنکھوں سے دیکھتے نروٹھے انداز میں رخ پلٹ گئی تھی۔

اس کے گرم نرم لمس سے وہ سمجھ چکی تھی۔۔ اس کا غصہ اس پر اتر چکا ہے۔۔ پچھلے کچھ عرصے سے وہ اس

کے لیے ایسا ہی تھا۔

رمز عشق نور آصف

وہ اپنا جنون اس پر ڈھاتے ڈھاتے اس کے ساتھ نرم ہو جاتا تھا۔۔۔ بے شک وہ اسے رات رات بھر اپنی پناہوں سے آزاد نہیں کرتا تھا۔۔۔ مگر اس کی آنکھوں اور اس کی شدتوں میں اب اس کے لیے غصہ نہیں ہوتا تھا۔۔۔ مگر اس کے لیے تو اس کی آگ جیسی قربت ہی کافی تھی۔۔۔ وہ اس کی نرمی سہنے کی بھی مجاز نہ تھی۔

ارحام اپنی بے ترتیب سانسوں کو درست کرتے اس کی پشت کو دیکھتا رہا جو باریک نائی سے اپنے جلوے دکھا رہی تھی۔۔۔ ارحام نے اس کی نیٹ کی گاؤں میں ہاتھ ڈالتے اسے دو حصوں میں تقسیم کر دیا تھا۔۔۔ حور کی دبی دبی سسکیاں گونجنے لگی تھیں۔ وہ اس سے اپنی ناراضگی ایسے شوکر رہی تھی۔ جانتی تھی مقابل پریشان ہو جائے گا۔ اور یہ بھی جانتی تھی وہ ظالم بے رحم انسان کسی صورت اسے اپنی پناہوں سے آزادی نہیں دے گا۔

اس کی گرم انگلیاں اب اس کی پشت پر رینگ رہی تھی۔۔۔ ارحام نے اسے کندھے سے تھام کر سیدھا کیا۔۔۔ اس کے لبوں پر نرمی سے اپنا انگوٹھا پھیرا جو سرخ ہو رہے تھے۔۔۔

تمہیں کیا لگا تھا میں تمہیں پر یزے کی وجہ سے ڈانٹوں گا یا سزا دوں گا۔۔۔ ایسا کیسے کر سکتا ہوں میں بھلا میری جان؟؟۔۔۔ تم میرا کتنا ہی نقصان کیوں نہ کر ڈالو۔ تمہیں کچھ نہیں کہہ سکتا۔۔۔

تم پر بہت غصہ ہے بہت زیادہ ہے۔۔۔۔۔ صرف اس بات پر تم کیوں بے پردہ گئی سب کے سامنے؟؟

رمز عشق نور آصف

یقین مانو۔۔۔ ابھی بھی میں جیسے مر رہا ہوں۔۔

تمہیں کوئی نظر بھر کر بھی دیکھے مجھے آگ لگ جاتی ہے۔۔ ایک دہکتی ہوئی آگ میرے اندر مجھے بھڑکتی محسوس ہوتی ہے۔ جی کرتا ہے ساری دنیا کو جلا کر راکھ کر دوں۔۔

تم صرف میری ہو۔۔ تم پر ذرا سا بھی کسی کا حق برداشت نہیں ہے۔۔ کسی کی نظر برداشت نہیں ہے۔ تمہارے ایک بال پر بھی مجھے کسی کی ایک نظر گوارا نہیں ہے۔۔ تم نے کیوں اپنے بال کسی کو دکھائے؟؟۔۔ یہ خوبصورت روپ دکھایا۔۔

یہ خدا نے صرف میرے لیے بنایا ہے۔۔۔ یہ بدن کی رعنائیاں صرف میرے لیے ہیں۔
تم صرف میری ہو۔۔۔ سر سے پیر تک تم صرف میری ہو۔۔ میری ملکیت۔۔۔ وہ اس کے ایک ایک نقوش کو دیوانہ وار چومتے گھمبیر لہجے میں بول رہا تھا۔۔

اس کے بوسوں کی بو چھاڑ پر حور کا چہرہ جیسے جھلس رہا تھا۔ اتنا تپش زدہ اس کا لمس تھا۔۔ وہ جیسے پگھل کر فنا ہو رہی تھی۔۔ ارحام کے دہکتے لب اور اس کا گرم بدن اسے پل میں پسینے میں نہلا چکا تھا۔
ارحام۔۔۔ حور نے خوفزدہ ہوتے اپنے کانپتے ہاتھوں سے دور کرنے کی کوشش کی۔۔ وہ اس کی کلاسیاں جکڑے اس کی گردن پر جھک چکا تھا۔۔

--

رمز عشق نور آصف

وہ اس کی گردن کو جھلسانے کے بعد اس کی بند آنکھوں کو اپنے لبوں کی تپش سے دہکانے لگا۔۔۔ حور کی گھنیری پلکوں پر وہ اپنے لب بہت نرمی سے رکھ رہا تھا۔۔۔

حور ارحام خانزادہ کی ہے۔۔۔ صرف ارحام خانزادہ کی ہے۔۔۔ ارحام اس کی آنکھوں میں دیکھتا دیوانگی کے عالم میں بولا۔۔۔

حور نے گھبراتے ہوئے ارحام کو دیکھا جس کی آنکھوں میں سرخی بڑھتی جا رہی تھی۔۔۔
تم صرف ارحام کی ہو۔ ارحام نے اس کے لبوں کو مسلتے بھاری آواز میں ہے کہا۔
ہونا۔۔۔۔۔ وہ اس کی سہمی بھیگی آنکھوں میں جھانکتے بولا۔۔۔

آپ کی ہوں۔۔۔ حور نے اس کی دیوانگی سے گھبراتے سہمتے ہوئے کہا۔۔۔
مقابل کا ہر انداز جان لیوہ تھا۔ اس کی نفرت تو جان لیوہ ہی تھی۔۔۔ مگر اس کا جنون اس کی جان لمحوں میں
لبوں پر لے آیا تھا۔۔۔ وہ جب نفرت کرتا تھا تو اس کا وجود الٹ پلٹ کر رکھ دیتا تھا۔۔۔ اور آج اس کا جنون
اسے جیسے دہکار ہاتھ مار رہا تھا۔

بولو حور ارحام خانزادہ کی ہے۔۔۔ حور صرف ارحام خانزادہ کی ہے۔۔۔ وہ اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں
دیوانوں کی طرح تھام گیا۔۔۔

رمز عشق نور آصف

حور۔۔۔۔۔ حور۔۔۔۔۔ ارحام خانزادہ کی۔۔۔۔۔ کی۔۔۔۔۔ ہے۔ حور اس کی آنکھوں میں چھائی دیوانگی اور جنون دیکھتے گھبراتے ہوئے ٹوٹے لفظوں سے بولی۔۔

حور صرف ارحام خانزادہ کی ہے۔۔ بولتی رہو۔۔ کہتی رہو جان۔۔ ارحام اس کی دھڑکنوں پر اپنے لب سختی سے رکھتا بولا۔۔ اس کے بے باک بے رحم لمس پر اس کی سانسیں رکی تھیں۔ بولو۔۔۔۔۔ وہ اس کے چہرے پر جھکتا اس کی آنکھوں میں جھانکتا غرایا تھا۔۔

حور صرف ارحام خانزادہ کی ہے۔۔ حور نے جلدی سے سرا سیمگی سے کہا۔۔ کہتی رہو۔۔۔۔۔ یہی کہتی رہو۔۔ وہ پھر سے اس کے نقوش کو اپنے پر حدت لبوں کے لمس سے جھلسانے لگا۔۔

حور ارحام خانزادہ کی ہے۔۔ حور نے گہری ہوتی سانسوں سے بمشکل کہا۔۔۔۔۔ تم سا کوئی دوسرا اس زمین پہ ہوا تو

رب سے شکایت ہوگی

تمہیں چاہنے والا کوئی اور ہوا تو

قیامت سے پہلے قیامت ہوگی

رمز عشق نور آصف

ارحام خانزادہ اس کے عارض پر اپنے لبوں کی تجاوز بڑھاتا گھمبیر آواز میں بولا تو حور نے بے دردی سے اپنا لب کچلا تھا۔ نظروں کے سامنے سبز آنکھیں آئی تھیں۔۔ جن میں دیوانگی کی کچھ ایسی ہی رک دکھائی دیتی تھی۔۔

مت کیا کرو ایسا؟؟ کیوں نہیں سمجھتی ان پر صرف میرا حق ہے۔۔

ارحام اس کے لبوں کو اپنی انگلی سے اس کے دانتوں سے آزاد کر گیا تھا۔۔ حور اس کی آنکھوں کی سرخی میں اتری خماری دیکھ کر اپنی آنکھیں سختی سے میچ گئی۔۔

کتنی کشش ہے تمھاری نظر میں

تمھیں دیکھ کر ہی میں مچلنے لگا ہوں

وہ اس کی آنکھوں کو چومتے ہوئے گنگنایا تھا۔۔

حور نے اپنی آنکھیں کھولتے اس کی خماری آلود آنکھوں میں دیکھا۔۔ وہ اس کی آنکھوں میں جھانکتا گہرا مسکرایا تھا۔

READERS CHOICE

کیا بے بسی ہے کیا بے قراری
کہ بانہوں میں تیرے پگھلنے لگا ہوں
کبھی جلنے لگا کبھی بجھنے لگا ہوں

رمز عشق نور آصف

میں ہر حد سے گزرنے لگا ہوں

کبھی یہ لگے بہکنے لگا ہوں

کبھی یہ لگے میں بکھرنے لگا ہوں

وہ اس کی آنکھوں میں خماری سے دیکھتے مسکراتے ہوئے گنگنا رہا تھا۔

حور ارحام خانزادہ کا یہ روپ دیکھ کر بری طرح گھبرائی تھی۔۔۔

یہ انداز تو ارحام خانزادہ کا نہیں تھا۔۔

چلو اٹھولپ سٹک لگاؤ ان پر۔۔ ارحام نے بھاری لہجے میں کہا۔۔

حور اسکی فرمائش اور اس کی بے قراریاں دیکھ کر پریشان ہوئی۔

کک کیا؟؟ حور نے فق رنگت سے کہا۔۔

بہت آسان لفظوں میں کہا کہ اپنے لبوں کو لپ سٹک سے سجاؤ۔۔ ارحام خانزادہ نے اپنے لفظوں پر زور

دیا۔۔

کک کیوں؟؟ حور نے لرزتے لبوں سے کہا تو ارحام کی آنکھوں کی نرمی پل میں سرد مہری میں تبدیل

ہوئی۔

حویلی کے کمرے میں تو اس کے ایک حکم پر وہ چپ کر کے اس کی ہر بات مان لیتی تھی۔۔

رمز عشق نور آصف

اس کا یوں سوال کرنا اسے غصے اور اشتعال میں

مبتلا کر رہا تھا۔۔

کیا مطلب پہلی مرتبہ سجاؤ گی اپنے لبوں کو میرے لیے۔ کتنی بار سجا چکی ہو ان چھ ماہ میں اپنے لبوں کو میرے لیے۔۔ کبھی تم نے ایسے مجھ سے سوال نہیں کیا۔

۔ ارحام خان زادہ نے اسے سرخ سرد نظروں سے گھورا تھا۔۔

حور اس کی قربت میں گھبراتی تھی۔۔ مگر کبھی اس کے قریب آنے پر اس کی کسی فرمائش پر سوال نہیں کرتی تھی۔۔

اس کی فرمانبرداری اسے احساس دلاتا تھا وہ صرف اس کی ہے وہ اس کی سانسوں کا بھی مالک ہے۔
۔ تو آج کیوں مقابل سوال کر رہی تھی۔۔ آخر کیوں؟؟

کیا بدل گیا اس ایک رات میں۔۔ ارحام کا رنگ سرخ ہوا۔۔

اٹھو جان اپنے لبوں کو سرخ رنگ سے سجاؤ۔۔ تاکہ تمہارا ہر رنگ میں چرالوں۔۔ ارحام نے نرم لہجے میں کہا۔۔ لہجہ نرم مگر آنکھیں سرد تھیں۔

حور ارحام کی سرد سرخ آنکھیں دیکھتے جلدی سے ڈریسنگ مرر کی جانب بڑھی۔۔۔

ڈر سے لپ سٹک لگا کر وہ اپنے لبوں پر لگانے لگی۔۔

رمز عشق نور آصف

مرر میں نظر آتی ارحام کی بے باک نگاہوں پر وہ لرز رہی تھی۔۔۔ ارحام کی جنونیت سے خوف آرہا تھا۔۔۔ یہ تو طے تھا وہ اس ستم گر کو برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

Remove the gown

ارحام خانزادہ نے کراؤن کے ساتھ ٹیک لگائے اسے بے باک نگاہوں سے گھورتے نیا حکم جاری کیا۔ اس کے نئے حکم پر حور نے مڑ کر اسے دیکھا تھا۔۔۔

کیا ہوا ڈارلنگ۔۔۔۔۔ آدھا دھور اگاؤن اتارنے میں مشکل ہو رہا ہے میں ہیلپ کر دوں۔۔۔ ارحام اس کی آنکھوں میں تحیر دیکھتا چبھتے لہجے میں بولا۔۔۔ وہ حویلی میں ایسے ری ایکٹ نہیں کرتی تھی۔۔۔ مقابل کا دو آتشہ روپ جان لیوا تھا۔ اس کا گریزا سے مشتعل کر رہا تھا۔

حور نے ارحام خانزادہ کو دیکھتے اپنے گاؤن کو ڈوریاں اچھی طرح کس کر باندھیں۔

اور لپ سٹک ڈریسنگ ٹیبل پر پڑختے ہوئے ارحام خانزادہ کو غصے سے دیکھا تھا۔ اسے سامنے بیٹھے ستم گر سے بے حد خوف محسوس ہو رہا تھا۔ مگر جو بھی تھا وہ اس کی حویلی میں نہیں۔۔۔ شاہ مینشن میں تھی۔۔۔ ارحام خانزادہ کی نرمی بھی اس کے دل میں وقتی طور پر اس کا غصہ خوف ختم کر چکا تھا۔ وہ اب وہی حور تھی جو اس شاہ مینشن کی شہزادی تھی۔

رمز عشق نور آصف

ارحام اپنے لفظوں سے اس پر باور کروا چکا تھا وہ اسے تکلیف نہیں پہنچائے گا تو پھر وہ اپنے ہی گھر میں سامنے بیٹھے انسان سے کیوں ڈرے۔۔

ارحام نے ابروا چکائے اس کے تیور دیکھے تھے۔۔

واللہ اعلم۔۔ تمہارا ہر انداز جان لیوا ہے۔۔

پاس آؤ میرے حور۔۔ ارحام نے اسے وحشت زدہ انداز میں اسے پکارا۔ مقابل کی فرمانبرداری نہیں چاہیے تھی۔۔

لیکن وہ اپنی دسترس میں چاہیے تھی۔۔ اس کی دوری چھٹی تھی۔۔ آج رات اسے اپنی پناہوں سے وہ آزادی دینے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔

نہیں آؤں گی ارحام۔۔۔ جو مرضی کر لیں۔۔

حور اب کبھی آپ کے پاس نہیں آئے گی۔۔

آپ مجھے آج بھی صرف سزا دینے آئے ہیں۔ طریقہ کار بدل گیا ہے۔۔ کبھی ان آنکھوں میں میرے لیے نفرت ہوتی تھی جنون ہوتا تھا۔۔ میں آپ کو تب بھی سہہ نہیں سکتی تھی۔۔

آج فرق اتنا ہے نفرت ختم ہو چکی ہے۔۔ مگر جنون ویسا ہی ہے۔۔ میں آپ کو آج بھی سہہ نہیں سکتی۔۔

حور کی بات پر وہ ایک ہی جست میں اسکی طرف بڑھتا تھا۔

رمز عشق نور آصف

کیوں نہیں سہن کر سکتی مجھے؟؟۔

پہلے تو تم نے یہ لفظ کبھی نہیں بولے۔۔ آج یہ انکار کیوں؟؟ وہ اس کے دونوں اطراف میں ہاتھ جماتے ہوئے غرایا۔۔

آج حور آپ کی ان اونچی دیواروں والی حویلی میں نہیں کھڑی۔۔ جہاں سے مر کر بھی رہائی ممکن نہیں تھی۔۔

بلکہ حور شاہ مینشن میں کھڑی ہے۔۔۔ جو اس کی ذاتی ملکیت ہے۔۔۔ حور نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے بنا کسی خوف کے کہا۔۔۔

حور کی بات پر ارحام خانزادہ کی آنکھوں کی سرخی بڑھی تھی۔

پھر تو تمہیں یہ بھی لگتا ہو گا میری زندگی سے تمہاری رہائی ممکن ہے۔۔۔۔۔ وہ اس پر جھکے
تپش ذدہ لہجے میں بولا۔

ہاں۔۔۔۔۔ کیونکہ میں نے جو کیا میں اس کی سزا پا چکی ہوں۔۔ اب میرا آپ پر کوئی قرض نہیں ہے۔۔

آپ کی بیٹی بہت جلد آپ کے پاس ہوگی۔۔ سلطان شاہ کی بہت پیار ہے۔۔ کل دن کے آجالے میں

پریذے آپ کے پاس ہوگی۔۔ اور پریذے کی ماں آپ کے پاس آنے کو تیار ہے۔۔ آپ اس سے شادی کر

لیس۔۔ آپ کو اپنی محبت اور پرہیز کو اس کی ماں مل جائے گی۔۔ مجھے طلاق۔۔۔۔۔

رمز عشق نور آصف

بس۔۔۔۔۔ ایک لفظ اور نہیں۔۔۔۔۔ وہ حلق کے بل دھاڑا۔

حور نے گہرے سانس لیتے مقابل کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔

ایک لفظ اور نہیں۔۔۔ ورنہ میں بھول جاؤں گا۔ میں اس شاہ مینشن میں کھڑا ہوں۔ جو تمہاری ذاتی ملکیت ہے۔ مجھے صرف اتنا یاد رہے گا کہ تم میری ذاتی ملکیت ہو۔۔۔

اور اسی ملکیت کا فائدہ اٹھا کر تمہیں تمہارے باپ کے سامنے لے اپنے ساتھ لے کر جاؤں گا۔

آج تو یہ طلاق کا لفظ منہ سے نکالا ہے۔۔۔ اُنیندہ کبھی نہ نکالنا۔۔۔ ورنہ زبان حلق سے کھینچ لوں گا۔

۔۔۔ وہ اس کے ایک طرف ڈریسنگ مرر میں اپنا زخمی ہاتھ پوری قوت سے مارتے دھاڑا تھا۔

حور اس کی دھاڑ سے زیادہ اس کے زخمی ہاتھ سے خون ٹپکتا دیکھ کر گھبرائی تھی۔

ڈریسنگ مرر کے کانچ کی کچھ کرچیاں اس کی زخمی ہتھیلی میں پیوست ہو گئی تھی۔ حور فتنہ رنگت پھٹی پھٹی نگاہوں سے اس کے ہاتھ سے ٹپکتے خون کو دیکھ رہی تھی۔

مجھے اپنی بیٹی کو حاصل کرنے کے لیے تم یا تمہارے باپ کی پاور کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ ارحام خانزادہ

میں اتنی پاور ہے وہ اپنی بیٹی کو حاصل کر سکے۔۔۔

رہی بات اپنی محبت کو دوبارہ پانے کی۔۔۔۔

رمز عشق نور آصف

تمہیں اس بارے میں بھی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ میری محبت میرا عشق صرف میرا ہے۔۔ اسے دنیا کی کوئی طاقت بھی مجھ سے چھین نہیں سکتی ہے۔۔ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ایک ایک لفظ چباتے جتاتے لہجے میں بولا۔۔

میرا حساب کتاب تم پر کبھی ختم نہیں ہو گا سمجھی تم۔۔ خان ہوں میں مر جاؤں گا تمہیں کبھی نہیں چھوڑوں گا۔۔ مجھ سے رہائی چاہیے ہوئی تو اپنے پاؤں پر باپ کو کہنا مجھے گولی مار دے۔۔ کیونکہ زندگی میں تو میں تمہیں کبھی نہیں چھوڑوں گا۔۔ تم پر اپنا حق کبھی ختم نہیں کروں گا۔۔

my dearest beautiful wife-----Never ever

ارحام ایک ایک لفظ چباتے ہوئے شعلہ بار لہجے میں بولا۔۔

بہت غلط کیا تم نے چھ ماہ پہلے نہ صرف میرے ساتھ۔۔۔۔

بلکہ اپنے ساتھ بھی۔۔۔۔ ساری عمر اب تم صرف میری بن کر رہو گی۔۔۔۔ تمہیں میرے ساتھ گزرا

ہوا ہر لمحہ سزا لگے یا جزا گزرے گا تو میرے ساتھ ہی۔۔ ارحام غصے سے بولتا ہوا صوفے کی طرف بڑھا

تھا۔۔ اپنی شرٹ اٹھا کر پہنی۔۔ زمین پر گر اہوا اپنی ڈٹ اٹھا کروہ حور کی طرف بڑھا تھا۔

حور جو سٹل پتھرائی کیفیت میں کھڑی تھی۔۔ ارحام کو اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر وہ گھبراتے ہوئے پیچھے

ہوتی مزید ڈریسنگ ٹیبل کے ساتھ جا لگی۔

رمز عشق نور آصف

ارحام نے اس کے قریب ہوتے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالے اسے اپنے قریب کیا۔۔ وہ کٹی ہوئی ڈال کی طرح اس کے سینے کے ساتھ آگئی تھی۔۔ مقابل کا ہر روپ خوفناک تھا۔۔ وہ اس کے اس روپ سے بھی ڈر گئی تھی۔۔

کانچ کے کرچیاں ابھی تک اس کی ہتھیلیوں میں پیوست تھی۔۔ اسے اس بات کی مطلق پرواہ ہی نہیں تھی۔۔

ارحام نے وہ پینڈ ڈاس کے گلے میں پہنایا۔۔ حور نے بھیگی نگاہوں سے اپنے سینے پر جھولتا لاکٹ دیکھا تھا جس کے ہیروں پر ارحام خانزادہ کا خون ٹپک رہا تھا۔

وہ اس کی بھیگی سہمی نگاہوں کو دیکھتا بیڈ کی جانب بڑھا تھا۔۔ اپنا کوٹ ہاتھوں میں پکڑتے دروازے کی جانب بڑھا تھا۔۔

یکدم وہ رکا تھا۔۔ تمہیں اپنے باپ کے گھر جتنے دن رہنا ہے۔۔ رہو۔۔۔ مگر ایک بات یاد رکھنا۔۔۔ اس کمرے سے باہر نکلتے ہمیشہ یاد رکھنا تم حور سلطان شاہ نہیں بلکہ حور ارحام خانزادہ ہو۔۔ اور حور ارحام خانزادہ حویلی کے کمرے سے باہر نکلتے کس حلیے میں ہوتی تھی۔۔ تم اچھی طرح جانتی ہو۔۔ وہ اس کے حلیے پر قہر بار نگاہ ڈالتے ہوئے بولا۔۔

رمز عشق نور آصف

کل صبح ہونے سے پہلے شاہ مینشن میں حور ارحام خانزادہ کے لیے وہ لباس آجائے گا۔۔ جو حور ارحام خانزادہ نے ان چھ مہینوں میں زیب تن کیا ہے۔۔ کیونکہ تمہارے باپ کے پیسوں سے خریدا ہوا کوئی لباس بھی اس قابل نہیں جو میری حور پہن سکے۔۔ آئندہ اس کمرے میں بھی ایسے حلیے میں مت رہنا۔۔ تم اچھی طرح جانتی ہو تمہیں کوئی عورت بھی دیکھے مجھے براشت نہیں ہے۔۔ اور آئندہ تم نے غلطی سے بھی غلطی کی۔۔۔۔ میں تمہیں معاف نہیں کروں گا۔۔ وہ حور کو شعلہ بار نگاہوں سے گھورتا تنبیہ کرتے سرد لہجے میں گرجا تھا۔۔
حور نے اس کی گرج پر لرزتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا تھا۔
ارحام اس پر سرد نگاہ ڈالتا دروازہ دھاڑ سے بند کرتا چلا گیا تھا۔۔

زاران خانزادہ اس وقت گائناکالوجسٹ کے روم میں بیٹھا ہوا تھا۔۔ وہ اس وقت شہرام کے ہاسپٹل میں موجود تھا۔۔

READERS CHOICE

ہسپتال کی سب سے سینئر اور سپیشلسٹ گائناکالوجسٹ ڈاکٹر ذقیہ اعوان ابرش کی دوسرے روم میں الٹرا ساؤنڈ اور دوسرے ٹیسٹ کر رہی تھی۔۔

رمز عشق نور آصف

زاران بے چینی سے باہر پہلو بدل رہا تھا۔ خوب و سنجیدہ چہرے پر بے حد پریشانی تھی۔۔ وہ اپنے بچے کو لے کر بہت حساس ہو رہا تھا۔۔ ابرش کا اس کے بچے کو مارنے کی اٹیمپٹ اسے بے حد تکلیف پہنچا چکی تھی۔۔ ابرش اپنا چیک اپ کروا کرے سے باہر آئی تو زاران جلدی سے کرسی سے اٹھ کر ابرش کے قریب گیا۔۔ جو بلیک چادر میں سر سے پیر تک لپیٹی تھی۔۔۔

چہرہ سنجیدہ اور سپاٹ تھا۔۔ گلابی گال پر زاران کی انگلیوں کا نشان ابھی تک تھا زاران نے اس کے قریب جاتے اس کے نشان عارض ذدہ پر نرمی سے انگلیاں پھیرتے اسے اپنے قریب کرتے سینے میں بھینچا تھا۔

تھوڑی دیر مجھ سے دور رہی ہو۔۔ جان پر بن آئی تھی میری۔۔

ابرش بچے کے بعد میں تمہارے لیے بہت حساس ہو گیا ہوں۔۔ یہ بچہ میرے لیے بہت اہمیت رکھتا ہے۔۔ اسے کبھی تکلیف نہ دینا۔۔ چاہے میری جان لے لینا۔۔ زاران خانزادہ نے اسے خود سے الگ کرتے اس کے ماتھے پر اپنے لب نرمی سے رکھے۔۔

جانتی ہوں یہ بچہ ہی تمہارے لیے بہت اہمیت رکھتا ہے۔

اب ہمارے بیچ کا یہ تعلق صرف اس بچے کی وجہ سے ہی تو رہے گا۔۔ ورنہ تمہارے دن تو دوسری عورت کے کمرے میں گزرنے لگے ہیں۔ اب راتیں بھی گزریں گی۔۔ اور تمہارے پاس تمہاری بیوفائی کا جواب

رمز عشق نور آصف

بھی ہو گا کہ تمہیں بیوفائی کا حق خدا نے دیا ہے تمہیں دوسری شادی کے طور پر۔۔ اور دوسری شادی کا بھی جواز ہو گا کہ تم نے اپنی مورے سے دوسری شادی کا وعدہ کر کے اپنی جنت بچائی ہے۔۔ ابرش نے زاران کی آنکھوں میں دیکھتے سپاٹ لہجے میں کہا تو زاران کا چہرہ ہل میں سنجیدہ ہوا تھا۔۔ جی مسٹر زاران۔۔ ڈاکٹر ذقیہ اعوان نے چمیر پر بیٹھتے زاران اور ابرش پر نظر ڈالی جو ایک دوسرے کو سنجیدہ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

سوری ڈاکٹر میں اپنی خوبصورت بیوی کی خوبصورت باتوں میں اس قدر کھویا ہوا تھا کہ مجھے آپ کے آنے کی خبر نہیں ہوئی۔۔ زاران نے ابرش پر سرد نظر ڈالے اس کا ہاتھ نرمی سے پکڑے ڈاکٹر کی سامنے والی چمیر ابرش کو بہت احتیاط سے بٹھایا اور خود اس کے ساتھ والی چمیر پر بیٹھا۔۔ مسٹر زاران۔۔۔۔ آپ کی وائف کو 4 ویک کی پریگننسی ہے۔۔ یعنی یہ بہت ارلیر سٹیج ہے اور کمپلیکیٹڈ بھی۔۔ حمل بہت ویک ہے۔۔ ڈاکٹر کی بات پر زاران پریشان ہوا تھا۔۔

کیا مطلب بہت ویک ہے۔۔ میرے بچے کو کچھ ہو گا تو نہیں۔۔ زاران نے پریشانی سے پوچھا۔۔

رمز عشق نور آصف

کچھ بھی نہیں ہوگا۔ اگر یہ اپنا خیال رکھیں گی۔۔ سب سے بڑھ کر آپ ان کا خیال رکھیں گے۔۔ آپ کی وائف مینٹلی ڈسٹرب لگتی ہیں۔۔ ڈاکٹر نے ابرش کے سنجیدہ چہرے پر نظریں ڈالتے کہا۔۔ جہاں انگلیوں کا نشان واضح تھا۔

زاران خانزادہ شہرام خانزادہ کا بڑا بھائی تھا۔۔ اور زاران کی سنجیدہ بارعب شخصیت کو دیکھتے وہ واضح الفاظ میں اسے کچھ کہہ نہیں سکی تھیں۔۔ مگر ابرش کے گال پر واضح انگلیوں کا نشان دیکھ کر وہ حیرت زدہ ہو گئی تھیں۔ شہرام جیسے انسان کا بھائی یہ حرکت بھی کر سکتا ہے۔۔

اس نے روم میں ابرش کو دیکھتے اس کے عارض پر انگلیوں کے نشان کے متعلق استفسار کیا تھا۔۔ مگر ابرش جواباً خاموش رہی تھی۔۔ اس کی خاموشی اور سپاٹ چہرے کو دیکھتے اس کی مینٹلی کنڈیشن کے بارے میں بھی اندازہ ہو گیا تھا۔۔

زاران نے گہرا سانس بھرتے ابرش پر نظر ڈالی جو سرد سپاٹ چہرہ لیے بیٹھی تھی۔۔

میں میڈیسن لکھ کر دے رہی ہوں۔۔ ان کا منتہلی چیک اپ ہوگا۔۔ ان کی ڈائٹ کا بہت زیادہ خیال رکھنا ہے آپ نے۔۔ ڈاکٹر نے پروفیشنلی سنجیدگی سے ہدایت دیں۔۔

اوکے میں ان کا بورا خیال رکھوں گا۔ زاران نے ابرش کو دیکھتے سنجیدگی سے کہا۔۔

ابرش کے لبوں پر استہزائیہ مسکراہٹ دوڑی۔۔

زاران ابرش کو لیے روم سے باہر آیا ہی تھا کہ شہرام تیز تیز قدموں سے اسے اپنی طرف آتا دکھائی دیا۔
شہرام زاران کے قریب آتے خوشی سے اس کے گلے لگ گیا تھا۔
کانگریجو لیشن لالا۔۔۔ شہرام نے زاران سے الگ ہوتے خوشی سے چہکتے کہا۔
تھینکس۔۔۔۔۔ زاران جو آبا بھر پور مسکرایا تھا۔
اسلام و علیکم بھابھی۔۔۔۔۔ شہرام نے ابرش کو دیکھتے کہا۔
ابرش اثبات میں سر ہلاتی چہرہ دوسری طرف موڑی گئی تھی۔
زاران گہرا سانس بھر کر رہ گیا تھا۔ وہ اس کے گھروالوں میں سے کسی سے بھی بات نہیں کر رہی تھی۔
آتے ہی امینہ خانم سے بھی بنا سلام کیے انھیں مکمل انکور کرتے داخلی دروازے کی طرف بڑھ گئی تھی۔
اب شہرام کے سلام کا جواب بھی نہیں دیا تھا۔
لالا۔۔۔ یہ خوشخبری میں ارحام لالا کی جانب سے ایکسپیکٹ کر رہا تھا۔ مگر مل آپ کی طرف سے گئی
ہے۔ شہرام نے شرارتی لہجے میں کہا۔
تمھاری طرف سے بھی یہ نیوز مل سکتی تھی بشرطیکہ تم حویلی میں پائے جاؤ۔۔۔ زاران نے اسے جواباً شرر
بارنگاہوں سے گھورا تھا۔

رمز عشق نور آصف

لالا آپ آئیں میرے آفس میں وہاں بیٹھیں۔۔۔ میں بھا بھی کے لیے فریش جو س منگواتا ہوں۔۔۔ شہرام نے بات بدلتے کہا۔۔

نہیں شہرام مجھے حویلی جلدی جانا ہے مورے انتظار کر رہی ہوں گی۔ انھیں ابھی کچھ نہیں بتایا۔۔ حویلی جا کر انھیں بھی یہ خوشخبری سنانی ہے۔۔ زاران نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔
زاران کی بات پر ابرش زاران کو ایک نظر دیکھتے جلدی سے آگے بڑھ گئی تھی۔۔
زاران اس کی پشت کو گھورتا غصے سے اپنے لب بھینچ گیا۔۔

کیا ہوا لالا۔۔۔ آپ اور بھا بھی میں سب ٹھیک ہے ناں۔۔۔ شہرام نے پریشانی سے کہا۔۔
بلکل ٹھیک ہے۔ اور آج رات تم حویلی ہونے چاہیے ہو۔۔۔ اپنے کمرے میں۔۔۔ یہ لاسٹ ٹائم میں تمہیں کہہ رہا ہوں۔۔۔ دوبارہ نہیں کہوں گا۔۔۔ ہاسپٹل میں سب کے سامنے تمہارے چہرے کا حشر بگاڑوں گا۔۔۔ بہت بڑے آدمی ہوں گے تم۔۔۔ مگر میرے لیے تم صرف شہرام ہو۔۔۔ آئندہ تمہیں یوں تمہیں حویلی اور اس کے مکینوں سے لا پرواہی برتنا نہ دیکھوں۔۔۔ وہاں صرف تمہاری بیوی ہی نہیں تمہاری مورے اور ایک بہن بھی رہتی ہے۔۔۔ اور مورے کو تمہاری بہت ضرورت ہے۔۔۔
جی لالا۔۔۔۔۔ جیسے آپ کہیں۔

زاران کی باتوں پر شہرام نے اپنی ہلکی گھنی بیروں پر ہاتھ پھیرتے سنجیدگی سے کہا۔۔

رمز عشق نور آصف

زاران شہرام کو سنجیدگی سے گھورتا ابرش کی طرف بڑھاتا تھا۔

اسفند سیاہ شلوار قمیض میں ملبوس سیاہ ہی شال کندھوں پر ڈالے سیڑھیاں اترتا نیچے آیا تھا۔ اس وقت لاؤنج میں امینہ خانم روزینہ خانم پلو شہ موجود تھیں۔

اسلام و علیکم

اسفند یار خان نے سنجیدگی سے سب کو سلام کرتے اپنی رسٹ وائچ پر نظریں ڈالی تھیں۔ چہرہ سرد اور سنجیدہ سفید رنگت میں سرخیاں سی گھلی تھیں۔

وہ پچھلے کچھ دنوں سے حویلی نہیں آیا تھا۔ کل ہی آیا تھا کسی سے بھی سیدھے منہ بات نہیں کی تھی

--

اسفند کہاں جا رہے ہو تم؟؟ روزینہ خانم صوفے سے اٹھتے اسفند سے مخاطب ہوئیں۔

مورے اپنے دوست کی مہندی پر جا رہا ہوں۔ آپ سے آکر بات کرتا ہوں۔ وہ سنجیدگی سے کہتا عجلت میں

داخلی دروازے کی طرف بڑھا۔ داخلی دروازے کے قریب وہ بری طرح عابیر سے ٹکرایا۔ تھا۔

عابیر اسفند یار خان کے چوڑے سینے سے بری طرح ٹکرائی تھی۔

سیاہ بڑی سی چادر جس سے اس نے چہرہ ڈھانپا ہوا تھا وہ زمین بوس ہوئی تھی۔

رمز عشق نور آصف

اسفند نے گہری نگاہوں سے اسے دیکھا جو سی گرین کلر کی ویلوٹ کے لانگ فرائک میں ملبوس تھی۔۔ جس کے گلے پر کام ہوا تھا۔ اور اس پر خوبصورت کام اس نے سینے پر پھیلاتے ہوئے کندھوں سے اٹیچ کیا ہوا تھا۔

سنہری بال لمبے سلکی بال کھلے ہوئے تھے۔۔ گلے میں چوکر پہنا ہوا تھا۔ آنکھوں پر سمو کی میک اپ کیا ہوا تھا۔ ہونٹوں پر نیوڈلپ سٹک لگائے وہ بے تحاشا حسین لگ رہی تھی۔۔

اسفند کو دیکھتے وہ بھی سٹل ہوئی تھی۔۔ پورے ایک ہفتے بعد وہ اس ستم گر کو دیکھ رہی تھیں۔

وہ حویلی ہی نہیں آیا تھا۔ اس نے ایک ہفتہ جلتے سلگتے ہوئے گزارا تھا۔

عابیر اسفندیار خان کو ایک ٹک دیکھے جارہی تھی۔۔ جس سیاہ شلوار قمیض میں سحر انگیز لگ رہا تھا۔

عابیر اسفندیار خان سے علیحدہ ہوتی اپنی شال زمین سے اٹھائی تھی۔۔ وہ خود پر اچھی طرح اوڑھتے اپنا چہرہ

چھپانے لگی تھی کہ اسفند نے اس کی چوڑیوں سے بھری کلائی پکڑتے اپنے قریب کیا۔۔

کہاں جارہی ہو؟؟ اسفند نے اسے اپنے قریب کرتے سر دلہجے میں پوچھا۔

میں اپنی دوست گل لئی کی مہندی پر جارہی ہوں۔۔ عابیر نے سنجیدگی سے کہا۔۔

اچھائیوں کھلے بالوں کے ساتھ جاؤ گی۔۔ دوپٹہ سر پر کیوں نہیں لیا۔ اسفند نے اس کی چادر اس کے سر سے

اتارتے ہوئے تپش زدہ لہجے میں پوچھا ۔

رمز عشق نور آصف

میں اپنی سہیلی کی مہندی پر جا رہی ہوں۔۔ وہاں عورتوں والے حصے میں صرف عورتیں ہوں گی۔۔ اور اتنا
تیار ہونے کا حق بنتا ہے میرا۔۔ میری بچپن کی سہیلی کی مہندی ہے۔۔
عابیر رکھائی سے کہتے اسفندیار خان کے سینے سے علیحدہ ہوئی تھی۔۔
اس سے پہلے وہ دروازے کی طرف بڑھتی اسفندیار خان اسے بازو سے جکڑے خود کے قریب کر چکا تھا۔۔
کس کے ساتھ جا رہی ہو؟؟ اسفندیار نے غصے سے پوچھا
میں لالا کے ساتھ جا رہی ہوں۔۔ عابیر نے اسے خود سے دور دھکیلتے اس بار بھی رکھائی سے جواب دیا۔۔
اسفندیار خان کا پارہ ہائی ہوا تھا اس سے پہلے وہ کچھ کہتا زار ان داخلی دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تھا۔
اسفندیار خان کے سر دسرخ چہرے پر ایک نظر ڈالتے عابیر کی طرف بڑھا۔
بہت خوبصورت لگ رہا ہے میرا بچہ۔۔۔۔
زار ان نے عابیر کی پیشانی پر نرمی سے لب رکھے تھے۔
شکریہ لالا۔۔۔ عابیر نے کہتے اپنی چادر سے اپنا چہرہ ڈھکا تھا اور زار ان کے حصار میں باہر کی جانب بڑھ گئی
تھی۔۔
اسفندیار نے قہر بارنگاہوں سے زار ان کی چوڑی پشت کو گھورا تھا۔۔

رمز عشق نور آصف

اسفندیار خان اور زاران اکھٹے ہی اپنے دوست در خزئی کی مہندی پر اکھٹے ہی پہنچے تھے۔۔

عابیر عورتوں والے حصے کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔

اسفندیار کی نظروں نے دور تک عابیر کا پیچھا کیا تھا۔۔

در خزئی خان اسفندیار اور زاران کو دیکھتے ہی ہوائی فائرنگ کی تھی۔۔ باقی دوستوں نے بھی شدید ہوائی فائرنگ شروع کر دی تھی۔۔

اسفندیار خان اور زاران خانزادہ کو دیکھتے خوشی اور گرمجوشی کا اظہار کیا تھا۔

زاران اور اسفندیار مسکراتے ہوئے اپنے دوستوں کو دیکھ رہے تھے۔۔

زاران خانزادہ نے آگے بڑھتے اپنی جیب سے پسٹل نکالتے ہوائی فائرنگ شروع کر دی تھی۔۔ البتہ اسفندیار خان خاموشی سے کھڑا رہا تھا۔۔

اس کی نظریں در خزئی کی حویلی کے بہت بڑے لان کے بیچ و بیچ کھڑے بنگلے پر تھیں۔ جس کے لاؤنج کا گلاس وال اسفندیار خان کی نظروں کے حصار میں تھا۔

جس پر گرے آدھے ادھورے پردوں کو وہ تپش زدہ نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔۔

در خزئی اور اس کی فیملی بہت ماڈرن تھی۔۔ ان میں پردہ تھا۔۔ مگر ان لوگوں جیسا نہیں تھا۔۔ عورتوں والی سائیڈ پر ان کے گھر کے کچھ مرد آ جا رہے تھے۔۔

رمز عشق نور آصف

اسفندیار خان کو حویلی سے نکلتے اندازہ نہیں تھا۔ گلا لئی در خزئی کی دلہن ہے۔۔ ورنہ وہ اسے کبھی یہاں نہ آنے دیتا۔۔ گلا لئی اور در خزئی آپس میں کزن تھے۔۔ بچپن سے نکاح ہوا تھا۔ ر خزئی کے امریکہ سے پڑھ کر آنے کے بعد ان کی شادی ہو رہی تھی۔۔

زاران کی عابیر کی زندگی میں حد سے زیادہ مداخلت اسے شدید مشتعل کر چکی تھی۔۔ وہ ابرش کے لیے کتنا پوزیسو تھا۔ سب جانتے تھے۔۔ کتنے مہینوں سے ابرش ایک مرتبہ بھی اس کے سامنے نہیں آئی تھی۔۔ اسے دیکھتے ہی پلٹ جاتی تھی۔۔ اس دن لڑائی میں بھی ابرش کو زاران نے سرد سرد نظروں سے گھورتے اپنے قریب نہیں آنے دیا تھا۔ تاکہ اس کی نظر ابرش پر نہ پڑے۔۔ یہ بات اسفندیار خان کے لیے بھی تکلیف کا باعث تھا۔ دشمنی اپنی جگہ مگر وہ مر کر بھی کبھی کسی کی عزت پر بری نگاہ نہیں ڈال سکتا تھا۔ مگر زاران آج تک ابرش سے نکاح کرنے والی بات بھولا نہیں تھا۔

اور اس کی بیوی کو لے کر وہ فیصلے کرتا تھا۔۔ جو اسفندیار خان کا خون بھڑکا دیتے تھے۔ عابیر پر کسی کا بھی حق برداشت نہیں ہوتا تھا۔۔

اسفند ایک طرف کھڑا اپنے دوستوں کو دیکھ وہ لوگ زاران خانزادہ کے آنے پر بے تحاشا خوش تھے۔۔ ا زاران خانزادہ یاروں کا یار تھا۔ وہ اپنے سبھی دوستوں کے لیے ایسا ہی تھا۔ وقت پڑے تو جان دینے سے بھی دریغ نہ کرے۔۔ کچھ عرصہ پہلے وہ اس کے لیے بھی ایسا ہی تھا۔ کیا کچھ نہیں کیا تھا دونوں نے ایک

رمز عشق نور آصف

دوسرے کے لیے۔ زاران کا دشمن اسفند کا دشمن تھا اور اسفند یار خان کا دشمن زاران خانزادہ کا۔۔ آج زندگی کس موڑ پر لے آئی تھی کہ وہ دونوں ایک دوسرے کے دشمن بن بیٹھے تھے۔

--

زاران صرف اپنے دوستوں کے لیے ہی نہیں بلکہ اپنے ہر رشتے کے لیے ایسا ہی تھا۔۔ وہ ہر رشتے پر جان دیتا تھا۔

اسفند یار خان کی نظروں کے سامنے بابرک کی خون میں لت پت لاش آئی تھی۔۔ اس کے سینے میں بے دردی سے گولیاں ماری گئی تھی۔۔۔

کیا شہرام کو اس نے جان سے مارا ہوتا تو زاران یہ بھول جاتا جب تک وہ اسے جان سے نہ مار ڈالتا وہ چین سے نہ بیٹھتا۔۔ پھر وہ کیسے اپنے بھائی کی موت بھول سکتا ہے۔۔ وجہ جو بھی ہے اس نے اپنے جوان بھائی کو اپنے ہاتھوں سے قبر میں اتارا تھا۔۔ کیسے وہ بھول سکتا ہے۔۔ کیسے زاران خانزادہ کی جان سے پیاری بہن اسے جان سے پیاری ہو سکتی ہے۔ اسفند یار خان اپنی گھنی بنیر ڈپر ہاتھ پھیرتے زاران خانزادہ کو دیکھ رہا تھا جو بہت خوش دکھائی دے رہا تھا۔ خوشی اس کے انگ انگ سے پھوٹ رہی تھی۔۔ اسفند حیرانگی سے زاران کو دیکھ رہا تھا جس کے چمکتے چہرے پر ایک عجب سی خوشی تھی۔۔۔

اسفند نے الجھن بھری نگاہوں سے اسے اتنا خوش دیکھا تھا۔۔

رمز عشق نور آصف

اسفندیار خان۔۔۔۔۔ در خزئی خان۔۔۔۔۔ اسفندیار خان کو اونچی آواز میں پکارتے اس کی طرف بڑھا تھا۔

تم ادھر کیا کر رہے ہو؟؟ کیا امریکہ میں رہ کر تم بندوق چلانا بھول چکے ہو۔۔۔ در خزئی نے اسفندیار خان کے قریب آتے اسے پسٹل پکڑائی۔

اسفندیار خان نے مسکراتے ہوئے پسٹل پکڑی تھی۔۔

مجھے بندوق بھی پکڑنا آتی ہے۔۔ اور اسے چلانا بھی بخوبی آتی ہے۔۔ انفیکٹ میرا نشانہ آج تک نہیں چونکا۔ اسفندیار خان پسٹل پکڑے زار ان کی طرف بڑھا تھا۔۔

جو سب دوستوں کے بیچ کھڑا کب سے ہوئی فائرنگ کر رہا تھا۔۔

اسفندیار خان کو اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر اس نے فائرنگ بند کی تھی ۔

اسفندیار ان کے قریب آکر رک گیا تھا۔۔

جانتے ہونا میرا نشانہ کتنا پکا ہے۔۔ اس پسٹل سے جب بھی گولی نکلی سیدھی ایکزیکٹ انسان ایکزیکٹ

نشانے پر لگی۔ اسفندیار نے زار ان کے سینے پر پسٹل کی نوک رکھی تھی۔۔

جانتا ہوں تمہارا نشانہ بہت پکا ہے۔ اور تمہاری پسٹل کا نشانہ اس وقت صحیح مقام اور ایکزیکٹ انسان پر ہے۔۔

رمز عشق نور آصف

مگر تمہارا ہر بار سوچ میں پڑ جانا مجھے حیران کر دیتا ہے۔ کہ کیا وجہ ہے تمہاری پسٹل سے نکلی ہوئی گولی ابھی تک صبح انسان کو لگی کیوں نہیں۔۔ کیوں اسفندیار خان جو بولتا ہے وہ کرتا کیوں نہیں۔۔ ہم خان کب سے خالی خولی دھمکیاں دینے۔ لگیں۔ جو جی میں آتا ہے دکریتے ہیں۔۔ اور یہ پسٹل تو بنی ہی اس لیے اس کی گولیاں اپنے دشمن کے سینے پر ایکزیکٹ مقام پر داتاریں۔۔ زار ان نے مسکراتے ہوئے اپنی پسٹل اسفند کے سینے پر جمائی۔ تھی۔

سب دوست پریشانی سے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے۔۔

وہ دونوں ایک دوسرے کو گھورتے ہوئے ایک دوسرے کے سینے پر پسٹل رکھے ہوئے تھے۔۔

یکدم زار ان نے مسکراتے ہوئے اسی پسٹل سے ہوائی فائرنگ کی تھی۔۔

اسفند لب بھیچے پسٹل زمین پر پھینکتا تیز تیز قدموں سے باہر کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔

وہاں کھڑے سب حیرانگی سے اسفندیار خان کی چوڑی پشت کو گھور رہے تھے۔۔ جو اپنی شال گلے میں

جھٹکتے اپنے بھاری قدموں سے باہر کی طرف بڑھ رہا تھا۔۔

در خزئی اسفندیار خان کی طرف بڑھا تھا مگر زار ان خانزادہ کی ہوائی فائرنگ کی آواز سنتے وہ اس کی طرف

بڑھ گیا تھا۔۔

در خزئی نے مسکراتے ہوئے اپنی پسٹل سے ہوائی فائرنگ کرتے ہوئے زار ان خانزادہ کو گلے سے لگایا تھا۔

حور وایٹ جینز پیریلو کلر کی بے حد شارٹ فرائٹ پہنے ہوئے تھی۔۔ جو اس کے متناسب سراپے پر ہمیشہ کی طرح قیامت ڈھارہا تھا۔۔ لمبے سلکی بال کمر پر لہرا رہے تھے۔۔

وہ اس وقت سلطان شاہ کے ساتھ ڈائینگ روم میں ٹیبل کے گرد بیٹھی ڈنر کر رہی تھی۔ ڈائینگ ٹیبل پر اس درجن سے بھی زائد ڈشز تھیں۔۔ ہر چیز اس کی پسند کی تھی۔۔

سلطان شاہ اپنے ہاتھوں سے اسے کھلا رہے تھے۔۔

ایک دو بائٹ سلطان شاہ کے ہاتھوں سے لے کر وہ ان کے ہاتھ جھٹک چکی تھی۔

میں کھالوں گی پاپا۔۔ ان چھ ماہ میں مجھے عادت ہو گئی ہے خود سے کھانے کی۔۔ حور نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

ان چھ ماہ میں تمہیں ارحام نے کبھی خود سے کھانا نہیں کھلایا۔۔ سلطان شاہ نے اس کے تاثرات کو بغور دیکھتے ہوئے وہ سوال پوچھا۔۔ جو انھیں کافی بے چین کیے ہوئے تھا۔۔ وہ رات ارحام خانزادہ کو حور کے کمرے میں جانے کی اجازت دے کر بھی بے چین رہے تھے۔۔ کیا ارحام خانزادہ کی طرح حور بھی ارحام کے لیے محبت رکھتی ہے۔۔ ارحام خانزادہ کی باتوں سے اور حور کا ان چھ ماہ میں ان سے رابطہ نہ کرنے پر انھیں لگ رہا تھا۔۔ حور بھی ارحام خانزادہ سے محبت کرتی ہے۔۔ ورنہ وہ صرف اس بات سے کیسے ان سے

رمز عشق نور آصف

چھ ماہ تک روٹھ سکتی ہے کہ انہوں نے اس سے مہر ماہ کا اس کی ماں ہونا چھپایا تھا۔ وہ غم و غصے میں گھر چھوڑ کر چلی گئی۔۔ مگر ان چھ ماہ میں اسے کس وجہ نے روک رکھا۔۔ جو اس نے ایک بار بھی ان سے رابطہ نہیں کیا۔

ارحام خانزادہ میراشوہر ہے۔۔ باپ نہیں جو میرے نخرے اٹھاتا۔۔ آپ بھی اپنی بیٹی کے اتنے نخرے اٹھاتے ہیں۔ کیا کبھی اپنی بیوی کے اٹھائے؟؟۔۔ میری ماہ مہرماہ کے اٹھائے؟؟ کبھی اس کی تکلیف پر تڑپے؟؟۔۔۔ حور نے چمیر سے اٹھتے ٹیبل پر پڑا گلاس اٹھا کر زمین پر پھینکتے ہوئے چیختے ہوئے سوال کیا۔ گلاس چکنا چور ہوتا فرش پر جا گرا تھا۔۔ سلطان شاہ تڑپ کر چمیر سے اٹھتے حور کی طرف بڑھتے اس کے ہاتھ کو پکڑ کر تڑپتے ہوئے اپنی آنکھوں پر لگا گئے۔۔۔۔۔

شکر ہے تمہیں چوٹ نہیں آئی۔۔ سلطان شاہ نے حور کا ہاتھ تھامے تڑپتے ہوئے کہا۔۔

گلاس میں نے زمین پر مار کر توڑا ہے۔۔ مجھے چوٹ کیسے لگ سکتی تھی؟؟۔۔ مگر پھر بھی آپ تڑپ اٹھے۔۔
ایسا انسان جو اپنی بیٹی سے اتنا پیار کرتا ہو وہ اپنی محبت کو کیسے تکلیف دے سکتا ہے؟؟ پھر کیوں پاپا میری ماں
کو مجھ سے جدا کر دیا۔۔ انھیں کیوں تکلیف دی؟؟
حور نے سلطان شاہ سے روتے ہوئے سوال کیا۔۔

رمز عشق نور آصف

میں نے اسے کبھی کوئی تکلیف نہیں دی۔۔ تمہاری پیدائش کے وقت مہرماہ کی ڈیبتھ ہو گئی تھی۔۔ میں نے اس کے مرنے کے بعد تمہاری خاطر ماہ جبین سے شادی کر لی تھی۔۔ سلطان شاہ حور کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے سپاٹ لہجے میں بولے تھے۔۔

حور۔۔۔ سلطان شاہ کی بات سنتے اپنا رخ پلٹ گئی تھی۔۔ کرسی کو تھامے اپنی لرزاہٹ پر بمشکل قابو پایا۔۔ آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر رخ پر برسے تھے۔

دل میں ایک موہوم سی امید تھی۔۔ جو ماہ جبین نے اسے بتایا وہ جھوٹ بھی ہو سکتا ہے۔۔ سلطان شاہ ایسا نہیں کر سکتا۔ وہ قتل نہیں کر سکتا۔۔ وہ مہرماہ کو نہیں مار سکتا۔۔ مگر سلطان شاہ آج ماہ جبین کی بات پر پر یقین کی آخری مہر لگا چکا تھا۔۔ وہ اپنی چھ ماہ کی تصویریں مہرماہ کے ساتھ دیکھ چکی تھی۔۔ سلطان شاہ اب اس سے جھوٹ بول رہا تھا یعنی مہرماہ کو اس کے باپ نے ہی مارا تھا۔۔ سلطان نے اس لرزتے بدن کو دیکھتے اس کے کندھے پر نرمی سے ہاتھ رکھا۔ جسے حور نے غصے سے جھٹک دیا۔۔

حور میرے ساتھ ایسا سلوک کیوں کر رہی ہو۔؟؟۔۔
میرا قصور صرف اتنا تھا کہ میں نے تم سے حقیقت چھپائی کہ ماہ جبین تمہاری سگی ماں نہیں ہے۔۔

رمز عشق نور آصف

اتنی سی بات پر تم گھر چھوڑ کر چلی گئی۔ اپنے باپ کو تم نے جیتے جی مار دیا۔ کیوں ایسا کیا تم نے؟؟ تم جانتی تھی تم میرا جینے کا واحد سہارا ہو۔۔۔ کیوں مجھے جیتے جی مارا۔۔

سلطان شاہ حور کے مقابل آئے تھے۔۔

پاپا آپ کے جھوٹ نے مجھے مجبور کیا۔۔

ضآپ کے جھوٹ نے مجھے گھر چھوڑنے پر مجبور کیا۔۔ آ

پ نے میری ماں کی حقیقت سے بے خبر نہیں رکھا۔۔ آپ نے مجھ سے ہمیشہ جھوٹ بولا۔۔ آپ آج

بھی جھوٹ بول رہے ہیں۔۔۔ حور نے چیختے ہوئے اپنے بال مٹھیوں میں جکڑے تھے۔۔

حور۔۔۔۔۔ وہ اسے پکارتے تڑپ کر اس کی طرف بڑھے تھے۔۔ کہاں دیکھا تھا اسے ایسے چیختے بری

طرح روتے ہوئے۔۔۔

حور ان کے ہاتھ بڑھانے پر کئی قدم پیچھے ہوئی تھی

اور کیا جاننا چاہتے ہیں کہ ارحام خانزادہ کا میرے ساتھ کیا سلوک تھا؟؟۔۔ کل سے یہی پوچھنا چاہ رہے ہیں

مجھ سے کہ کبھی اس نے مجھ سے برا سلوک تو نہیں کیا؟؟۔۔

آپ یہ سوال مجھ سے پوچھنے کی بجائے خود سے پوچھیں۔۔ کیونکہ انسان کا بویا ہمیشہ اس کی اولاد کا ٹٹی

ہے۔۔ حور روتے ہوئے چیختی تھی۔۔

رمز عشق نور آصف

کیا مطلب ہے ارحام نے تمہیں کبھی تکلیف دی ہے۔۔۔ اس نے تمہیں ہرٹ کیا ہے۔ سلطان شاہ نے حور کا بازو جکڑے تڑپتے ہوئے اسے اپنے مقابل کرتے گرجتے ہوئے پوچھا۔

دیکھا پاپا نے آپ نے اپنی بات کا خود ہی جواب دے دیا۔

آپ نے میری بات پر یہ کیوں نہیں کہا کہ حور میں نے آپ نعلطی سے بھی کسی کو تکلیف نہیں پہنچائی تو پھر میری کی بیٹی کو کیسے کوئی تکلیف پہنچا سکتا ہے۔۔

مگر آپ نے تو تڑپتے ہوئے ارحام خانزادہ کے ظلم کے بارے میں مجھ سے سوال کر ڈالا۔

بتائیں پاپا آپ نے میری ماں کے ساتھ کیا کیا تھا؟؟۔۔

بتائیں پاپا نے آپ نے ہمیشہ مجھ سے جھوٹ کیوں بولا؟؟۔ بتائیں پاپا آپ نے ماہ جبین کو اپنانے کے بعد بھی اسے اپنے بیڈ روم اور دل تک رسائی کیوں نہیں دی۔۔ حور سلطان شاہ کا گریبان جھنجھوڑتے ہوئے چیخی۔۔

حور میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ میری جان مجھ پر یقین کرو۔ مت روؤ ایسے۔۔ میں تمہارا رونا برداشت نہیں کر سکتا۔ سلطان شاہ تڑپ اٹھے تھے۔۔ ان کی گرے آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔۔

رمز عشق نور آصف

۔ پاپا پھر سے جھوٹ بول رہے ہیں آپ۔۔ آپ کے کمرے میری ماں کی تصویریں ہیں۔۔ جس میں چھ ماہ کی ہوں۔ اور میری ماں کی تصویریں میرے ساتھ ہیں۔ تو کیسے وہ پھر مجھے جنم دیتے ہوئے مر سکتی ہیں؟؟۔ کیا چھپا رہے ہیں پاپا؟؟ کیا کیا تھا آپ نے میری ماں کے ساتھ۔۔۔۔۔ حور ہدیانی چیخی تھی۔۔ سلطان شاہ بے بسی سے اسے دیکھ کر رہ گئے تھے۔

انہیں ماہِ جبین نے بتایا تھا کہ حور نے کمرے میں مہرماہ تصویریں دیکھیں تھیں۔ مگر وہ یہ بات بھول گئے تھے۔۔۔ اب وہ ماتھا سہلاتے ہوئے حور کو دیکھ رہے تھے جو ہچکیاں بھرتے سوالیہ نگاہوں سے ان کی طرف دیکھ رہی تھی۔

حور میرا یقین کرو۔۔ میں نے تمہاری ماں کے ساتھ کبھی کچھ غلط نہیں کیا۔۔ وہ مجھے اور تمہیں چھوڑ کر چلی گئی تھی۔۔ تم ہرٹ نہ ہو اس لیے تم سے یہ حقیقت چھپائی۔ سلطان شاہ سپاٹ انداز میں کہتے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئے تھے۔۔ زندگی میں پہلی مرتبہ وہ حور کو روتا ہوا چھوڑ کر جا چکے تھے۔۔

حور سلطان شاہ کے جانے کے بعد منہ پر ہاتھ رکھے بے تحاشا رو رہی تھی کہ کسی نے بہت نرمی سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔

حور نے پلٹتے ہوئے اسے دیکھا۔ اس کی نگاہیں بے یقین ہوئی تھیں۔

رمز عشق نور آصف

وہ اسے زخمی نظروں سے دیکھتے اپنے کمرے کی طرف بڑھی تھی۔۔۔ وہ اسے کلائی سے جکڑے اپنے مقابل کرتے اپنی سرخ بھیگی آنکھیں اس کی گلابی آنکھوں میں گاڑھ چکا تھا۔

زاران رات گئے واپس آیا تو ابرش بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگائے آنکھیں موندے بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ وہ صبح والے ڈریس میں ملبوس تھی۔۔۔ بلکہ کل والی بلیک فرائڈ میں ملبوس تھی۔ زاران گہرا سانس بھرتے اپنی شال صوفے پر رکھتے اس کے قریب جا کر بیٹھا۔

اس کے گال پر نرمی سے انگلیاں پھیرتے اپنے لب نرمی سے اس کے عارض پر رکھے تھے۔۔۔

ابرش نے آنکھیں کھولتے ہوئے اسے خالی خالی نظروں سے دیکھا تھا۔

سوئی کیوں نہیں ابھی تک؟۔۔۔ زاران نے بہت پیار سے اس کے عارض پر بکھری لٹیں اس کے کان کے پیچھے اڑ سیں۔

نیند نہیں آرہی تھی؟؟ ابرش نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

اور نیند کیوں نہیں آرہی تھی۔۔۔ میرا انتظار کیا جا رہا تھا۔۔۔ زاران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔۔۔

نہیں مجھے پتہ تھا تم اس ٹائم کمرے میں ضرور آؤ گے۔۔۔ تمہاری ضرورت تمہیں کمرے میں کھینچ لائے گی۔۔۔ ابرش نے زاران کی آنکھوں میں دیکھتے طنزیہ لہجے میں کہا۔۔۔

رمز عشق نور آصف

ابرش کی بات کا مطلب سمجھتے زار ان کے لب بھینچے تھے۔۔ مگر وہ اپنی آئی بروانگی سے مسئلے خود پر قابو پا گیا تھا

تو اس سے یہی ثابت ہوتا ہے میری ضرورت صرف میری بیوی پورا کر سکتی ہے۔۔ تو پھر صبح مجھ پر الزام کیوں لگائے جا رہے تھے۔۔

زار ان نے اس کے گلابی لبوں پر نرمی سے انگوٹھا پھیرتے سنجیدگی سے استفسار کیا۔۔

اسی ثبوت پر جو تمہاری شال پر موجود تھا۔۔ ابرش نے اس کا ہاتھ جھٹکتے جو اباسکی بھرتے ہوئے کہا۔ بعض اوقات وہ سچ نہیں ہوتا ابرش جو دکھائی دیا جائے۔

تم ہمیشہ اسی بات پر یقین کرتی ہو۔۔ جو تم دیکھتی ہو۔۔ یا پھر تم دیکھنا چاہتی ہو۔ زار ان نے اس کے سسکنے پر لب بھینچے کہا۔۔

اور جو میں نے اپنے کانوں سے سنا اس کے بارے میں کیا کہو گے۔۔

ابرش نے اب کی بار روتے ہوئے کہا تھا

کیا سنا ہے تم نے؟؟۔۔ مجھے بھی پتہ چلے۔۔ زار ان نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔

تم کل اپنی مورے سے دوسری شادی کا وعدہ کر چکے ہو۔۔ انھیں یقین دلا چکے ہو کہ تم پلوشہ سے دوسری شادی کرو گے۔۔ پھر بھی تم مجھے پاگل کہتے ہو۔ مجھ سے امید رکھتے ہو۔۔ میں تمہاری شال پر وہ نشان دیکھتے

رمز عشق نور آصف

ہوے بھی تم پر یقین رکھوں۔۔ تم صبح اپنی کزن کے بے حد قریب کھڑے ہو کر گوسپ کرتے ہو۔۔ پھر بھی مجھ سے ایکسیکٹ رکھتے ہو۔۔ میں تمہاری بیوفائی پر ماتم بھی نہ مناؤں۔۔ ابرش ہدیائی چیخی تھی۔

زاران نے اب کی بار پریشانی سے اپنی انگلیوں سے ماتھا سہلایا تھا۔۔ ابرش کے لیسٹوڈ کی وجہ سے اب سمجھ آئی تھی۔ امینہ خانم سے جھوٹا وعدہ کرنے پر اب وہ پچھتا رہا تھا۔۔ اسے اپنی غلطی کا شد و مد سے احساس ہوا تھا کہ اسے جھوٹا وعدہ نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔

ابرش میں سب کچھ کلیئر کرتا ہوں۔۔ تم تحمل سے میری بات سنو۔۔ زاران نے اس کے عارض سے بہتے آنسو نرمی سے اپنی انگلیوں پر چنتے اس کے ہاتھ نرمی سے پکڑے۔

میں نے وہ وعدہ جھوٹا کیا تھا۔۔ مورے کابی پی بہت ہائی تھا۔۔ حور بھا بھی کے جانے کے بعد وہ بہت ڈپر سیڈ تھیں۔ انھوں نے مجھے پلو شہ سے شادی کرنے پر مجبور کیا۔۔ مجھے اس وقت جو مناسب لگائیں نے وہ کیا۔۔ اگر مورے سے میں محث کرتا انھیں کچھ بھی کہتا وہ کبھی نہ سمجھتی۔۔ بلکہ ان کی طبعیت مزید بگڑ جاتی۔۔

میرا پلو شہ سے شادی کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔۔

رمز عشق نور آصف

میں اپنی اتنی خوبصورت بیوی کا دل کھانے کا کبھی سوچ بھی نہیں سکتا۔ زارا ان نے اس کا چہرہ تھامتے اس کے گلابی لبوں پر نرمی سے اپنے لب رکھے تھے۔

اور اب تمھیں یہ بچہ جھوٹ بولنے پر مجبور کر رہا ہے۔۔ جس طرح کل تم اپنی مورے کو بہلا رہے تھے۔۔ اس طرح آج مجھے بہلا رہے ہو۔۔ کیوں کیا زارا ان تم نے جھوٹا وعدہ؟؟۔۔ کیوں نہیں کہا کہ تم صرف مجھ سے محبت کرتے ہو۔۔

تم مجبور مرد تو نہیں ہو۔۔ اس حویلی میں تمھاری چلتی ہے۔۔ تم سردار ہو۔۔۔۔۔ پھر بھی تم نے مجبوری کیوں دکھائی؟؟۔۔ مرد کبھی مجبور نہیں ہوتا۔۔ ابرش نے سسکی لی تھی۔ ہوتا ہے مجبور مرد بھی مجبور ہوتا۔۔ اپنے جان سے پیارے رشتوں کے آگے وہ بھی مجبور ہو جاتا ہے۔۔ زارا ان نے گہرا سانس بھرتے کہا۔۔

نہیں زارا ان۔۔۔۔۔ تم مجبور نہیں تھے۔۔ تمھارے دل میں چور تھا زارا ان۔۔۔۔۔ تم یہاں کے مردوں کی طرح دود و شادیاں کرنا چاہتے ہو۔ میرا وجود تمھارے لیے کوئی معنی نہیں رکھتا۔ ایک ماہ میں ہی تمھارا دل مجھ سے بھر چکا ہے۔۔ ابرش چٹختے ہوئے بے بسی سے بولی۔
زارا ان نے اس کے ہاتھ نرمی سے تھامے ان پر لب رکھے۔۔

رمز عشق نور آصف

میرادل تم سے کبھی نہیں بھر سکتا کیا تمہیں میری جنونیت شدتوں میں کمی لگتی ہے جو تم ایسے کہہ رہی ہو؟؟۔۔۔۔۔ ہممم۔۔۔۔۔ زاران نے قریب ہوتے اس کی گردن پر اپنی انگلی ٹریس کری جو کل کی اس کی شدتوں سے جامنی ہوئی تھی۔ زاران نے اس کی گردن پر اپنے دہکتے لب رکھے۔۔

پلو شہ کو بہت جلد اس کے گھر بھیج دوں گا۔۔ کچھ عرصہ برداشت کر لو۔۔

اس کے مورے اور بابا آج صبح ہی عمرہ کرنے کے لیے نکل چکے ہیں۔ جیسے ہی وہ واپس آتے ہیں۔ میں مورے سے بات کر کے اسے واپس بھیج دوں گا۔ زاران نے نرمی سے ٹھوری پکڑے اسے یقین دلایا تھا۔

او۔۔۔۔۔ تو شکرانے کے طور پر وہ اپنی بیٹی کی شادی یہاں کے سردار سے طے ہوئے ہونے پر عمرہ کرنے گئے ہیں۔ ابرش طنزیہ مسکرائی تھی۔۔

ابرش تمہیں مجھ پر یقین نہیں ہے۔۔ زاران نے سنجیدگی سے پوچھا تھا۔ اس کے چہرے پر اب غصے کی جھلک نمودار ہوئی تھی۔ وہ اپنی فطرت کے خلاف جا کر کب سے ابرش کو وضاحتیں دے رہا تھا۔ مگر وہ جیسے کچھ سمجھنا ہی نہیں چاہتی تھی۔

مجھے اپنی قسمت پر یقین نہیں۔۔ ابرش جواباً تلخی سے بولتی بیڈ پر لیٹتے رخ پلٹ گئی تھی۔۔ اپنی سائیڈ کالیپ بھی آف کر چکی تھی۔

رمز عشق نور آصف

زاران نے جھنجھلاتے ہوئے اپنی گردن رب کی تھی۔۔ غصے سے اپنی شرٹ کے اوپر والے دو بٹن کھولتے
ابرش کو دیکھا جو اس کی طرف رخ پلٹے ہوئے تھی۔۔

وہ کچھ دیر تک ابرش کی پشت کو گھورتا رہا سانس بھرتا اس کے قریب ہوا تھا۔۔

کیوں ستاتی ہو مجھے؟؟ ایک مہینہ ہوا ہے ہمیں قریب آئے ہوئے۔۔ پھر بھی مجھ سے صدیوں کے فاصلے پر
رہتی ہو۔۔ ای

یہ ادائیں یہ نخرہ اس لیے کیونکہ تم جانتی ہو تمہارا شوہر بیوفا سہی۔۔ مگر رات کے اس پہر صرف تمہارے
ہی قریب آتا ہے۔۔ اسے صرف اپنی ابرش کی ضرورت پڑتی ہے۔۔ وہ اسے کندھے سے تھامے سیدھا کر
چکا تھا۔۔

غلط نہیں کہتی۔۔ تم کتنی دیر سے کمرے میں آئے ہو؟؟ ابرش نے بھگے لہجے میں اسے بتایا تھا۔

اس کے شکوے پر زار ان کے لبوں پر مبہم سی مسکراہٹ دوڑی تھی۔۔ وہ اس سے شدید محبت کرتی
تھی۔۔ اس کے ہر انداز سے ظاہر ہوتا تھا۔۔ اس کے لیے بے انتہا پوزیسو ہونا بھی اس کی شدت کو ظاہر کر
رہا تھا۔۔ کل سے اس کے چہرے پر ویرانیاں اور زردیاں گھل چکی تھیں۔

عابیر کو اپنی سہیلی کی مہندی پر جانا تھا اور میرے دوست کی بھی مہندی تھی۔۔ اب تم بتاؤ عابیر کو اکیلا تو
نہیں بھیج سکتا تھا۔۔ تمہارے سامنے کتنے فون آئے تھے در خزی کے۔۔ تمہیں کھانا کھلا کر میڈیسن دے

رمز عشق نور آصف

کر گیا تھا۔ تمھاری آجازت سے ہی گیا تھا۔ بلکہ تم نے کتنے طنز کے تیر چلائے تھے۔ تمھاری جلی کٹی باتیں سن کر ہی اس کمرے سے گیا تھا۔۔

زاران نے اس کے شکوے پر مسکراتے ہوئے اس کی ناک کی ٹپ پر نرمی سے لب رکھے تھے۔۔
تو ثابت ہوتا ہے میں تمھاری پروپرائٹیز میں سب سے آخر میں آتی ہوں۔۔ آج اس بچے کی وجہ سے تم نے مجھے مار جن دے دیا۔۔ ورنہ تم اس کمرے سے باہر رہنا اپنی مردانگی سمجھتے ہو۔۔ سب کو بتانا بھی تو ضروری ہے کہ تمھاری بیوی تمھارے لیے کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔۔
ابرش نے اسے خود سے دور دھکیلتے کہا۔۔

تم میری پروپرائٹیز میں سب سے اوپر ہو۔۔ یہ ثابت کرنے کے لیے کیا کرنا پڑے گا۔۔ زاران نے خود پر قابو پاتے ضبط سے پوچھا۔ اس کا بار بار خود سے دور دھکیلنا اسے غصے میں مبتلا کر رہا تھا۔
یہ ثابت کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی زاران۔۔۔۔ یہ تو دل سے محسوس کیا جاتا ہے۔۔ تمھارا رویہ مجھے سمجھاتا ہے میں تمھارے لیے کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔۔ اگر پھر بھی تم چاہتے ہو ثابت کرنا چاہتے ہو تو مجھے تم سے کچھ چاہیے۔۔ ابرش اسے پیچھے کرتے اٹھ کر بیٹھی تھی۔
کیا چاہیے تمھیں؟؟ زاران نے پریشانی سے پوچھا تھا۔۔ اپنی بیوی کی الٹی فطرت سے بخوبی واقف تھا۔۔ ڈر یہی تھا۔۔ وہ وہی مانگے گی جو وہ دے نہیں سکے گا۔۔ وہ اچھا خاصہ پریشان ہوا تھا۔

رمز عشق نور آصف

ایک برینڈ نیو گاڑی چاہیے۔۔ ابرش نے زاران کی آنکھوں میں دیکھتے کہا۔۔

گاڑی۔۔۔۔۔ زاران نے حیرانگی سے کہا۔۔

نہیں دلا سکتے۔۔ ابرش نے اس کی حیرانگی پر استہزائیہ پوچھا

دلا سکتا ہوں بتاؤ کون سی گاڑی چاہیے۔۔ زاران نے اسے قریب کرتے پوچھا۔۔

سب سے مہنگی گاڑی چاہیے۔۔ اتنی مہنگی ہو حویلی میں کسی کے پاس نہ ہو۔ بچپن کی خواہشات میں سے ایک

خواہش اپنے لیے برینڈ نیو گاڑی بھی لینا تھی۔۔ مگر جب گاڑی ملی تو سیکنڈ ہینڈ گاڑی ملی۔۔ اب چاہتی ہوں

میرا ملینیر شوہر مجھے سب سے مہنگی گاڑی دلائے۔۔ ابرش نے طنزیہ مسکراتے کہا۔

آجائے گی گاڑی۔۔۔ کل صبح کی روشنی ہونے سے پہلے۔۔۔

مگر تم کیا کرو گی اس گاڑی کا۔۔ زاران نے ہلکی گھنٹی بئیر ڈپر ہاتھ پھیرتے الجھن بھرے لہجے میں اپنی

پوچھا۔۔

اس کمرے کے ٹیرس سے اس گاڑی کو دیکھ کر خوش ہوا کروں گی۔۔ خود کو یقین دلایا کروں گی میں کتنی

خوش قسمت ہوں۔
READERS CHOICE

رمز عشق نور آصف

کارپورچ میں کھڑی گاڑی میری ملکیت ہے اور یہ عالیشان کمرہ بھی میری ملکیت ہے۔ اب زاران خانزادہ میری ملکیت نہ بھی ہو تو کیا فرق پڑتا ہے۔۔ ابرش کے طنز پر زاران خانزادہ نے اپنے جبرے بری طرح بھینچے تھے۔۔

ابرش گاڑی آجائے گی۔۔ ڈرائیور کا انتظام ہو جائے گا۔۔ ویسے تو تمہارا ڈرائیور۔۔۔ تمہارا شوہر بننے کے لیے تیار ہے۔ اگر میری خوبصورت بیوی ایسا چاہے۔
زاران اسے کلائی سے پکڑ کر اپنے سینے پر گرا چکا تھا۔۔
ابرش نے بھیگی آنکھوں سے شکوہ کناں نگاہوں سے زاران کی طرف دیکھا تھا۔۔
ابرش میری جان۔۔۔ میری زندگی۔۔۔ گاڑی تمہاری ملکیت ہوگی۔۔ ہمارا بچہ ہونے کے بعد تم اسے ڈرائیو بھی کر لینا۔۔ مگر ابھی تم ڈرائیو نہیں کر سکتی۔۔ تمہیں کہیں بھی جانا ہوا تم میرے ساتھ یا پھر ڈرائیور اور گارڈز کے ساتھ جاؤ گی۔۔

اور میں کہاں جاؤ گی؟؟ تم مجھے کمرے سے باہر برداشت نہیں کرتے۔۔ گاڑی چلانے دو گے کیا؟؟۔ ابرش نے بھیکے لہجے میں پوچھا۔۔

READERS CHOICE

رمز عشق نور آصف

کیوں نہیں چلانے دوں گا۔۔ مگر ہمیشہ میرے پاس رہنا۔۔ تم ڈرائیو کرنا میں تمہارے ساتھ بیٹھ جاؤں
گا۔۔ تمہارا ہاتھ پکڑ کر۔۔۔۔۔ زارا نے پیار سے اسے مزید قریب کرتے اس کے عارض پر لب
رکھے۔۔

ہاتھ پکڑو گے تو گاڑی کیسے چلاؤں گی؟؟۔۔ ابرش کی آواز مزید بھیگی تھی۔ تو پھر مجھے چلانے دینا کیونکہ میں تمہارا ہاتھ پکڑ کر گاڑی چلا سکتا ہوں۔۔ زار ان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ابرش کی آنکھوں سے گرم سیال بہا تھا۔ زارا ان اس کے رونے پر سرد سانس کھینچ گیا تھا۔

ابرش میرا یقین کرو۔۔ میرا پلو شہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔۔ شال پر لپ سٹک کا نشان اس کے مجھ سے ٹکمرانے پر لگا تھا۔۔ ہم نیچے لاونج میں کھڑے باتیں کر رہے تھے۔۔ مگر تم نے میری باتیں نہیں سنیں میں اسے سخت الفاظ میں خود سے دور رہنے کا کہہ رہا تھا۔۔

پلیزمیری اور اپنی زندگی مزید مشکل نہ بناؤ۔ یہ بچہ تمہارا میرا نہیں۔۔ بلکہ ہمارا ہے۔۔ ہماری محبت کی

نشانی۔۔۔ وعدہ کرو۔۔ تم اسے کبھی نقصان نہیں پہنچاؤ گی۔۔ زارا نے ابرش کے گال پر نرمی سے

انگلیاں پھیرتے کہا۔

ابرش نے بھیگی آنکھوں سے دیکھتے اثبات میں سر ہلایا تھا۔ زارا نے مسکراتے ہوئے اسے خود میں بھینچا تھا۔ اس نے اب کی بار اسے خود سے دور نہیں کیا تھا۔

رمز عشق نور آصف

زاران رخ پلٹے اس پر گھنی گھٹا کی طرح چھایا۔

ہمممممم۔۔۔۔۔ اب اچھی بیویوں کی طرح خود کو میرے حوالے کرو۔

تاکہ میں تمہیں پریکٹکل بتا سکوں کہ میں تم سے کتنی محبت کرتا ہوں۔

زاران نے اس کی ٹھوڑی پر نرمی سے اپنے لب رکھتے خمار آلود لہجے میں کہا۔۔

وہ اس کی گردن کو دیوانہ وار چومتے اس کے بدن کی ناز کی کو اپنے لبوں سے محسوس کرتے اس کے پیٹ پر آیا تھا۔

وہاں بہت نرمی سے اپنے لب رکھے تھے۔ اور پھر وہاں وہ اپنے لب نرمی سے رکھتا چلا گیا تھا۔

ابرش اس کی پر حدت بوسوں کی بو چھاڑا اپنے پیٹ پر محسوس کرتے آنکھیں میچ گئی تھی۔۔ بند پلکوں کی باڑ سے آنسو توڑتے عارض کو بھگور رہے تھے۔

زاران بہت نرمی سے اس کے بدن کو ہر پردے سے آزاد کرتے بہت نرمی سے آج اس پر اپنی شدت نچھاور کرتے کمرے کی تمام لائٹس آف کرتے وہ قطرہ قطرہ بھگیاتی رات میں مزید اسے خود میں سمیٹتے اسے اپنی پیار کی شدت میں بھگوتا جا رہا تھا۔

READERS CHOICE

رمز عشق نور آصف

اسفندیار خان سفید شلوار قمیض میں ملبوس براؤن مراد نہ شال کندھوں پر ڈالے اپنی ہلکی گھنی بیڑی پر ہاتھ پھیرتے سیرتھیاں اترتے نیچے آیا تھا۔۔۔ وہ درخیزی کی بارات پر جانے کے لیے تیار تھا۔ اس کی نظریں لاونج میں بیٹھی کچھ اجنبی خواتین پر پڑی تو وہ ٹھٹک کر رکا تھا۔ عموماً باہر کی خواتین مہمان لاونج میں نہیں بلکہ سٹنگ ایریا میں بیٹھتی تھیں۔۔۔ مگر یہ خواتین دیکھنے میں کافی ماڈ تھیں۔۔۔ دوپٹے سر پر تھے مگر بڑی بڑی چادروں میں ملبوس نہ تھی۔۔۔ یہاں لاونج میں بنا چہرہ ڈھانپے آرام سے بیٹھی تھیں۔ یہاں حویلی کا کوئی

بھی مرد آسکتا تھا مگر وہ کفر ٹیل یہاں بیٹھی تھیں۔

اسفندیار کی نظر ان کے بیچ بیٹھی عابیر پر پڑی جو ڈیپ ریڈ کلر کی میکسی میں ملبوس تھی۔ ریڈ ہی دوپٹہ سر پر اچھی طرح اوڑھے ہوئے تھے۔۔۔ ماتھا پیٹی لگبے بڑے بڑے جھمکے پہنے۔۔۔ ریڈ کلر کی ڈیپ لپ سٹک لگائے ہوئے تھی۔۔۔

اسفندیار کی گہری شعلہ بارنگاہیں اس کا کافی سرد مہری سے طواف کر رہی تھیں۔ اس نے رات کو کلیر الفاظ میں عابیر کو منع کیا تھا وہ آج گلا لئی کی بارات میں نہیں جائے گی۔۔۔ مگر اس کا یوں سچ سن کر یہاں وجود ہونا اسے بھڑکا چکا تھا۔۔۔ دفعتاً عابیر کی نظریں اسفندیار خان پر پڑیں تھیں۔ اسفندیار کو شعلہ بارنگاہوں سے خود کی طرف تکتا پا کر عابیر سٹپٹاتے ہوئے نظریں جھکا گئی تھی۔

رمز عشق نور آصف

زاران کے کہنے پر وہ تیار ہوئی تھی۔۔ دوسرا وہ خود گلائی کی شادی پر جانا چاہتی تھی۔۔ اس کی اکلوتی بچپن کی سہیلی تھی۔۔ اور اسفندیار خان کو کیا مسئلہ تھا۔ وہ سمجھ نہیں پائی تھی۔

اسفند اسے سرد سرخ نظروں سے تنبیہ کرتے مردانے میں داخل ہو گیا تھا۔۔

سمیع اللہ خان ہم نے آپ کا بہت نام سنا ہے۔۔ ہم لوگ ادھر شادی پر آئے ہیں۔ ہمارا نام بادشاہ خان ہے۔۔ ہمارا بیٹا اکمل خان دو پہلے اسٹریلیا سے آیا ہے۔۔ وہ مختلف ملکوں میں کاروبار کے سلسلے میں آتا جاتا رہتا ہے۔۔

ماشاء اللہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سمیع اللہ خان بادشاہ خان کے جواب میں بولے تھے۔۔

سمیع اللہ خان ان لوگوں کے یہاں آنے کا مقصد سمجھ نہیں پائے تھے۔۔ وہ لوگ زاران کے دوست
در خزنئی کی شادی پر کراچی سے آئے تھے۔۔ مگر وہ ان لوگوں کی حویلی میں اس وقت کیا کر رہے
تھے۔۔ اصولاً تو انھیں شادی والے گھر ہونا چاہیے تھا۔۔

مردانے میں موجود زاران اور اردخان بھی ان کے ادھر آنے پر حیران تھے۔ کیونکہ ان لوگوں نے پہلے انھیں کبھی نہیں دیکھا تھا۔

رمز عشق نور آصف

ہمارا ادھر آنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ آپ لوگ ہمارا بیٹا اکمل خان سے مل لیں۔ کیونکہ ہمارا بیٹا نے کل ہی واپس جانا ہے۔۔۔ بادشاہ کی بات پر اب سب مزید حیران ہوئے تھے۔۔

اسفندیار خان مردانے میں داخل ہوتے سب کو دیکھتے سلام کرتے ایک طرف صوفے پر بیٹھا۔۔ وہ بھی ان اجنبی حضرات کو دیکھ کر حیران تھا۔۔ اندران کے گھر کی عورتیں شاید عابیر کو اپنے جھرمٹ میں لے کر بیٹھی تھی۔۔

اسفندیار خان نے سرد نگاہوں سے اکمل خان کو دیکھا جسے اس نے کل در خزئی کی حویلی میں زنان خانے کے کئی چکر لگاتے دیکھا تھا۔

ہم اپنے بیٹے اکمل خان کے لیے کب سے لڑکی تلاش کر رہے تھے۔۔ مگر ہمارا بیوی کو کوئی لڑکی پسند ہی نہیں آ رہا تھا۔۔

کل آپ کا پوتی کو ادھر شادی پر دیکھا۔۔ ہمارا گھر کی عورتوں کو آپ کا پوتی بہت پسند آئی ہے۔۔ ہم اپنے بیٹے اکمل خان کے لیے آپ کی پوتی عابیر کا ہاتھ مانگتے ہیں۔

بادشاہ خان کی بات پر سب کے رنگ سرخ ہوئے تھے۔

اسفندیار خان کی آنکھوں میں خون اتر رہا تھا۔۔ زار ان نے اپنا لب بھینچتے اسفندیار خان کو دیکھا جس کے ماتھے کی نیلی رگیں پھول رہی تھیں۔

رمز عشق نور آصف

ہم جانتے ہیں مناسب یہی تھا ہم اپنے بیٹے کے بغیر آپ سے آپ کی پوتی کا ہاتھ مانگتے۔۔ مگر کل اس نے واپس جانا تھا۔۔ ہمارا بیوی اور اس کی بہنوں کو آپ کی پوتی اتنا پسند آئے وہ ضد لگا کر بیٹھ گئے۔۔ اکمل خان کے واپس جانے سے پہلے اس کا رشتہ طے کر دیتے ہیں۔۔ ہم لوگ آپ کا دور کی برداری سے ہیں۔۔ ہمارا بیٹا آپ کے سامنے ہے۔۔ ہم بہت عزت سے آپ کی پوتی کا ہاتھ مانگتے ہی۔

بس۔۔۔۔۔۔ ایک لفظ اور نہیں۔۔۔۔۔۔ ورنہ میں اپنی حویلی کی راویات بھول جاؤں گا کہ گھر آیا
مہمانوں کے ساتھ برا سلوک نہیں کرتے۔۔۔ اسفندیار خان کی شیرسی غراہٹ پوری حویلی میں گونجی
تھی۔۔

وہ صوفے سے کھڑا ہوتے اپنی مٹھیاں بھینچے اپنی غصے کی طنابوں پر بمشکل قابو پا رہا تھا۔۔۔
سب ہی اب اپنی نشستوں سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔۔۔

زاران اپنی گھنی بَیر ڈپر ہاتھ پھیرتا خاموش کھڑا تھا۔ سجویں ہی ایسی تھی اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ کیا کرے۔۔ اگر وہ اسفندیار خان کی جگہ ہوتا اس کا ری ایکشن اس سے بھی زیادہ شدید ہوتا۔۔ زاران خان زادہ کو بھی ان کا مطالبہ کافی غصے میں مبتلا کر چکا تھا۔۔

رمز عشق نور آصف

وہ لوگ بنا کسی تحقیق کے منہ اٹھا کر چلے آئے تھے۔ یہی حال اربد خان اور سمیع اللہ خان کا بھی تھا۔ ان لوگوں کے چہرے بھی ناگواری سے سرخ تھے۔ گھر آئے مہمانوں کا لحاظ تھا۔ ورنہ ان کا مطالبہ ان کے لیے بھی برداشت کرنا مشکل تھا۔

سمیع اللہ خان تمہارا پوتا مہمانوں کا احترام بھول گیا ہے۔

بادشاہ خان گرجا تھا۔ حاکم خان بھی سرد سرخ نظروں سے اسفندیار خان کو گھور رہا تھا۔۔۔ آج تم اور تمہارا بیٹا اس لیے یہاں سے زندہ سلامت جاے گا۔ کیونکہ اس حویلی میں اگر کوئی دشمن بھی آجائے تو ہم اسے واپس زندہ جانے دیتے ہیں۔۔

اس سے پہلے میں اپنی پسٹل کی گولیاں تمہارے سامنے تمہارے بیٹے کے سینے میں اتار دوں یہاں سے دفع ہو جاؤ۔ اسفندیار خان حاکم خان کو سرد نظروں سے گھورتے باشاہ کے مقابل آتے غرایا تھا۔ اسفندیار ہم بات کر رہا ہے۔ ہمیں بات کرنے دو۔ تم جاؤ یہاں سے۔۔ سمیع اللہ نے سختی سے اسفندیار خان کو پکارا تھا۔

بس داجی جتنی بات ہونی تھی ہو گئی۔ اب اور بات نہیں ہوگی۔ اب اگر مزید بات ہوئی تو اسفندیار خان کی پسٹل سے نکلی ہوئی گولی ہوگی اور اکمل خان کا سر۔ اسفندیار خان حاکم خان کو دیکھتے غرایا تھا۔

رمز عشق نور آصف

اکمل خان کے ہاتھ اس کی جیکٹ کی پاکٹ کی طرف بڑھتا دیکھ کر اسفندیار خان ایک ہی جست میں اس کے گریبان کو ایک ہاتھ سے جکڑے اپنے دوسرے ہاتھ سے اس کا سیدھی کلائی جکڑ کر بری طرح مڑوڑ چکا تھا۔۔

وہ درد سے چلا اٹھا تھا۔۔۔ اکمل خان کی جیکٹ سے پسٹل نکالتے وہ اسی پر تان چکا تھا۔

یہ سب کچھ اتنی تیزی سے ہوا تھا کوئی بھی اسفندیار خان کو روک نہیں پایا تھا۔

بادشاہ خان کے چہرے پر اب پریشانی لہرائی تھی۔۔ ان کا اکلوتا بیٹا تھا۔۔

سمیع اللہ خان۔۔۔۔۔ بادشاہ خان نے احتجاجی طور سمیع اللہ کو پکارا۔۔

زاران ایک طرف کھڑا یہ سب خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔ وہ کچھ بھی بولتا سچویشن مزید بگڑ جانی تھی۔۔ اس کانچ میں بولنا اسفند پارخان کو مزید مشتعل کر دیتا۔۔

اسفندیہ کیا کر رہے ہو تم۔۔ ان لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ ان کے گھر کی عورتوں نے عابیر کو دیکھا اور

پسند کر لیا۔۔ بات کو مت بڑھاؤ۔۔ اربد خان ڈپنے والے انداز میں بولے۔

مت نام لیں اس کا ادھر وہ میری عورت ہے۔۔ اس کا نام بھی مجھے کسی کے سامنے گوارا نہیں۔۔ ان خبیث

لوگوں کی ہمت کیسے ہوئی میری بیوی میری عورت کا ہاتھ مانگنے کی۔۔ اسفندیار خان دھاڑا تھا۔

اکمل خان اور بادشاہ خان کے چہروں پر حیرانگی تھی۔۔

رمز عشق نور آصف

اسفندیار خان سنا نہیں تم نے تم جاؤ یہاں سے ہم بات کرتا ہے۔۔ اور تم انسانوں کی طرح بات نہیں کر سکتا۔ ہر بات میں تمہارا پستول نکالنا ضروری ہوتا ہے۔۔ سمیع اللہ خان ناگواری سے بولتے اسفندیار خان کے مقابل آئے تھے۔۔

(مزید ناول پڑھنے کے لیے اس لنک کو سرچ کریں)

For more novel kindly Google this link

<https://ezreaderschoice.com>

اسلام علیکم!

ہمارے اور گرد بہت سے کردار ہیں جن کو ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو بخوبی لکھ سکتے ہیں تو اٹھائے قلم اور لکھ دیجئے ایک ایسی کہانی جو دلوں کو چھو لے اور ان کرداروں کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے اپنی صلاحیت کو بھی اجاگر کریں۔ ریڈرز چوائس

رمز عشق نور آصف

آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے کہ جہاں [/https://ezreaderschoice.com](https://ezreaderschoice.com)

آپ اپنی قابلیت کا لوہا منوا سکیں۔ آج ہی ہمیں اپنی تحریر ارسال کریں جس کو ہم ایک ہفتے کے اندر اپنی ویب سائٹ اور دیگر سوشل میڈیا گروپ میں شامل کریں گے۔

مزید تفصیلات کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

واٹس ایپ نمبر کے لیے ابھی میل کیجئے

Facebook ID: <https://www.facebook.com/mubarra1>

Email address: mobimalik83@gmail.com

readerschoicemag@gmail.com

Facebook groups : **Readers Choice,**

داجی میرے سینے میں آگ بھڑک رہی ہے اور یہ آگ بھڑکانے میں اس حویلی کے لوگوں کا ہاتھ ہے۔۔ اسفندیار خان نے پاس کھڑے زار ان خانزادہ کو گھورا تھا۔۔

رمز عشق نور آصف

اسفندیہ پستل ہم کو دو تم جاؤ یہاں سے۔۔ یہ ہمارا حکم ہے۔۔ تمہارا اندر اپنا داجی کا اتنا احترام ہو گا کہ تم ان کا بات مان سکو۔ اور اس حویلی کا روایات پر قائم رہ سکو۔ ان کا شرمندگی سے بھرا چہرہ بتا رہا ہے ان کو اس بارے میں کوئی خبر نہیں تھا۔۔ سمیع اللہ خان نے اکمل خان اور بادشاہ خان کے شرمندہ چہروں پر نظر ڈالتے کہا۔۔

وہ لوگ اس سچویشن میں خفت کا شکار تھے۔۔

اسفندیار خان کاری ایکشن جائز تھا۔ ان لوگوں کو تحقیق کر کے آنا چاہیے تھا۔

انہوں نے اکمل خان پر قہر بار نگاہ ڈالی جو کل عابیر کی مہندی پر ایک جھلک دیکھ کر پاگل ہو گیا تھا۔ اس کی ضد پر وہ لوگ یہاں پر آئے تھے۔ وہ باہر کے ممالک میں رہ کر یہاں کی روایات بھول گیا تھا۔

ساتھ آنے کی بھی اس نے ضد کی تھی وہ باہر جانے سے پہلے عابیر کے ساتھ اپنا رشتہ پکا کرنا چاہتا تھا۔ اگر وہ ساٹھ نہ آتا تو شاید سچویشن اتنی خراب نہ ہوتی۔

اسفندیار خان نے غصے اکمل خان کی پستل سے مردانے میں رکھے بڑے سے کر سٹل واز کو گولیوں سے نشانہ بنایا تھا۔ وہ چھ کی چھ گولیاں کر سٹل واز پر برساکھا تھا۔ وہ کب سے ٹوٹ کر زمین پر گر کر چکنا چور ہو چکا تھا۔

اسفندیار پستل زمین پر پھینکتے تیز تیز قدموں سے زنان خانے کی طرف بڑھا۔

رمز عشق نور آصف

ہم نے تو سنا تھا اس کا نکاح آپ کے پوتے کے ساتھ ہوا تھا۔۔ وہ کچھ مہینہ پہلے اللہ کو پیارا ہو چکا ہے۔۔ بادشاہ خان اسفندیار خان کے جانے کے بعد شرمندگی اور تحیر زدہ لہجے میں بولے۔۔۔

وہ ہمارا پوتا کی بیوی ہے۔۔ آب کو غلط فہمی ہوئی ہے۔۔ سمیع اللہ خان تحمل سے بولے۔۔ ہم اپنا پوتا کی طرف سے آپ سے معذرت کرتا ہے۔۔ بچہ لوگ ہے اس عمر میں خون گرم ہوتا ہے۔۔ اور ہم بڑا لوگ کا کام بنتا ہے ہم لوگ عقل سے کام لیں۔۔ کچھ بھی کرنے سے پہلے اگر کسی معاملے کا گہرائی سے تحقیق کر لیا جائے تو انسان شرمندگی سے بچ جاتا ہے۔۔ سمیع اللہ خان سرد لہجے میں بولے تو بادشاہ خان شرمندگی کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبے تھے۔۔

اسفندیار خان غصے اور اشتعال سے زنان خانے میں داخل ہوا۔

اسفندیار خان۔۔۔ رکو۔۔۔ زار ان نے اسے پکارا تھا۔۔

اسفند نے مڑتے زار ان خانزادہ کو شعلہ بارنگاہوں سے گھورا۔۔

زنان خانے میں خواتین ہیں۔۔ اپنا غصہ کنٹرول کرو۔۔ جس طرح تمہیں پسند نہیں ہے کہ تمہاری عورت کو کوئی ایک نظر دیکھے۔۔ اس طرح دوسروں کی عورتوں کا بھی عزت کا خیال کرو۔۔ زارا ان کی بات پر اس کے قدم رکے تھے۔۔

رمز عشق نور آصف

وہ اپنے غصے اور اشتعال میں بھول گیا تھا کہ زنان خانے میں خواتین بیٹھی ہیں۔۔ اس وقت اس کا دل کر رہا تھا عابیر کو آگ لگا دے جو ان عورتوں کے درمیان سچ سنور کر بیٹھی تھی۔ وہ لوگ اسے اکمل خان کی ہونے والی عورت کی نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔۔

اسفندیار خان طیش و اشتعال سے اپنی مٹھیاں بھینچ گیا تھا۔ زنان خانے سے آتی روزینہ خانم کی آوازوں پر وہ دونوں تیز تیز قدموں سے زنان خانے کی طرف بڑھے۔۔

کل تم اپنا سہیلی کی مہندی پر گیا تھا یا پھر وہاں اپنا رشتہ ڈھونڈھنے۔۔ ہمارا بابرک بیٹا تو تم کو ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا جانتا ہے ہم۔۔ اب کیا ہمارا بیٹا اسفند بھی تمہیں پسند نہیں ہے جو اپنے لیے رشتہ تلاش کر آیا۔۔

روزینہ خانم اونچی آواز میں عابیر پر برس رہی تھیں۔۔ وہ ڈبڈبائی آنکھوں سے انہیں دیکھ رہی تھی۔۔ امینہ خانم، بہارے گل اور پلوشہ بھی اس وقت ادھر موجود تھیں۔۔۔

مورے۔۔۔۔۔ اسفندیار خان کی گرج پر سب اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

عابیر نے بھیگی آنکھوں سے اسفندیار خان کو دیکھا تھا۔۔ وہ اس وقت بری طرح لرز رہی تھی۔ مردان خانے میں جو ہوا اسے پتہ چل چکا تھا۔۔

رمز عشق نور آصف

بادشاہ خان کی گھر کی خواتین نے باتوں باتوں میں سب کو بتا دیا تھا کہ وہ اکمل خان کی پسند پرانی ہیں۔ اور کل مہندی پر اکمل خان کو اس نے ایک نظر ہی دیکھا تھا۔ وہ زنان خانے میں کسی کام آیا تھا۔ اسے دیکھتے ہی عابیر نے فوراً اپنا منہ ڈھک لیا تھا۔ اکمل خان کی بھی ایک نظر ہی اس پر پڑی تھی۔۔۔ اسے گلائی نے ہی بتایا تھا کہ اکمل خان اس کے ماموں کا بیٹا ہے۔۔۔ جو اسٹریلیا سے آیا ہے۔

اب اسفندیار خان کے ری ایکشن پر وہ بری طرح لرز رہی تھی۔۔۔ وہ قصور وار نہ ہوتے ہوئے بھی قصور وار بن گئی تھی۔ اس کی سرد سرخ آنکھیں ہی اس کے غیض و اشتعال کو ظاہر کر رہی تھیں۔ وہ اسے لے کر کتنا پوزیسیو ہے وہ بخوبی جانتی تھی۔۔۔

مورے سوچ سمجھ کر بات کریں۔ یہ بابرک کی منکوحہ نہیں اسفندیار خان کی بیوی ہے۔۔۔ غیرت ہے میری۔۔۔ آپ کے یہ سوال و جواب میری عزت پر سوال اٹھا رہے ہیں۔ اور میں یہ کسی قیمت پر برداشت نہیں کروں گا۔ اسفندیار خان روزینہ خانم کے مقابل آتے سرد مگر احتراماً لہجے میں مخاطب ہوا تھا۔۔۔ کچھ دن پہلے بھی وہ روزینہ خانم سے بد تمیزی کر چکا تھا سب کے سامنے ان پر چلایا تھا۔ وہ تب سے اپنا عمل بالکل جسٹیفائی نہیں کر پا رہا تھا۔ وہ اس کی ماں تھی۔ احترام لازم تھا۔ بابرک کے بعد وہ ویسے ہی کافی دکھی تھیں۔۔۔

رمز عشق نور آصف

روزینہ خانم کی بات آج بھی اس سے برداشت نہیں ہو رہی تھی۔۔۔ وہ سب کے سامنے عابیر کے کردار پر سوال اٹھا رہی تھیں۔ اور یہی بات اسے تکلیف میں مبتلا کر چکی تھی۔۔۔ زارا ان خان خاموشی سے کھڑا یہ سب دیکھ رہا تھا۔۔۔ آج اسے عابیر کے لیے بولنے کی ضرورت ہی نہیں رہی تھی۔۔۔

تم ہم سے سوال وجواب کرتا ہے۔۔ کبھی تم نے ہمارا آگے سوال نہیں اٹھایا۔ اونچی آواز نہیں کی۔۔ مگر اس لڑکی کی خاطر تم ہمارا مقابل آیا ہے۔۔

اکمل خان کی بہن خود بتا کر گیا ہے کہ وہ اکمل خان کی پسند پر یہ رشتہ لے کر آیا ہے۔۔ اب تم ہی بتاؤ۔۔ ہم
کیا غلط کہہ رہا ہے؟؟۔۔۔۔۔ کل گل لائی کی مہندی پر یہ مردانے گیا تھا یا پھر وہ اکمل خان زنانے گیا تھا۔۔
مورے۔۔۔۔۔ اسفندیار خان اتنی زور سے دھاڑا تھا کہ سب کو اپنے کان کے پردے پھٹتے محسوس
ہوئے تھے۔۔

عابیر بری طرح لرزی تھی۔۔ اینہ خانم پاس کھڑی آنسو بہا رہی تھیں۔ اپنی ہیروں جیسی بیٹی کے کردار پر وارا انھیں اذیت میں مبتلا کر رہا تھا۔

بابرک سے نکاح کے طور پر اس کی حق تلفی ہوتی تھی۔۔ اب اسفندیار خان سے نکاح کے بعد بھی یہی حال تھا۔ وہ کل بھی عابیر کے مستقبل کو لے کر پریشان تھی۔۔ وہ آج بھی عابیر کے مستقبل کو لے کر پریشان تھیں۔

رمز عشق نور آصف

اسفندیار خان عابیر کے ساتھ کبھی ٹھیک ہو بھی جاتا۔۔ مگر روزینہ خانم ایسے کبھی نہ ہونے دیتی۔ ابھی بھی وہ صرف اسفندیار خان کے دل میں عابیر کے لیے شک اور نفرت گھولنا ہی ان کا مقصد۔ تھا۔ ان کی کوئی اولاد خوش نہ تھی۔۔ امینہ خانم نے اپنی آنکھیں بے دردی سے رگڑیں۔

اسفندیار کی دھاڑ سنتے مردان خانے سے دور ید خان اربد خان اور سمیع اللہ خان بھی آچکے تھے۔۔

مورے کیوں نہیں سمجھتی آپ۔۔۔ آپ کی یہ باتیں مجھے تکلیف پہنچا رہی ہیں۔۔ آپ عابیر پر نہیں مجھ پر کیچڑا چھال رہی ہیں۔۔۔ عزت ہے میری عابیر۔۔ آپ اس طرح سب کے سامنے اس سے سوال و جواب کر کے میری عزت پر وار کر رہی ہیں۔ آپ نے آئندہ عابیر کے کردار پر ایک بات بھی کی میں خود کو ختم کر ڈالوں گا۔۔ سمجھی آپ۔۔ اسفندیار نے سرد بر فیلے لہجے میں دھمکی دی۔۔

تمہیں یہ لڑکی اتنی پیاری ہو گئی کہ تم ہمیں خود کشی کی دھمکی دے رہے ہو۔۔ اس لڑکی کے واسطے جس کے بھائی نے تمہارا بھائی کو مار دیا۔۔ روزینہ نے خانم بھرائے لہجے میں اسفندیار خان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے سوال داغا۔۔

اسفندیار خان اب اپنے بال مٹھیوں میں جکڑ گیا تھا۔۔ وہ یہ سب بھولنا چاہتا تھا۔۔ بھولنا چاہتا تھا اس کے بھائی کا قاتل اس کی سامنے کھڑی لڑکی کا بھائی ہے۔۔ مگر اس کی ماں اسے بھولنے ہی نہیں دیتی تھی۔۔ وہ اپنی ماں کی وجہ سے نہیں بلکہ سامنے کھڑی لڑکی کی وجہ سے مجبور تھا۔۔

رمز عشق نور آصف

جو آج تک اپنے بھائی کے قاتل کو سزا نہ دے سکا۔ اور یہی بات اسفندیار خان کو کچھ کے لگاتی تھی۔۔ وہ
بزدل انسان تھا جو ایک لڑکی کے آنسوؤں کے آگے ہار رہا تھا۔

سامنے کھڑے نازک لرزتے وجود کی سرمئی گہری آنکھوں میں آنسو گوارا نہ تھے۔۔

لیکن آج یہ آنسو اسے کوئی تکلیف نہیں پہنچا رہے تھے۔۔ اس کا دوا آتش قیامت خیز روپ اس کے اندر جلتا
تندور دہکا چکا تھا۔ اس کے ساتھ اس کا حساب کتاب باقی تھا۔ آخر وہ کیوں گئی اکمل خان کے
سامنے۔۔ آج وہ یہ حساب بہت بے دردی سے لینے کا رکھتا تھا۔۔

یہ کیا تماشہ لگا رکھتا ہے تم آئے روز اس زنان خانہ میں روزینہ۔۔ اپنے ہی بیٹے کی موت کو لے کر تم داؤ
کھیل رہا ہے۔۔ تم کو عابیر نہیں پسند اسی لیے تم اسفند کے ذہن میں زہر کھول رہا ہے۔۔ بابرک کا قاتل
آہل ہے یہ ثابت ہو چکا ہے۔۔ آئندہ ہمارا پوتا کے خلاف ایک لفظ مت بولنا۔۔ سمیع اللہ خان نے سخت
الفاظ میں روزینہ خانم کو وارن کیا۔۔

اگر بابرک کی موت کا ذمہ دار آہل ہے تو کہاں ہے وہ؟؟ اس کو بھی سب کے سامنے گولیاں کیوں نہیں
ماریں۔۔ ہمارا دل آج بھی یوں جل رہا ہے۔۔ آپ تو ہمیشہ انصاف کرتا ہے تو ہمارا ساتھ انصاف کیوں
نہیں کیا۔۔

رمز عشق نور آصف

آپ کو اپنا پوتا زاراں پیارا ہے۔۔ یا پھر آپ اپنا نواسا کو بچا رہا ہے۔۔ اور یہ سب آپ اس بیٹی کے لیے کر رہا ہے جو یہاں سے منہ کالا کر کے گیا تھا۔ اس گھٹیا بیٹی کے لیے اب بہت ہمدردی جاگ رہا ہے۔۔ حویلی کا مرد بہت بے غیرت ہو گیا۔

چٹاخ اربد خان کا طمانچہ روزینہ خانم کا گال سرخ کر چکا تھا۔۔
مردان خانے میں خاموشی چھائی تھی۔۔

تم انتہائی گھٹیا عورت ہے۔۔ ہمارا سامنے ہی ہمارا بہن کے خلاف بول رہا ہے۔۔ ہمارا بابا کے آگے زبان چلا رہا ہے۔۔ پاگل عورت ہم تمہارا زبان کھینچ لے گا۔ اربد خان نے دوبارہ ہاتھ اٹھانے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا تو اسفندیار خان مقابل آتے روزینہ خانم کے وجود کو اپنی بانہوں میں بھر گیا۔۔

آپ نے میری ماں پر ہاتھ اٹھایا وہ بھی میرے سامنے۔۔ کیسے کر سکتے ہیں بابا آپ؟؟۔ اسفندیار خان نے روزینہ خانم کو اپنی بانہوں میں لیے زخمی لہجے میں سوال کیا۔۔ اس کی آنکھیں لہو چھلکار ہی تھیں۔۔۔

اربد خان کو ہمیشہ اس نے اپنی ماں کا احترام کرتے دیکھا تھا۔۔ آج سب کے سامنے روزینہ خانم پر ہاتھ اٹھانا اسفندیار خان کے رگوں میں دوڑتا خون ساکت کر چکا تھا۔۔

مردانے خانے میں گھمبیر خاموشی چھائی تھی۔۔ سمیع اللہ خان اپنی لاٹھی پر دباؤ ڈالتے جھکے کندھوں کے ساتھ خاموشی سے وہاں سے چلے گئے تھے۔۔ زحلے کی وجہ سے انہوں نے برسوں سے اپنی بہوؤں کے

رمز عشق نور آصف

معاملے میں بولنا چھوڑ دیا تھا۔۔ اسی ایک بات کی وجہ سے کسی نے غلطی سے بھی زحلے کا طعنہ دیا تو وہ مر جائیں گے۔ اپنی پوتیوں پر وہ تھوڑا سختی کرتے تھے۔۔ کیونکہ وہ نہیں چاہتے تھے وہ بھی زحلے کی طرح کا کوئی قدم اٹھائیں۔۔ اسی وجہ سے انہوں نے بچپن میں عابیر اور بہارے کا نکاح اپنے پوتوں سے کر دیا تھا۔۔ مگر آج زحلے کا طعنہ ان کا دل چھلنی کر چکا تھا۔۔ درید خان سمیع اللہ خان کی طبیعت کے پیش نظر ان کے پیچھے گئے۔۔

اربد خان بھی اب پریشان کھڑے تھے۔۔ تیس سالوں کا ساتھ تھا روزینہ خانم کے ساتھ۔۔ وہ تو تنہائی میں بھی ان پر چلاتے نہیں تھے۔۔ وہ بہت محبت کرتے تھے روزینہ خانم سے۔۔ اسی محبت کی وجہ سے ان کی زبان فراٹے بھرتی تھی۔۔ کچھ بابرک کے مرنے کے بعد تلخ ہو گئی تھی۔ اسفند نے روزینہ خانم کو اپنی بانہوں میں لیے ان کا ماتھا چوم گیا تھا۔۔

کوئی جتنا مرضی ہم پر ہاتھ اٹھائے۔۔ مگر ہم خاموش نہیں رہے گا۔۔ اربد خان اپنے بیٹے کی موت کا غم بھول سکتا ہے۔۔ مگر ہم ماں ہیں۔۔ کیسے بھول جائیں اپنا جوان بیٹے کی موت کو۔۔ کیسے بھول جائیں۔ ہمارا سامنے اس کا کفن میں لپٹا چہرہ جب آتا ہے تو ہمارا دل کرتا ہے ہم خود کو آگ لگا لے۔۔ جب ہم سوچتا ہے ہمارا بابرک کا قاتل کھلا گھوم رہا ہے۔۔ ہمارا دل کرتا ہے کہ ہم ساری دنیا کو جلا کر خاک کر دے۔۔ اب آپ ہی بتاؤ ہمارا اذیت کیسے کم ہو گا۔۔ ہمارا دل کو کیسے سکون ملے گا۔

رمز عشق نور آصف

روزینہ خانم سینے پر ہاتھ مارتے چیخیں تھیں۔

ارد خان روزینہ خانم کے آنسو دیکھتے وہ تیز تیز قدم اٹھاتے اب مردان خانہ سے چلے گئے۔
دیکھا تم نے اپنا باپ کو وہ بھی بھول گیا بابرک کی موت کو۔ ہمارے سامنے تو اس کا کفن میں لپٹا چہرہ ہر روز آتا ہے۔ ہم رات کو سو بھی نہیں سکتا۔ اسفند ہمارا بارک لادو۔ ہمارا لاڈ لاپٹا تھا وہ۔ وہ روتے ہوئے چیخ رہی تھیں۔

مورے چلیں کمرے میں۔۔۔ چلیں میرے ساتھ۔۔ اسفند یا خان ان کی طرف بڑھتے انھیں اپنے سینے کے ساتھ لگائے ان کی پیشانی پر اپنے لب رکھے وہ کتنے ہی آنسو اپنے اندر اتار گیا۔ اپنی مورے کا رونا اس سے برداشت نہیں ہو رہا تھا۔

بہارے گل بھی بری طرح رو رہی تھی۔ عابیر اپنے لب کاٹتے کھڑی تھی۔ وہ اس کا قصور وار خود کو سمجھ رہی تھی۔

اس کب معصوم دل لرز بھی رہا تھا۔ وہ جانتی تھی روزینہ خانم خاموش نہیں رہیں گی۔ وہ اتنی آسانی سے سب بھولیں گی۔ اور سزا اسی کے حصے میں آئے گی۔

زاران نے پریشانی سے اپنا ماتھا سہلایا۔ اس سب کا ذمہ دار وہ خود کو گردان رہا تھا۔ اس کے پاس اپنی بے گناہی کا ثبوت ہوتا تو وہ کب کا سب کو دے چکا ہوتا۔

رمز عشق نور آصف

بابرک کے سینے میں گولی رمضان کی پستل سے نکلی پیوست ہوئی تھی۔۔ وہ سب کو حقیقت بتا بھی دیتا
رمضان اس کا گارڈ تھا۔۔ اسے رمضان آہل کو سب کے سامنے پیش کرنا پڑتا۔۔ ایسے میں آہل کو بنا کسی
ثبوت کے گولیاں مار دی جاتیں یا پھر بہزاد خان اس تک پہنچ جاتا۔۔ بہزاد خان تو کسی قیمت پر اسے کبھی نہ
چھوڑتا۔۔ آہل کہاں تھا صرف اسے پتہ تھا۔۔ بہزاد خان کی وجہ سے اس نے کبھی آہل اور زحلے سے رابطہ
بھی نہیں کیا تھا۔۔ کہیں بہزاد خان ان تک پہنچ نہ جائے۔۔ بہزاد خان کی اس کی ایک ایک حرکت پر نظر
تھی۔ مگر اپنے ہی رشتوں کو تکلیف میں دیکھ کر اب اس کی روح زخمی ہو رہی تھی۔ وہ خود کو بہت لاچار اور
پے بس محسوس کر رہا تھا۔۔ اسفندیار خان کی آنکھوں میں آنسو اس کے دل کو شدید تکلیف پہنچا چکے
تھے۔۔

اسفندیار ہم سے وعدہ کرو آج ایک۔۔۔ ہمارا دل کو سکون پہنچانا چاہتا ہے۔۔ ہم کو اپنا مورے سمجھتا ہے اگر
ہم کو عزت دیتا ہے تو تم اس عابیر سے کوئی تعلق نہیں رکھو گے۔۔ وعدہ کرو ہم سے۔۔ تم اس سے کوئی
تعلق نہیں رکھو گے۔۔ تم اسے چھوڑنا نہیں چاہتے۔۔ مت چھوڑو مگر کبھی اس کے قریب نہیں جاؤ
گے۔ اب کبھی یہ تمہارے کمرے میں قدم نہیں رکھے گی۔۔ تم اس سے کبھی کوئی تعلق نہیں رکھو
گے۔۔ جس طرح تم پچھلے ایک ہفتہ سے اس سے کوئی تعلق نہیں رکھا بلکل اسی طرح اب تم کبھی اس کے
قریب نہیں جائے گا۔

رمز عشق نور آصف

۔ روزینہ خانم نے اسفندیار کی گھنٹی بئر ڈوالی گال پر ہاتھ رکھتے روتے ہوئے ہدیانی کیفیت میں کہا۔
مورے آپ اندر چلیں۔۔ میرے ساتھ میں آپ سے بات کرتا ہوں۔۔ آپ جیسا چاہیں گی ویسے ہی ہو گا۔۔ جو کہیں گی وہی کروں گا۔۔

اسفندیار کی بات پر عابیر نے زحمتی نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔ رات بھر وہ اس کی شدتیں سہتی رہی۔۔ وہ اس کے پور پور میں بے رحمانہ طریقے سے پورے حق سے اس کا مالتق بنا اپنی سوغاتیں رقم کرتا رہا۔۔ اسے اپنی آگ جیسی قربت میں جھلساتا رہا۔۔ آج پھر وہ اس دن کی طرح اس سے لا تعلقی برت رہا تھا۔۔
تم باہر چلا جاؤ۔۔ ادھر گھر بسا لو اپنا۔۔ ہم تمہارا جدائی قبول کر لے گا۔۔ مگر اس لڑکی کے ساتھ ہم تم کو قبول نہیں کر سکتا۔۔ روزینہ خانم عابیر پر نفرت آمیز نگاہیں گاڑتے ہوئے پھنکاریں تھیں۔
مورے ابھی چلیں میرے ساتھ اندر۔۔ آپ جیسے کہیں گی ویسا ہی ہو گا۔۔

ان کی ہدیانی کیفیت دیکھ کر اسفندیار نے انہیں اپنے بازوؤں کے حلقے میں بھرتے ان کے کمرے کی طرف بڑھا۔ وہ عابیر کو یکسر نظر انداز کر گیا تھا۔۔ عابیر کو پھر سے اپنا آپ بہت بے مول۔ لگا۔ وہ پھر سے وہی آن کھڑی ہوئی تھی۔۔۔
اسفندیار روزینہ خانم کو لے کر آگے بڑھا ہی تھا کہ اس کے بازو پر عابیر کے نازک کپکپاتے ہاتھ کی گرفت آن ٹھہری تھی۔

رمز عشق نور آصف

اسفندیار خان۔۔۔۔۔ عابیر نے کپکپاتے لبوں سے اسے پکارا۔۔

زاران خانزادہ اس کا کپکپاتا بدن اس کے لرزتے لب دیکھ کر اس کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

رک جائیں لالا مجھے اسفندیار خان سے بات کرنے دیں۔ عابیر نے زاران کو ہاتھ کے اشارے سے

روکا۔۔ وہ وہی پر رک گیا تھا۔۔ مگر عابیر کی حالت دیکھ کر پہلی مرتبہ زاران کو عابیر کا نکاح اسفندیار خان

کے ساتھ کرنے پر دکھ ہوا تھا۔۔ وہ زرتاج اور آہل کو بچاتے بچاتے اپنی بہن کو ہی گہری کھائی میں دھکیل

چکا تھا۔

اسفند نے مڑتے ہوئے عابیر پر نظر ڈالی جو بری طرح لرز رہی تھی۔۔

کچھ دیر پہلے وہ اس کے خوف سے لرز رہی تھی۔۔ اب وہ اس کے کہے لفظوں سے لرز رہی تھی۔۔

اسفندیار خان۔۔۔ آپ کی مورے نے آپ سے عہد لیا ہے آپ کبھی میرے قریب نہیں آئیں

گے۔۔ مجھے اپنے کمرے میں نہیں لے کر جائیں گے۔۔ آپ اس وعدے پر ہامی بھر چکے ہیں۔

مجھے صرف یہ جاننا ہے کہ یہ وعدہ میرا آپ کے کمرے میں قدم رکھنے تک محدود ہوگا۔ اور آپ میرے

کمرے میں قدم رکھنے کی ہر شرط ہر وعدے سے آزاد ہوں گے کیا۔۔ عابیر نے اسفندیار خان کی نیلی

آنکھوں میں اپنی ہیزل گرے گہری آنکھیں گاڑتے شبیہی لہجے میں سوال کیا۔۔

عابیر کی بات میں چھپا مطلب وہ اچھی طرح سمجھ چکا تھا۔ اسفند کا چہرہ پیل میں سرخ ہوا تھا۔

رمز عشق نور آصف

اسفند نے اسے سرد نظروں سے خاموش رہنے کی تنبیہ کی تھی۔۔ اس کی نظروں کا مفہوم سمجھتے وہ استہزائیہ مسکرائی تھی۔۔

مجھے ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں اسفند یار خان؟؟۔۔ رات کی تنہائی میں بیوی کے پور پور پر اپنی شدتوں کی مہر لگانے والا مرد دن کے اجالے میں اپنی ہی بیوی سے انجان کیوں بن جاتا ہے۔۔ عابیر کی بات پر سب کے رنگ سرخ ہوئے تھے۔

بہارے اور پلوشہ نے حیرانگی سے عابیر کو دیکھا وہ اس سے اس سب کی توقع نہیں کر رہی تھی۔ اسفند یار خان کی آنکھوں میں اشتعال کی سرخی اتری تھی۔۔ دل کیا تھا سامنے کھڑی لڑکی کے بچے ادھیڑ کر رکھ دے۔۔

عابیر بچہ یہ کیا کہہ رہا ہے تم؟؟ سب کے سامنے ایسی باتیں کیوں کر رہا ہے؟؟
امینہ خانم نے اسے نم لہجے میں ٹوکا۔۔

تو کیا کروں مورے؟؟ کیا کروں میں؟؟ بیوی ہوں میں اسفند یار خان کی۔۔ مگر ہمارے بچے اسی ایک رشتے کو اسفند یار خان نے مذاق بنا دیا ہے۔۔ مجھے اپنا آپ آپ ایک بیوی نہیں بلکہ ایک رکھیل۔۔۔ اس سے پہلے وہ یہ لفظ مکمل کرتی اسفند یار خان اس کا منہ دبوچ چکا تھا۔۔

رمز عشق نور آصف

ایک لفظ اور نہیں۔۔۔ ورنہ تمہیں اسی حویلی کی زمین میں زندہ گاڑھ دوں گا۔۔۔ سمجھی تم وہ اس کا جبرہ
دبوچے غیض و اشتعال سے دھاڑا۔۔

زندگی میں پہلی مرتبہ زار ان عابیر کی طرف نہیں بڑھا۔۔ وہ لفظ جو کہنا چاہتی تھی۔۔ وہ اس سے ایکسیکٹ
نہیں کر رہا تھا۔۔ اسے خود یہ لفظ مشتعل کر چکا تھا۔۔ وہ اپنی مٹھیاں بھینچے رخ پلٹ گیا تھا۔۔ اگر یہ لفظ
ابرش بھی بولتی تو وہ اس کی گردن دبا دیتا۔۔

سب ہی خاموش کھڑے تھے۔۔ اسفندیار خان کے غصے کو جائز سمجھ رہے تھے۔۔
جی تو کر رہا ہے تمہاری زبان کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالوں۔ ہمت کیسے ہوئی یہ گھٹیا لفظ خود کے لیے بولنے
کی۔۔ اور وہ بھی یوں سب کے سامنے۔۔ اپنی شرم و حیا کہاں چھوڑ آئی ہو ہاں۔۔ وہ اس کا جبرہ دبوچتے
غرایا۔۔

عابیر بری طرح اس کی وحشی گرفت میں سسکا اٹھی تھی۔۔

اسفندیار خان نے اس پر قہر بار نگاہ ڈالتے اسے ایک جھٹکے سے چھوڑا تو عابیر زمین پر گھٹنوں کے بل گری
تھی۔۔

وہ لمبے گہرے سانس لیتے اسفندیار خان کو دیکھ رہی تھی۔۔ اسفند اس پر قہر بار نگاہ ڈالتے وہاں سے جانے
لگا۔۔

رمز عشق نور آصف

بتاتے کیوں نہیں اسفندیار خان اپنی مورے کو کہ آپ کل ساری رات میرے کمرے میں میرے ساتھ تھے۔۔۔ وہ زمین سے کھڑی ہوتی ہدیانی چیخی تھی۔۔ اسفندیار خان کا بار بار ٹھکرانا اس کے قریب آنا اور پھر اس سے لا تعلق ہو جانا اسے ہدیانی کیفیت مبتلا کر چکا تھا۔۔

زاران نے پلٹتے ہوئے زحیٰ نظر عابیر پر ڈالی تھی

عابیر خاموش ہو جاؤ میں کہتا ہوں۔۔ اسفندیار نے اسے سرد لہجے میں تنبیہ کی۔۔

یہ خاموش نہیں ہو گا۔ اس کا تربیت ہی ایسا ہوا ہے۔۔ بھابھی اپنے بچوں کی تربیت پر بڑا مان کرتا تھا۔ ایک بیٹا قاتل نکلا اور بیٹی بے شرم۔۔۔ اتنا گھٹیا تربیت کیا اپنے بچوں کا۔۔

آپ نے کیسی تربیت اپنے بچوں کی ہے۔۔ وہ مجھ سے بہتر کون جان سکتا ہے۔۔ شہرام کی بھاری آواز پر سب اس کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔۔ وہ اپنی پینٹ کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالے داخلی دروازے کے بیچ بیچ کھڑا تھا۔۔

READERS CHOICE

بہارے نے ششدر نگاہوں سے اسے دیکھا جو سکائے بلو جینز پر وائٹ سیلف لائینگ شرٹ پہنے ہوئے تھا۔ جس پر سکائے بلو کوٹ پہنے ہوئے تھا۔۔ وہ اس کی ڈیشنگ پر سنیلٹی سے نظریں چراگئی تھی۔

رمز عشق نور آصف

شہرام آہستگی سے چلتا ہوا عابیر کے پاس آیا تھا اور اس کے روتے لرزتے بدن کو اپنی بانہوں میں بھرا۔۔

شہرام تم جاؤ ہم بات کرتے ہیں۔۔ درید خان آگے بڑھے تھے۔۔

اگر بات کرنی ہوتی تو آپ بہت پہلے کرچکے ہوتے میری عابی کے ساتھ سب کے سامنے یہ سلوک ہو رہا ہے۔۔ اور آپ اور لالا خاموش کھڑے ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ شہرام چیخا تھا۔۔ زار ان نے بے بسی سے عابیر کو دیکھا جو بہت بے حال سی شہرام کی بانہوں میں کھڑی تھی۔۔ اپنی ذات کی بے قدری اور اسفند کو کھونے کی افیت اس کے چہرے پر رقم تھی۔۔ وہ آج پہلی مرتبہ دوستی اور بہن کے رشتے میں بری طرح پھنس گیا تھا۔۔

تھرا بہن کیا کہہ رہا تھا سنا تم نے؟؟ کس طرح بے شرمی کی طرح منہ پھاڑ پھاڑ کر میاں بیوی کے بیچ کی باتیں کر رہا تھا۔ روزینہ خانم غصے سے بولیں۔۔

اور جو آپ کہہ رہی تھیں۔۔ وہ کیا تھا؟؟ آپ کس حق سے میاں بیوی کے بیچ آرہی تھیں۔ جو رشتہ خدا نے

پاک کر دیا حلال کر دیا۔ آپ نکاح کے بعد کس طرح اسفند لالا کو روک سکتی ہیں۔۔ وہ اپنا حق نہ

لیں۔۔ وہ عابیر کو اپنے ساتھ نہ رکھیں۔ شہرام کی سرد آواز پوری حویلی میں گونج رہی تھی۔

سب کے چہرے سرخ تھے۔۔ پہلی مرتبہ تھا جو حویلی میں سب کے درمیان ایسی باتیں ہو رہی

تھیں۔ درید خان نے عابیر پر قہر بار نگاہ ڈالی تھی۔۔ وہ ایسے بے شرمی سے سب کچھ کہہ گئی تھی۔

رمز عشق نور آصف

ہم اسفند کی ماں ہونے کا حق سے روک سکتا ہے؟؟ روزینہ خانم نے تنک کر جواب دیا۔

اگر یہی بات مجھ سے میری مورے کہیں۔ اس بات کو تب بھی آپ جائز کہیں گی۔۔ شہرام نے روزینہ خانم کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے سوال کیا۔۔

تمہارا مورے ایسا نہیں کہہ سکتا کیونکہ ہمارا بہارے عابیر کی طرح نہیں منہ پھٹا اور بے شرم نہیں۔۔۔ جو اپنا شوہر کو یوں سب کے سامنے ذلیل کرے۔۔ اینہ خانم نے عابیر پر نفرت امیز نگاہیں گاڑیں۔

عابیر نے بھیگی گلابی آنکھوں سے اسفند یار خان کو دیکھا تھا جواب خاموشی سے کھڑا اسے سرد سرخ نظروں

سے دیکھ رہا تھا۔ وہ اپنی نگاہیں تب سے ہی اس پر گاڑھے ہوئے تھا۔ اس کی سرد سرخ نظریں عابیر کے

رگوں میں دوڑتا خون ساکت کر رہا تھا۔۔ وہ سمجھ گئی تھی سامنے کھڑا بے درد انسان رات کی تنہائی میں آج

اسے سفاک سزا دے گا۔۔ اور دن کے اجالے میں اس سے لا تعلق ہو جائے گا۔۔ اور ایک دن اسے چھوڑ

کر چلا جائے گا۔۔ وہ رات میں اس کی بے رحم شدتوں کو اس کی محبت سمجھ بیٹھی تھی۔ بھلا اس نے کب

اپنے منہ سے اظہار کیا تھا۔۔ عابیر ہچکی لیتے منہ پھیر گئی تھی۔۔۔

آپ کی بہارے اس سے کہیں زیادہ منہ پھٹا اور بد تمیز ہے۔۔ یہ آپ بھی جانتی ہیں۔ یہ شہرام خانزادہ ہے

جو ہمیشہ اپنی محبت کی وجہ سے اس کی بد تمیزی اور ہٹ دھرمی برداشت کرتا آیا ہے۔۔

شہرام کی بات پر بہارے کی رنگت میں سرخیاں گھلی تھیں۔ آنکھوں میں شدید جلن ہوئی تھی۔۔۔

رمز عشق نور آصف

وہ کل تک محبت کی وجہ سے برداشت کرتا آیا ہے۔۔۔ آج نہیں کر رہا تھا تو کیا یہ محبت ختم ہو گئی تھی۔۔۔ وہ سب کے سامنے اس کے لیے ایسا لب و لہجہ استعمال کرے گا۔۔

اسے یقین نہیں آرہا تھا۔۔۔ وہ اس کی زندگی میں اب کوئی اہمیت نہیں رکھتی اسے یقین ہو چلا تھا بہارے گل نے صوفے کی سطح پر سختی سے ہاتھ جمایا تھا۔۔

سامنے کھڑے ستم گر سے تو وہ عشق کر بیٹھی تھی۔۔۔ وہ بھی جنون کی حد تک۔۔۔۔ اور وہ کیا کہہ رہا تھا۔۔۔ بہارے گل کو لگ رہا تھا۔ وہ چکرا کر ابھی گر جائے گی۔

ہمارا بیٹی صرف تمہارا ان پڑھ ہونے کی وجہ سے تم سے طلاق مانگتا تھا۔۔۔ ورنہ وہ ایسا نہیں ہے۔۔۔ تم جانتا ہے۔۔۔

مورے۔۔۔۔۔ یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ۔۔۔؟؟ طلاق والی بات اور شہرام کو یوں سب کے سامنے ان پڑھ ہونے کا طعنہ دینے پر بہارے تڑپتے ہوئے روزینہ خانم کی طرف بڑھی۔ اس نے خود ہمیشہ شہرام کو ان پڑھ ہونے کا طعنہ دیا۔۔۔ مگر کبھی سب کے سامنے نہیں دیا تھا۔۔۔ آج روزینہ خانم کا یوں سب کے سامنے شہرام کو ان پڑھ کہنا اس کے دل میں چر کے لگا چکا تھا۔۔۔

رک جاؤ بہارے اپنی جگہ پر۔۔۔ شہرام نے اسے سرد نظروں سے گھورتے اسے دور رہنے کی تنبیہ کی۔ اس کے لہجے کی ٹھنڈک محسوس کرتے بہارے کے قدم زمین میں جکڑے جا چکے تھے۔۔۔۔۔ وہ پرانا والا شہرام

رمز عشق نور آصف

نہیں تھا۔۔ جس کے غصے کی اسے پرواہ نہیں تھی۔۔ اب تو اس کی سرد نظر ہی اس کی ریڑھ کی ہڈی سنسا دیتی تھی۔

آپ کی بیٹی کے نزدیک انسان کا معیار ڈگری سے ہے تو میں آپ کو بتاتا ہوں۔۔ شہرام خانزادہ کے نزدیک انسان کا معیار اس کی روح اس کا دل ہوتا ہے۔۔

میں نے بہارے کی ڈگری سے کبھی محبت نہیں کی۔۔ اس کی روح سے محبت کی۔۔ اور چاہتا تھا وہ بھی مجھ سے ویسی ہی محبت کرے۔۔ جیسی میں محبت اس سے کرتا تھا۔۔ مگر مجھے بہت پہلے پتہ چل گیا ہے۔ کچھ لوگوں کے نزدیک انسان کی حیثیت اس کی اونچی شان اور اس کے مرتبے سے ہوتی ہے۔۔ شہرام نے استھزائیہ نظر بہارے پر ڈالی جو آنسو بہاتے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ شہرام کی آنکھوں میں اپنے لیے سپاٹ پن اور اس کے لہجے میں شدید نفرت محسوس کرتے وہ مرنے والی ہو گئی تھی۔۔ وہ تو اس کے لفظوں کی بازگشت میں بری طرح الجھی تھی۔۔ (میں اس سے محبت کرتا تھا)۔۔ بہارے کی سانسیں سینے میں دبے خاموش ہوئیں۔ اس بڑے سے عالی شان لاونج میں اسے گھٹن سی محسوس ہوئی۔

"میں اس سے محبت کرتا تھا" اس کے لب لرزتے ہوئے بے یقینی سے ان لفظوں کی مالا جپ رہے تھے۔۔۔

رمز عشق نور آصف

روزینہ خانم خاموش ہو گئی تھیں۔ شہرام کا سرد رویہ انھیں بہت کچھ سمجھا گیا تھا۔ وہ کبھی نہیں چاہتی تھی شہرام اور ان کی بیٹی کے بیچ تعلقات خراب ہوں۔ مگر آج شہرام کے سرد رویے سے وہ ڈر گئی تھیں۔ شہرام تو ان کی بیٹی کا دیوانہ تھا۔ مگر شہرام کا سرد پتھر یلا لہجہ آنکھوں کا سرد پن باور کروا رہا تھا۔۔۔ شہرام خازنہ بدل چکا ہے۔۔۔

لالا اگر آپ کو اپنی مورے کا ہی رشتہ نبھانا ہے تو بہتر ہے آپ میری عابی کو طلاق دے دیں۔ تاکہ ہم اپنی عابی کو کسی اور کو سونپ سکیں۔۔۔ شہرام اسفندیار خان کے مقابل جا کھڑا ہوا تھا۔۔۔ شہرام کی بات پر اسفندیار خان کا خون رگوں میں لاوے کی طرح ابلا۔۔۔ وہ اس کے سامنے ہی اس کی عورت اس کی ذاتی ملکیت کو کسی اور کو سونپنے کی بات کر رہا تھا۔۔۔ اپنی بکو اس بند کرو تم؟؟ تم ہوتے کون ہو یہ کہنے والے۔۔۔ میں اپنی عزت کو چھوڑوں گا تم نے یہ سوچ کیسے لیا؟؟ تم نے میرے سامنے میری بیوی کو کسی اور کو سونپنے کی بات کر رہے ہو۔ اسفندیار خان نے لاونج میں موجود ٹیبل میں پڑی فروٹ باسکٹ سے چھری اٹھا کر پوری قوت سے شہرام کے بازو پر ماردی تھی۔ شہرام کے بازو سے بھل بھل خون جاری ہوا تھا۔ وہ درد سے کراہتے اپنی آنکھیں میچتے ہوئے اپنے بازو سے نکلتے خون پر ہاتھ رکھ گیا۔۔۔ عابیر نے چیختے ہوئے منہ پر ہاتھ رکھا۔۔۔ امینہ خانم نے اپنے زرد رنگت کے ساتھ اپنے دل پر ہاتھ رکھا۔۔۔

رمز عشق نور آصف

روزینہ خانم بھی لرز کر رہ گئی تھیں۔ ایسا تو وہ بالکل نہیں چاہتی تھیں۔ مگر اب بات ان کے ہاتھ سے نکل گئی تھیں۔

زاران نے تیزی سے آگے بڑھتے شہرام کے بازو پر ہاتھ رکھا جہاں سے نکلتا خون زاران کا ہاتھ داغدار کر چکا تھا۔

کچھ نہیں ہوا الا۔۔ معمولی سا زخم ہے۔۔ شہرام نے لب بھینچے بولتے ہوئے لرزتی ہوئی عابیر کو اپنے حصار میں لیا۔ اسے اس وقت صرف اپنی بہن کی فکر تھی۔ جو اسے اپنی جان سے بھی پیاری تھی۔ وہ سمجھتا تھا عابیر کو یہ باتیں سب کے سامنے نہیں کرنی چاہیے تھی۔ مگر دل میں درد کا طوفان اٹھے تو سیلابی ریلہ ہر بار آنسوؤں کی صورت میں نہیں بہتا۔ کبھی کبھی انسان یوں سب کے سامنے اپنا آپا کھود دیتا ہے۔ عابیر کی لرزتی کپکپاتی حالت بتا رہی تھی آج اس کی ضبط کی طنابیں ٹوٹ گئی ہیں۔ پتہ نہیں وہ کب سے ذہنی افیت برداشت کر رہی تھی۔ ورنہ عابیر جیسی لڑکی یوں کبھی یہ سب نہ کہتی۔

الا مجھے معاف کر دیں۔۔ یہ سب میری وجہ سے ہوا۔ عابیر شہرام کے سینے سے لگے بری طرح رو دی تھی۔ کچھ نہیں ہوا تمہاری وجہ سے۔۔ تم ہمیں معاف کر دو۔ ہمیشہ تمہارے ساتھ زیادتی ہوئی۔ جس کے قصور وار ہم ہیں۔ شہرام نے زاران کو گھورتے ہوئے عابیر کے بالوں پر اپنے لب رکھے تھے۔ اگر زاران یہ نکاح نہ ہونے دیتا تو کبھی یہ نکاح نہ ہوتا۔ زاران پریشانی سے اپنا ماتھا سہلانے لگا تھا۔

رمز عشق نور آصف

بہارے جو کانپتے ہوئے کھڑی تھی۔ وہ تڑپتے ہوئے شہرام کی طرف بڑھی۔۔۔ اس کا زخمی بازو پکڑتے
اس پر اپنا دوپٹہ رکھا۔۔۔۔۔ رہنے دو تم۔۔۔۔۔ میں دیکھ لوں گا۔۔۔ شہرام نے بر فیلے لہجے میں کہتے اپنا بازو
اس کے گرفت سے چھڑوا دیا۔ بہارے اس کے لہجے کی سختی محسوس کرتے کرب سے آنکھیں میچ گئی
تھی۔۔۔ وہ تو اب اس کا چھونا بھی برداشت نہیں کرتا تھا۔

یہ کیا کیا تم نے اسفندیار خان؟؟۔۔۔ زاران نے اسفندیار خان کے مقابل آتے کرب سے سوال کیا۔۔۔ جو
سرخ چہرے کے ساتھ گہرے سانس لیتے اپنے بال مٹھیوں میں جکڑے کھڑا تھا۔
تکلیف ہوئی تمہیں۔۔۔ مجھے بھی ہوئی ہے۔۔۔ تمہارے بھائی کے منہ سے اپنی بیوی کے لیے وہ الفاظ سن
کر۔۔۔۔۔ اپنی بیوی کے منہ سے وہ لفظ سن کر۔۔۔۔۔ مر رہا ہوں میں۔۔۔
بار بار تم سب ایک ہی بات کیسے کر سکتے ہو؟؟

تمہارے اور ابرش کے بیچ کچھ بھی ہو۔۔۔ کیا کسی نے تم پر کبھی سوال اٹھایا۔۔۔ مگر کبھی میری مورے کبھی تم
لوگ کیسے میری بیوی کو طلاق دینے کی بات کرتے ہو؟؟ جبکہ تم اچھی طرح جانتے ہو میں نے کبھی ایک
لمحے کے لیے عابیر کو چھوڑنے کی بات نہیں کی۔۔۔ میں کسی صورت اس سے دستبرداری نہیں حاصل کر
سکتا۔۔۔

رمز عشق نور آصف

مجھے کیا تم سب نے اتنا بے بس کمزور سمجھ لیا ہے۔۔ جو بار بار مجھ سے یہ سب کہو گے میں برداشت کروں گا۔۔

لیکن میں سچ میں ایک بزدل انسان ہوں۔ جو نہ تمہارے بھائی کو مار سکا اور نہ ہی اپنے بھائی کے قاتل کو۔۔ اسفندیار خان نے چیختے ہوئے پوری قوت سے لاونج کے وسط میں پڑی سینٹرل ٹیبل کو ٹھوکر ماری تھی۔ درید خان، اربد خان اور سمیع اللہ خان خاموش تھے۔۔ انھیں سمجھ نہیں آ رہا تھا کیا کریں۔ اربد روزینہ خانم کو تھپڑ مار کر پچھتا رہے تھے۔۔

زندگی میں پہلی بار اسفندیار خان نے ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کی تھی۔۔ اس لیے اب وہ اس سب سے لا تعلق بے بس سے کھڑے تھے۔۔ روزینہ خانم نے اندر کسی طرح نہیں جانا تھا وہ جانتے تھے۔۔ وہ ضدی خاتون تھیں۔ تھپڑ کو بھی انہوں نے اپنی آنا کا مسئلہ بنا لیا تھا۔۔ وہ یقیناً آج بہت کچھ غلط کرنا چاہ رہی تھیں۔ اور بہت کچھ غلط ہو گیا تھا۔۔ شہرام کے بازو سے نکلتا خون اور بہارے کا تڑپ تڑپ کر روناب روزینہ خانم کو پریشان کر گیا تھا۔۔

بہارے تم شہرام کو کمرے میں لے جاؤ۔۔ اس کا پٹی کرو۔۔ درید خان نے سنجیدگی سے بہارے کو حکم دیا۔ شہرام کے بازو سے نکلتے خون سے زیادہ وہ شہرام کے آنکھوں میں غصے کی بڑھتی حدت کو دیکھ کر پریشان ہوئے تھے۔۔ زخم تو ٹھیک ہو جانا ہی تھا۔۔ مگر اگر شہرام اسفند کے مقابل آ جاتا تو سب کچھ ختم ہو

رمز عشق نور آصف

جاتا۔۔ دونوں طرف سے رشتہ بہت نازک تھا۔ ارحام اور گل کی طلاق کے بعد وہ کافی ڈر گئے تھے۔۔ وہ کسی صورت عابیر کے ماتھے پر طلاق کا داغ نہیں دیکھ سکتے تھے۔

شہرام کہیں نہیں جائے گا۔۔ بابا۔۔ زاران کی سر دھڑپوری حویلی میں گونجی۔۔

اس کے بھائی کو ان پڑھ کہا اس کے سامنے اس طرح اسے چاقو مارا۔۔ وہ غم و غصے سے جیسے پاگل ہو رہا تھا۔ وہ بھی اسفندیار کی طرح بے بسی کی حد پر کھڑا تھا۔

بہت جلد اب اسے یہ ختم کرنا تھا۔۔ مگر آج وہ ایک اور حقیقت سب پر آشکار کرنا چاہتا تھا۔

شہرام کی بے عزتی اسے بہت بری طرح چھبی تھی۔۔

وہ آہستگی سے چلتا روزینہ خانم کے مقابل جا کھڑا ہوا۔

آپ میرے بھائی کو ان پڑھ کہہ رہی تھیں۔۔

تو میں بتاتا ہوں وہ کون ہے۔۔ زاران نے ایک ایک لفظ چبایا تھا۔

لالا رہنے دیں۔۔ مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔ مجھے کوئی کیا سمجھتا ہے؟؟۔۔ شہرام نے زاران کو روکا تھا۔

READERS CHOICE

رمز عشق نور آصف

تمہیں فرق نہ پڑتا ہو پر مجھے پڑتا ہے۔۔ تم نے یہ سب کیوں چھپایا وہ تمہارا معاملہ تھا۔۔ جس کے بیچ میں کبھی نہیں آیا۔۔ مگر مجھے آج پتہ چلا ہے کہ تمہیں ان پڑھ ہونے کے طعنے ملتے رہے ہیں۔ زار ان نے سرد نظریں بہارے پر گاڑھیں۔۔ وہ خفت سے لب کاٹتے نظریں جھکا گئی تھی۔

شہرام نے اپنی تعلیم جرمنی سے مکمل کی ہے۔۔ وہ ایک بہت بڑا انجینیر ہے۔۔ سوات کا ہر بڑا پروجیکٹ شہرام خانزادہ نے کیا ہے۔۔ بڑے بڑے گرینڈ ہوٹل کے ڈیزائن شہرام نے تیار کیے ہیں۔۔ وہ نہ صرف ایک انجینیر ہے بلکہ ایک کنٹریکٹر بھی ہے۔۔ اسے سالانہ کروڑوں روپے مالیت کے کنٹریکٹ ملتے ہیں۔۔ ہر ملک شہرام کے بنائے ہوئے ڈیزائن کے ساتھ کام کرنا اپنا اعزاز سمجھتا ہے۔۔ لندن کے ہر جریدے میں شہرام کا انٹرویو چھپ چکا ہے۔۔ بہت سے ممالک کے پروجیکٹ وہ کر چکا ہے۔ آپ اسے طعنے دے رہی ہیں ان پڑھ ہونے کے۔۔ آپ کی بیٹی کو ڈاکٹر بنانے والا بھی شہرام ہے۔۔ اس کی فیسیں شہرام نے خود بھری ہیں۔ مجھ یا رحام لالا سے کبھی ایک روپیہ نہیں لیا۔۔ وہ ہاسپٹل بھی شہرام نے اپنے پیسوں کا تیار کیا ہے۔۔

زار ان کی بات پر سب سٹل ہوئے تھے۔۔
بہارے کی رنگت میں اب کی بار زردیاں گھلی تھیں۔ وہ یہ سب سائیں سائیں کانوں سے بے یقینی سے سن رہی تھی۔

رمز عشق نور آصف

اسفندیار نے زخمی نظروں سے زاران کو دیکھا تھا۔ اس نے اس سے بھی حقیقت چھپائی تھی۔ ثابت ہوا

تھ زاران کے نزدیک صرف اس کے رشتے اہم تھے۔۔۔ وہ

بہارے کا پورا وجود آندھیوں کی زد میں آیا تھا۔ اس نے فق رنگت کے ساتھ شہرام کو دیکھا تھا۔

وہ بے یقینی سے یہ سب سن رہی تھی۔۔

وہ صوفی کی سطح پر ہاتھ جمائے بمشکل ہی کھڑی تھی۔

اس کے اپنے ہی لفظوں کی بازگشت اس کے کان کے پردوں کو جیسے پھاڑ رہی تھی۔

(کبھی نہیں ہو سکتا شہرام خاندان۔۔۔۔۔ بہارے ایک ان پڑھ انسان سے کبھی کوئی رشتہ قائم نہیں رکھ سکتی۔۔

میں ڈاکٹر بن چکی ہوں۔۔ اور تم کیا ہو ایک میٹرک پاس۔۔ ایک میٹرک پاس انسان کو کبھی اپنا شوہر نہیں چن سکتی)

بہارے نے گہرے سانس لیتے شہرام کو دیکھا جو لب بھینچے کھڑا زاران کو سنجیدگی سے دیکھ رہا تھا۔

اسے شہرام سے کہے ہوئے ہر لفظ پر ندامت تھی بہت ندامت تھی۔۔

مگر آج تو وہ اس سے نظریں ملانے کے قابل نہ رہی تھی۔۔ بہارے نے اپنے لبوں کو بے دردی سے

کچلا۔۔۔

رمز عشق نور آصف

روزینہ خانم شہرام کی حقیقت سنتے حیران تھیں۔ شہرام بہت بڑا آدمی تھا۔ انھیں اس بات سے فرق نہیں پڑا تھا۔ کیونکہ ان کے نزدیک تو شہرام پہلے سے ہیرہ تھا۔ حویلی کے پڑھے لکھے مردوں سے ہزار گنا بہتر۔۔۔ مگر وہ اتنا پڑھا لکھا اور بڑا آدمی ہونے کے باوجود بھی بہارے کے طنز و نشتر مسکراتے ہوئے سہتا تھا۔ یہ حیران کن تھا۔ بہارے ڈاکٹر صرف شہرام خانزادہ کی وجہ سے بنی ہے۔ وہ جانتی تھی۔ حویلی میں ہر کوئی جانتا تھا۔۔۔ وہ اپنی بہن کے لیے کھڑا نہیں ہوا تھا۔ مگر بہارے کے لیے وہ ایک چٹان کی طرح ثابت قدم کھڑا رہا۔ ورنہ وہ کبھی میڈیکل کالج میں ایڈمیشن نہ لے سکتی۔۔۔ وہ سمیع اللہ خان اربد خان درید خان کے سامنے ڈٹ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ زحلے کا اپنی مرضی سے نکاح کرنے کے بعد کوئی بھی عابیر اور بہارے کے کوا بچو کیشن میں بھیجنے کے لیے رضامند نہیں تھا۔ مگر بہارے پر اپنا حق استعمال کرتے وہ سب کے آگے ڈٹ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ اس وقت بھی بہارے اسے ان پڑھ ہونے کے طعنے دیتی تھی۔ اس سے طلاق لینے کی دھمکیاں دیتی تھی۔ وہ چاہتا تو اسے گھر بٹھا کر اس کی ہر بات کا بدلہ لے سکتا تھا۔۔۔

اب وہ کیا سن رہی تھیں۔۔۔ بہارے کی فیسیں تک اس نے بھری ہیں۔ وہ بھی بہارے پر بنا کوئی احسان جتائے۔۔۔ روزینہ خانم نے بہارے پر نگاہ ڈالی جو پتھرائی کیفیت سے مجسم سے بنی کھڑی تھی۔

رمز عشق نور آصف

اس کے چہرے پر شرمندگی نہیں تھی۔۔ نہ ہی پچھتاوہ تھا بلکہ کچھ کھونے کا خوف تھا۔ کچھ بہت خاص کھو دینے کی افیت رقم تھی۔۔

سمیع اللہ خان درید خان شہرام کی حقیقت سے بخوبی واقف تھے۔۔ مگر شہرام نے یہ حقیقت کیوں چھپانا چاہی انھیں آج سمجھ آیا تھا۔۔

سمیع اللہ خان نے تاسف اور غصیلی نظریں بہارے پر گاڑھیں تھیں۔ انھیں آج پتہ چلا تھا کہ بہارے شہرام کے ان بڑھ ہونے کی وجہ سے اس رخصتی سے انکار کرتی تھی۔۔

بارہ سال کی عمر میں اس نے ان کے سامنے احتجاجی طور پر شہرام سے طلاق لینے کی بات کی تھی۔۔ جس پر انہوں نے اسے تھپڑ مار دیا تھا۔۔ یہ پہلا تھپڑ تھا جو انہوں نے اپنی پوتی پر اٹھایا تھا۔۔ ورنہ انہوں نے کبھی کسی پوتی اپنی بیٹیوں اور یہاں تک اپنی بیویوں پر بھی ہاتھ نہیں اٹھایا تھا۔۔ سمیع اللہ خان نے اب اپنی شعلہ بار نظریں شہرام پر گاڑھیں تھیں۔۔ انھیں اس کی حرکت بھی سخت ناپسند آئی تھی۔ انھیں پتہ ہوتا شہرام بہارے کی وجہ سے اپنی پہچان چھپا رہا ہے۔۔ وہ کب سے بتا دیتے۔۔

انھیں اپنے پوتوں اور پوتیوں پر سخت غصہ آ رہا تھا۔۔ جو وہ کر رہے تھے شاید ہی ان کے خاندان میں پہلے کبھی ہوا تھا۔۔

رمز عشق نور آصف

عابیر تم اپنے کمرے میں جاؤ۔۔ اور شہرام تم بھی اپنے کمرے میں جاؤ۔۔ بات ختم کرو جتنا تماشا ہونا تھا وہ ہو چکا۔۔ درید خان غصے سے گر جے تھے۔۔

عابیر کمرے میں نہیں میرے ساتھ گل لئی کی بارات پر جائے گی۔۔ جس کے لیے یہ اتنا تیار ہوئی ہے۔۔ اسفندیار خان نے عابیر کے مقابل آتے اس کے شعلہ جواں قیامت خیز روپ پر قہر آلود نگاہیں گاڑھیں۔۔ وہالرزتے روتے ہوئے ہلکی ہلکی سسکیاں بھر رہی تھیں۔

میں اسفندیار خان کے ساتھ کہیں نہیں جاؤں گی۔۔ اسفندیار کی دشمنی کے بھینٹ اب میں اور میرے لالا نہیں چڑھیں گے۔۔ مجھے لگتا ہے اسفندیار خان آپ کو صرف اپنی مورے کا رشتہ نبھانا چاہیے۔ عابیر نے اپنی بھیگی سرمئی گہری آنکھیں اسفندیار خان کی نیلی سرد سرخ آنکھوں میں گاڑھیں۔۔ عابیر کے جواب پر اسفندیار خان کی آنکھوں کی سرخی بڑھی تھی۔۔

درید خان نے آگے بڑھتے عابیر کو کلائی سے جکڑے اس کے گال پر زناٹے دار تھپڑ جڑ دیا تھا۔۔ بابا۔۔۔۔۔ زاراں اور شہرام نے بے یقینی سے انھیں پکارا۔۔

اسفندیار خان غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچ گیا تھا۔۔ روزینہ خانم کو پڑنے والی تکلیف سے زیادہ اب اسے تکلیف محسوس ہوئی تھی۔۔ یہ طمانچہ اسے اپنے گال پر پڑتا محسوس ہوا۔

رمز عشق نور آصف

اس کی ماں کو مارنے والا اس کا باپ تھا۔۔ مگر عابیر اس کی ملکیت تھی۔۔ جس پر وہ پورا اختیار رکھتا تھا۔ اس پر کوئی بھی ہاتھ اٹھائے یا انگلی اسے گوارا نہیں تھی۔۔ چاہے وہ پھر اس کی اپنی مورے ہو یا پھر اس کی بیوی کا باپ۔۔۔۔

عابیر اپنے گال پر ہاتھ رکھے بے یقینی سے درید خان کو دیکھ رہی تھی۔۔ زندگی میں پہلی مرتبہ اس پر درید خان نے ہاتھ اٹھایا تھا۔۔۔ وہ بے یقین تھی وہ سب کے سامنے اسے بے دردی سے تھپڑ مار چکے تھے۔ رک جاؤ زار ان اور شہرام۔۔ ہم باپ بیٹی کے بیچ کوئی نہیں آئے گا۔۔ یہ ہمارا حکم ہے۔۔ درید خان نے سختی سے کہتے ہاتھ کے اشارے سے انھیں آگے بڑھنے سے روکا تھا۔۔ زار ان اپنا نچلا لب سختی سے دانتوں میں پیوست کیے وہیں پر رک گیا تھا۔۔ (مزید ناول پڑھنے کے لیے اس لنک کو سرچ کریں)

For more novel kindly Google this link

READERS CHOICE

<https://ezreaderschoice.com>

رمز عشق نور آصف

اسلام علیکم!

ہمارے ادر گرد بہت سے کردار ہیں جن کو ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو بخوبی لکھ سکتے ہیں تو اٹھائے قلم اور لکھ دیجئے ایک ایسی کہانی جو دلوں کو چھو لے اور ان کرداروں کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے اپنی صلاحیت کو بھی اجاگر کریں۔ ریڈرز چوائس

<https://ezreaderschoice.com> آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے کہ جہاں آپ اپنی قابلیت کا لوہا منوا سکیں۔ آج ہی ہمیں اپنی تحریر ارسال کریں جس کو ہم ایک ہفتے کے اندر اپنی ویب سائٹ اور دیگر سوشل میڈیا گروپ میں شامل کریں گے۔

مزید تفصیلات کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

واٹس ایپ نمبر کے لیے ابھی میل کیجئے

Facebook ID: <https://www.facebook.com/mubarra1>

Email address: mobimalik83@gmail.com

readerschoicemag@gmail.com

شہرام نے غصے اور بے بسی سے اپنے آہنی ہاتھ کا مکہ بنائے پوری قوت سے دیوار پر دے مارا تھا۔
بہارے نے بھیگی آنکھوں سے شہرام کو دیکھا جو دیوار کے ساتھ ماتھا ٹکائے گہرے سانس لیتے اپنے غصے پر
بے بمشکل قابو پا رہا تھا۔ بازو سے خون بہتے اب سفید ماربل پر گر رہا تھا۔ شہرام کی آنکھوں میں اس
وقت لہو اتر ا ہوا تھا۔

بہارے نے پچکی بھرتے شہرام کو دیکھا تھا۔ وہ اپنے آنسو بے دردی سے صاف کرتے تیز تیز قدموں سے
اپنے کمرے کی جانب بڑھی۔ اس کے قدموں میں لڑکھڑاہٹ واضح تھی۔
تم اپنی شرم لحاظ بھول گئی ہو۔ بھول گئی ہو کہ تم کس فیملی سے تعلق رکھتی ہو۔
ہمارے ہاں ایسی باتیں عورت تو کیا مرد بھی کرتے ہوئے سو بار سوچیں۔ مگر تم اپنی شرم لحاظ سب کچھ
بھول چکی ہو۔

اگر یہ باتیں کوئی اور کرتا تو ہم شاید درگزر کر دیتا۔ مگر یہ سب کچھ ہمارا بیٹی عابیر نے کہا۔ یقین کرنا
مشکل ہے۔ یہ تربیت کیا ہے ہم نے تمہارا؟؟۔ تم نے ہمارا سر آج شرم سے جھکا دیا ہے۔ درید خان کی
غصیلی آواز حویلی کے در و دیوار میں گونج رہی تھی۔

رمز عشق نور آصف

بابا۔۔۔ عابیر نے لرزتے لبوں سے انھیں پکارا۔۔ نام مت لو اپنی زبان سے تم۔۔۔ ہمارا جی کر رہا ہے تمہارا آج چمڑی ادھیڑ دیں۔۔ درید خان غصے سے غرائے تو عابیر ڈرتے ہوئے دوسرے گال پر ہاتھ رکھتے رخ پلٹ گئی تھی۔۔ پاس ہی اسفندیار کھڑا تھا۔۔۔ وہ کانپتے ہوئے اس کے ہی سینے میں منہ چھپا گئی تھی۔ اسفندیار خان اسے یوں کانپتے روتا دیکھ کر مٹھیاں بھینچ گیا تھا۔

درید خان نے کبھی اس ہاتھ نہیں اٹھایا تھا۔ مگر وہ ان سے بے تحاشا ڈرتی تھی۔۔ اس نے جو کچھ کہا اپنے اندر اڈتے جذبوں کے شورش طوفانوں سے لڑتے ہذیانی کیفیت میں کہا۔۔۔ مگر اب وہ شرم و خفت سے زمین میں ہی گرٹھی جا رہی تھی۔ ہمیشہ سے زاران اور شہرام اسے امینہ خانم اور درید خان کی ڈانٹ مار سے بچا لیتے تھے۔۔ آج کوئی بھی آگے نہیں بڑھا تھا۔ اب وہ اسفندیار خان کے ہی شرٹ مٹھیوں میں جکڑے اس کے سینے میں ہی منہ چھپائے ہوئے تھی۔

اسے اپنے لفظوں کی بے باکی کا اب اندازہ ہوا تھا۔۔ وہ کسی سے نظریں ملانے کے قابل نہ رہی تھی۔ اسے اسفندیار خان کے سینے میں منہ چھپائے دیکھ کر درید خان کی رنگت میں سرخیاں سی گھلی تھیں۔

تم شرم لحاظ سچ میں بھول گیا ہے۔ جو اس طرح سب کے سامنے یہ سب کچھ کر رہا ہے۔۔ کس طرح تم اسفندیار کے سینے کے ساتھ لگ کر کھڑا ہے؟؟

درید خان نے عابیر کی کلائی جکڑے اسے اسفندیار خان سے علیحدہ کرنا چاہا۔۔

رمز عشق نور آصف

اسفندیار خان نے نرمی سے ان کی گرفت عابیر کی کلائی سے چھڑائی۔۔ عابیر کو اپنے سینے سے علیحدہ کرتے اسے اپنی چوڑی پشت کے پیچھے کیا۔

آپ ایک لفظ اور نہیں کہیں گے۔۔ اور اسے مارنے کا سوچے گا بھی نہیں۔ اور عابیر اپنے شوہر کے سینے کے ساتھ لگ کر کھڑی ہے۔۔ کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔۔ اسفندیار خان نے سر دلہجے میں کہتے درید خان کو دیکھتے انھیں باور کروایا۔۔

آپ سب مجھے سمجھتے کیا ہیں؟؟ میرے ہی سامنے میری ماں اور میری بیوی پر ہاتھ اٹھایا گیا ہے۔۔ کیسے آپ سب یہ کر سکتے ہیں؟؟۔۔ اسفندیار اب کی بار حلق کے بل چیخا تھا۔۔۔

یہ میرا اور میری بیوی کا معاملہ ہے۔۔ کوئی بیچ میں نہیں آئے گا۔۔ اسے جو کہنا ہوا میں کہوں گا۔۔ عابیر پر کسی کا حق نہیں ہے۔۔ نہ اس کے بھائیوں کا اور نہ ہی کسی اور رشتے کا۔۔ عابیر صرف اسفندیار خان کی ہے۔۔ اسفندیار خان کی غراہٹ پوری حویلی میں گونج رہی تھی۔۔ اس کا چہرہ غیض و غضب ڈھارہا تھا۔ اس کے سامنے ہی پہلے روزینہ خانم اور اب عابیر پر ہاتھ اٹھایا گیا تھا۔۔ وہ غم و اشتعال سے جیسے پاگل ہو رہا تھا۔۔ عابیر کو تھپڑ مارنے والا درید خان نہ ہوتا تو یقیناً مقابل کی جان لے لیتا۔۔ درید خان غصے سے اسفندیار خان کو دیکھتے وہاں سے چلے گئے تھے۔۔

اسفندیار خان کی پشت کے پیچھے کھڑی عابیر کی ہچکیوں میں اضافہ ہوا تھا۔۔

رمز عشق نور آصف

آپ سب کان کھول کر سن لیں۔۔ آئندہ عابیر سے کوئی سوال وجواب نہیں کرے گا۔۔ میں برداشت نہیں کروں گا۔۔

اسفندیار خان نے سب کو قہر بارنگاہوں سے گھورتے جتایا تھا۔۔

عابیر کی طرف مڑتے وہ عابیر کی کلائی جکڑے تیز تیز قدموں سے داخلی دروازے کی طرف بڑھا۔۔
عابیر اس کے سخت گرفت میں خاموشی سے اس کے ساتھ چل پڑی تھی۔ مزاحمت کرنے کی نہ اس وقت اس میں ہمت تھی اور نہ ہی اس میں طاقت۔۔۔۔

روزینہ خانم یہ دیکھ کر بھڑبھڑ جلی تھیں۔۔ ان کے آنکھوں میں شرارے سے لپکے تھے۔۔ مگر شہرام کی موجودگی کی وجہ سے وہ کچھ نہ کر سکیں۔۔ ورنہ اسفندیار خان کو اپنے دودھ کی قسم دے کر ہر حال میں روک دیتیں۔۔

شہرام اسفندیار خان کی طرف بڑھا تو زار ان نے اسے کلائی سے پکڑ کر روکا تھا۔۔

لالا۔۔۔۔۔ عابیر۔۔۔۔۔ شہرام نے غصے سے کہا۔۔

عابیر بیوی ہے اسفندیار خان کی۔۔ وہ ٹھیک کہہ رہا تھا اس پر اس کا حق ہے۔۔ زار ان نے لب بھینچے سنجیدگی سے کہا۔۔

رمز عشق نور آصف

اگر اسفند لالا کا عیر پر حق ہے تو ہماری بھی وہ چھوٹی بہن ہے۔۔ آپ سب سن لیں۔۔ اگر اس کے ساتھ کچھ بھی برا ہوا تو مجھ سے کوئی بھی اچھے کی امید نہ رکھے۔۔ شہرام نے روزینہ خانم کو گھورتے ہوئے اپنے لہجے کی سختی سے بہت کچھ باور کروایا تھا۔۔ وہ رکنا نہیں تھا تیز تیز قدموں سے اپنے کمرے کی جانب بڑھا۔۔

